Subject: Proofs of the truth of your claim

Dear Ghaffar Janba sahib
Assalmoalaikum

Do you possess any of the qualities that are described in Sabz Ishtihar! Can you list your books on the spiritual and worldly knowldege or any indications that clearly show that you are worthy of being "Ghulam-e-Zaki" like your knowledge of Quranic teachings or Ahadith?
I am not interested in any revelations that you might claim that you have recieved, rather, I am interested in all the obvious proofs that anyone could see.

1. Mirza Bashirudin Mahmood Ahmad (ra) has written thousands of pages on Quranic commentary.

2. He had written books or given lectures that explicitly show his spiritual knowledge on a wide variety of topics that also indicated his intellectual level.

3. He has affected the lives of thousands upon thousands of people in a positive way, which cannot be fathomed without understanding him being the person prophecied in Sabz Ishtihar! What about your followers!

Regards

Muhammad Z. Khan

15.06.2010

محترم عبدالغفار جنبہ صاحب
السلام علیکم
جناب گذارش یہ ہے کہ میں آپ کو ذاتی طور پرجانتا ہوں۔میں کیل میں پڑھائی کی غرض سے چار سال رہ چکا ہوں۔ ۱۹۹۹ سے ۲۰۰۰ تک۔اور میرا آپ کے بارے میں جو تصور ہے وہ ایک شریف انسان کا ہے۔میں وہاں اس وقت کے ناظم اطفال غضنفر صاحب کے ساتھ کام کرتا رہا ہوں اور میرا پورا نام محمد ظفراللہ خان ہے۔مجھے یقین ہے کہ آپ کا بڑا بیٹامجھے بہت اچھی طرح جانتا ہے۔بلکہ اگر میں یہ کہوں کہ وہاں کی سب جماعت کے لوگ جو۱۹۹۹سے وہاں مقیم ہیں مجھے اچھی طرح جانتے ہیں‌توغلط نہ ہوگا۔
میں نے آپ کی کتاب المصلح موعود جستہ جستہ پڑھی ہے۔اور لطف الرحمن محمودکے مضمون پرآپ کا جواب بھی۔میں وقت ملنے پراس کتاب کے بارے میں مزید تفصیل سے آپکو لکھوں گا۔میرا آپ سے اپنا تعارف کروانے کا مقصدصرف یہ ہے کہ آپ مجھے کسی طرح پہچان لیں‌اوریہ جان جائیں کہ مجھے آپ سے کوئی ذاتی پرخاش نہیں۔ مجھے آپکی کتاب المصلح موعود میں جو الفاظ اور جس طرح سے آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رح کا ذکر کیا ہے وہ پڑھ کر بہت دکھ ہوااور آپکےعقائد جان کر بھی۔مجھے اپنی جیت اور آپکی ہار میں کوئی دلچسپنی نہیں۔ مگرجو سوالات میں نے آپ سے کیے ہیں‌ان کا جواب اگرآپکی کسی کتاب میں ہے تو اس کا ذکرکردیں تاکہ اگلی باروہ کتاب یا مضمون پڑھ کرآپ سے بات ہو سکے۔آپ نے اپنے مضمون کے آغاز میں مجھے جو نصیحت کی ہے‌امید ہے میرے سوالوں کا جواب لکھتےہوئے آپ خود بھی اُس پر عمل پیرارہیں گے۔
والسلام
ظفراللہ خان

Muhammad Z. Khan, Ph.D.

16.06.2010

عبدالغفار جنبہ صاحب۔
السلام علیکم
آپ کا ای میل مجھے مل گیا ہے۔میں اس کاتفصیلی جواب آپکی خدمت میں پیش کروں گا۔میں معذرت خواہ ہوں کہ مجھے آپ کے پچھلے پیغام کا جواب دینے میں دیر لگی کیونکہ بہت سی مصروفیات کے باعث ایسا کر نہ سکا۔ پیشگوئی مصلح موعود پر کچھ لکھنے سے پہلے مجھے اپنے طور پر تحقیق کی ضرورت ہے۔آپ کی ساری کتب آپکے ویب سائٹ پرموجود ہیں اور وہی بہت ہیں۔

ظفراللہ خان

20-7-2010

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّ حۡمٰنِ الرَّ حِیۡمِ　　نَحۡمَدُهٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِهِ الۡکَرِیۡمِ　　وَعَلٰی عَبۡدِالۡمَسِیحِ الۡمَوعَود

صداقت کا معیار

یٰبَنِیۡۤ اٰدَمَ اِمَّا یَاۡتِیَنَّکُمۡ رُسُلٌ مِّنۡکُمۡ یَقُصُّوۡنَ عَلَیۡکُمۡ اٰیٰتِیۡ فَمَنِ اتَّقٰی وَاَصۡلَحَ فَلَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ۔(الاعراف۔۳۶)

اے آدم کے بیٹو! اگر تمہارے پاس تم میں سے رسول بنا کر بھیجے جائیں اس طرح کہ وہ تمہارے سامنے میری آیات پڑھ کر سناتے ہوں تو جو لوگ تقوٰی اختیار کریں اور اصلاح کریں اُن کو کسی قسم کا خوف نہیں ہوگا، اور نہ وہ غمگین ہونگے۔

جناب ڈاکٹر محمد ظفر اللہ خاں صاحب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ و برکاۃ۔

خاکسار کی چند کتب اور درجنوں رسائل اور مضامین وغیرہ جن میں آپکے سوالات کے مفصل جوابات بھی موجود ہیں میرے ویب سائٹ (alghulam.com) پر آن ایئر ہیں۔ دلچسپی رکھنے والے حضرات یہاں سے میرے نقطۂ نظر کا مطالعہ کر سکتے ہیں۔ لیکن چونکہ ہر انسان کے پاس اتنا وقت نہیں ہوتا کہ وہ کمپیوٹر کے آگے بیٹھ کر کتب اور مضامین کا مطالعہ کر سکے۔ خاکسار نے آپکی دلچسپی اور اشتیاق کے پیش نظر چاہا تھا کہ میں آپ کو اپنی شائع شدہ کتب بھیج دوں تا کہ آپ اِن کا مطالعہ کر کے نہ صرف ان میں اپنے سوالات کے جوابات پڑھ لیں بلکہ مذہب اور بالخصوص پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت سے بھی آگاہ ہو جائیں۔ یہ کتب بھیجنے کیلئے خاکسار نے آپ سے آپکے ایڈریس کے متعلق پوچھا تھا لیکن آپ نے میرے مفصل خط کا کوئی جواب نہ دیا۔ خاکسار آپ کے سوالات کے جوابات لکھنے سے پہلے چند باتیں معذرت کے ساتھ بطور تمہید آپکے گوش گزار نا چاہتا ہے۔ آپ بھی ماشاءاللہ پیدائشی احمدی ہونگے اور خاکسار بھی پیدائش در پیدائش احمدی ہے۔ ہم بخوبی جانتے ہیں کہ ہماری جماعت میں تعلیم و تربیت کا طریقہ کار یک طرفہ (one way preaching) ہے۔ چند خود ساختہ مخصوص نظریات (جن کا حقیقت اور سچائی سے کوئی تعلق نہیں) کی روشنی میں ہماری ذہنی تطہیر اور تعلیم و تربیت کی جاتی ہے اور ہمیں جماعت کے اندر رہتے ہوئے کسی موضوع پر اِختلافی نقطۂ نظر کے اظہار یا کسی نظریہ کے بارے میں آزادانہ سوچ بچار کا حق نہیں ہے۔ ہم لوگ مسجدوں میں منبروں پر کھڑے ہو کر آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم کا حوالہ دے کر بانگ دہل اعلان کرتے ہیں۔

''کہ ہر شخص اپنی سوچوں اور اپنے ایمان میں آزاد ہے۔ کوئی حق نہیں ہے کسی کا کہ کسی کی سوچ پر اور اُسکے ایمان پر، اُس کے نظریات پر کسی قسم کی قدغن لگائے اور جبراً اُن کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے۔ یہ جو اعلان ہے یہ اسلام کے لیے نہیں ہے بڑی جہالت ہے اگر اِسے یہ سمجھا جائے کہ صرف اسلام کی خاطر ہے۔ یہ تو آزادی ضمیر کا جہاد ہے، شرف انسانی کو قائم کرنے والا جہاد ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان حق نہیں رکھتا کہ کسی اور انسان کے نظریات کو اور اُس کے خیالات کو، اُس کی سوچوں کو تبدیل کرے زبردستی یا اُس پر جبر کے تالے لگا دے اور اُس کو اِن سوچوں کے اظہار کا حق نہ ہو۔ تو یہ دوسرا جہاد کا پہلو یہ تھا۔ آپ نے یہ فرمایا اور قرآن کریم اس مضمون کو کثرت سے بیان کرتا ہے کہ صرف یہ نہیں کہ انسان کو خود اپنی سوچوں میں آزادی نصیب ہے بلکہ اس کو یہ بھی حق حاصل ہے کہ جو وہ سوچتا ہے، جو وہ دیکھتا ہے، جو وہ سمجھتا ہے اُسے دوسروں سے بیان کرے اور اس کا نام بلاغ ہے پہنچانا۔ جب وہ بیان کر دے تو پھر لَسۡتَ عَلَیۡهِمۡ بِمُصَیۡطِرٍ کا مضمون شروع ہو جاتا ہے۔ بیان کرنا مبین طریق پر، کھول کھول کر یہ تو فرض ہے ہر انسان کا، اس کا حق ہے لیکن جبر کو اس میں دخل نہیں ہوگا۔ کسی قسم کے جبر کی اجازت نہیں ہوگی۔ چوتھا پہلو اس جہاد کا یہ تھا کہ اگر کوئی شخص اِسکے نتیجے میں بات مان لے اور اپنے خیالات تبدیل کر دے تو ہر گز کسی دوسرے کا حق یہ نہیں ہے کہ وہ زبردستی اس کو اس تبدیلی خیال سے روکے اور کہے کہ ہرگز ہم تمہیں اپنا خیال تبدیل نہیں کرنے دیں گے اور اُسکے نتیجے میں خیال تبدیل کروانے والے کو سزائیں دیں اور اُسکو بھی مارے اور اُسکی مخالفت بھی جسمانی طور پر کرے، ہر قسم کی تعزیری کاروائی اُسکے خلاف کرے۔۔۔۔۔ ہر ایسے شخص کے مقابل پر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کا جہاد کھڑا ہو جائے گا آزادی ضمیر کے نام پر جو آپ نے جہاد کیا۔ اور ہر مسلمان کا فرض ہے کہ اُسکی تائید کرے جس نے واقعتاً دلائل کے نتیجے میں اپنا مذہب تبدیل کیا ہے، اپنے خیالات تبدیل کئے ہیں اور ہر ایسی جبر کی کوشش کا مقابلہ کرے جو ان بنیادی انسانی حقوق میں مداخلت کرے۔'' (خلیفہ رابع۔ خطبہ جمعہ۔ ۵ دسمبر ۱۹۸٦ء)۔

آنحضرت ﷺ اور قرآن کریم کا حوالہ دے کر ہمارے خلفاء آزادی ضمیر کا یہ حق تمام دنیا سے اپنے لیے تو مانگتے ہیں۔ اپنی مظلومی کی دہائی دیتے ہیں لیکن اپنی جماعت میں ہم یہ حق کسی احمدی کو دینے کیلئے تیار نہیں۔ ہمارے قول و فعل میں کتنا تضاد ہے اور ہم مذہبی دنیا کے کتنے بڑے جھوٹے ہیں۔؟ نکلے ہیں دین اسلام کو تمام دینوں پر غالب کرنے کیلئے جبکہ ہمارے گھر میں اسلام کا یہ حال ہے کہ ہم نے حقیقی اسلام کے نام پر ہر احمدی کا گلا گھونٹ رکھا ہے۔ اِنا للہ و اِنا اِلیہ راجعون۔

اس وضاحت کے بعد خاکسار آپکے علم میں اضافہ کیلئے پہلے پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت پر کچھ روشنی ڈالنا چاہتا ہے۔ آپ نے اپنی ای میل میں بڑی رعونت کیساتھ لکھا ہے کہ۔۔۔

I am not interested in any revelations that you might claim that you have recieved, rather, I am interested in all the obvious proofs that anyone could see.

”مجھے آپکے اِلہامات دیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ اِن تمام واضح ثبوتوں کو میں دیکھنا چاہتا ہوں جنہیں کوئی بھی دیکھ سکتا ہے۔“

جناب محمد ظفراللہ خاں صاحب۔ مجھے بھی کسی کو اپنے اِلہامات دکھانے کا کوئی شوق نہیں ہے۔ مجھے اُمید ہے آپ حضرت مہدی وؑمسیح موعودؑ کے اِلہامات کی سچائی پر تو یقین رکھتے ہونگے اور ساتھ ہی آپ کو اُس عظیم الشان اِلہام (قرآن کریم) کی سچائی پر بھی یقین ہوگا جو کہ حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب صافی پر نازل ہوا تھا۔ خاکسار اِنہی دونوں مقدس اور مطہر وجودوں کے اِلہامات کی روشنی میں آپکے آگے پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت پر روشنی ڈالے گا۔ اُمید ہے آپ کو اِن اِلہاموں پر کوئی اعتراض نہیں ہوگا اور نہ ہی ہونا چاہیے۔ یہ بھی واضح رہے کہ ہر دور میں صداقت کا معیار قرآن کریم ہی رہا ہے اور آئندہ بھی یہی رہے گا اور ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت کو جاننے کیلئے بھی ہمیں اِسی معیار سے استفادہ کرنا ہوگا۔ خاکسار پہلے قرآن کریم کی چند آیات درج کرتا ہے جن سے ہمیں اللہ تعالیٰ کی ایک سنت کا پتہ ملتا ہے۔ وہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ اپنے کسی برگزیدہ بندے (نبی یا ولی) کو کسی بیٹے کی بشارت دیتا ہے تو بشارت کے وقت وہ مبشر (جس کی بشارت دی گئی ہو) اس دنیا میں موجود نہیں ہوتا بلکہ وہ وجود بشارت کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ درج ذیل آیات میں بعض انبیاء کی مثالیں دیکر ہمیں اس حقیقت سے آگاہ فرماتا ہے۔

(۱)”رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنَ الصّٰلِحِیۡنَ ☆فَبَشَّرۡنٰهُ بِغُلٰمٍ حَلِیۡمٍ ☆فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعۡیَ قَالَ یٰبُنَیَّ اِنِّیۡۤ اَرٰی فِی الۡمَنَامِ اَنِّیۡۤ اَذۡبَحُكَ فَانۡظُرۡ مَا ذَا تَرٰی ط ----مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ ☆“(صافات۔۱۰۱،۱۰۲،۱۰۳) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) (اور اِبراہیمؑ نے کہا) اے میرے ربّ! مجھے نیکوکار اولاد بخش۔ تب ہم نے اِس کو ایک حلیم غلام کی بشارت دی۔ پھر جب وہ غلام اِسکے ساتھ تیز چلنے کے قابل ہوگیا تو اُس (اِبراہیم) نے کہا اے میرے بیٹے! میں نے تجھے خواب میں دیکھا ہے کہ (گویا) میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ پس تو فیصلہ کر کہ اِس میں تیری کیا رائے ہے۔۔۔۔۔ مجھے اپنے ایمان پر قائم رہنے والا دیکھے گا۔

(۲)”وَ امۡرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتۡ فَبَشَّرۡنٰهَا بِاِسۡحٰقَ وَمِنۡ وَّرَآءِ اِسۡحٰقَ یَعۡقُوۡبَ ☆ قَالَتۡ یٰوَیۡلَتٰۤی ءَاَلِدُ وَ اَنَا عَجُوۡزٌ وَّ هٰذَا بَعۡلِیۡ شَیۡخًا اِنَّ هٰذَا لَشَیۡءٌ عَجِیۡبٌ ☆“(ھود۔۷۲،۷۳) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) اور اُس (اِبراہیم) کی بیوی (بھی پاس ہی) کھڑی تھی۔ اِس پر وہ بھی گھبرائی۔ تب ہم نے اُسکی تسلی کے لیے اُس کو اِسحٰق کی اور اِسحٰق کے بعد یعقوب (کی پیدائش) کی بشارت دی۔ اُس (اِبراہیم کی بیوی) نے کہا، ہائے میری ذِلت! کیا میں (بچہّ) جنوں گی حالانکہ میں بوڑھی (ہو چکی) ہوں اور میرا خاوند بھی بڑھاپے کی حالت میں ہے۔ یہ یقیناً عجیب بات ہے۔

(۳)”فَاَوۡجَسَ مِنۡهُمۡ خِیۡفَةً ط قَالُوۡا لَا تَخَفۡ وَبَشَّرُوۡهُ بِغُلٰمٍ عَلِیۡمٍ ☆فَاَقۡبَلَتِ امۡرَاَتُهٗ فِیۡ صَرَّةٍ فَصَكَّتۡ وَجۡهَهَا وَ قَالَتۡ عَجُوۡزٌ عَقِیۡمٌ ☆قَالُوۡا كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ اِنَّهٗ هُوَ الۡحَكِیۡمُ الۡعَلِیۡمُ ☆“(ذاریات۔۲۹ تا ۳۱) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) اور (حضرت اِبراہیمؑ دِل میں) اُن سے کچھ ڈرا (وہ یعنی فرشتے اِس حالت کو سمجھ گئے) اور کہنے لگے، ڈر نہیں۔ اور اُسے ایک علیم غلام کی بشارت دی۔ اِتنے میں اُسکی بیوی آگے آئی جس کے چہرہ پر شرم کے آثار تھے۔ پس اُس نے زور سے اپنے ہاتھ چہرے پر مارے اور بولی۔ میں ایک بانجھ بڑھیا ہوں۔ اُنہوں نے کہا (یہ سچ ہے) تو ایسی ہی ہے لیکن تیرے ربّ نے (وہی) کہا ہے (جو ہم نے کہا ہے) وہ یقیناً بڑی حکمت والا (اور) بڑے علم والا ہے۔

(۴)”قَالُوۡا لَا تَوۡجَلۡ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمٍ عَلِیۡمٍ ☆قَالَ اَبَشَّرۡتُمُوۡنِیۡ عَلٰۤی اَنۡ مَّسَّنِیَ الۡكِبَرُ فَبِمَ تُبَشِّرُوۡنَ ☆قَالُوۡا بَشَّرۡنٰكَ بِالۡحَقِّ فَلَا تَكُنۡ مِّنَ الۡقٰنِطِیۡنَ ☆“(الحجر۔۵۴، ۵۵، ۵۶) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) اُنہوں (یعنی فرشتوں) نے کہا (کہ) تو خوف نہ کر، ہم تجھے ایک علیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔ اُس نے کہا (کہ) کیا تم نے میرے بوڑھا ہو جانے کے باوجود مجھے یہ بشارت دی ہے، پس (بتاؤ کہ) کس بنا پر تم مجھے (یہ) بشارت دیتے ہو۔ اُنہوں نے کہا کہ ہم نے تجھے سچی بشارت دی ہے۔ پس تو نا اُمید مت ہو۔

(۵)”یٰزَكَرِیَّاۤ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ اِسۡمُهٗ یَحۡیٰی لَمۡ نَجۡعَلۡ لَّهٗ مِنۡ قَبۡلُ سَمِیًّا ☆قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَكُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ وَّ كَانَتِ امۡرَاَتِیۡ عَاقِرًا وَّ قَدۡ بَلَغۡتُ مِنَ الۡكِبَرِ عِتِیًّا ☆قَالَ كَذٰلِكَ قَالَ رَبُّكَ هُوَ عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّ قَدۡ خَلَقۡتُكَ مِنۡ قَبۡلُ وَ لَمۡ تَكُ شَیۡئًا ☆“(مریم۔۸،۹،۱۰) ترجمہ۔(تفسیر صغیر) (اِس پر اللہ نے فرمایا) اے زکریا! ہم تجھے ایک غلام کی خبر دیتے ہیں اِس کا نام یحیٰی ہوگا۔ ہم نے اِس سے پہلے کسی کو اِس نام سے یاد نہیں کیا۔ (زکریا نے) کہا۔ اے میرے ربّ! میرے ہاں لڑکا کیسے ہو سکتا ہے، حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے کی اِنتہائی حد کو پہنچ چکا ہوں۔ (فرشتہ نے) کہا (کہ جس طرح تو کہتا ہے واقعہ) اِسی طرح (ہے) (مگر) تیرا ربّ کہتا ہے کہ یہ (بات) مجھ پر آسان ہے اور (دیکھ کہ) میں تجھے اِس سے پہلے پیدا کر چکا ہوں حالانکہ تو کچھ بھی نہیں تھا۔

(۶)”هُنَالِكَ دَعَا زَكَرِیَّا رَبَّهٗ قَالَ رَبِّ هَبۡ لِیۡ مِنۡ لَّدُنۡكَ ذُرِّیَّةً طَیِّبَةً اِنَّكَ سَمِیۡعُ الدُّعَآءِ ☆فَنَادَتۡهُ الۡمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَآئِمٌ یُّصَلِّیۡ فِی الۡمِحۡرَابِ اَنَّ اللّٰهَ یُبَشِّرُكَ بِیَحۡیٰی مُصَدِّقًا بِكَلِمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَسَیِّدًا وَّحَصُوۡرًا وَّنَبِیًّا مِّنَ الصّٰلِحِیۡنَ ☆ قَالَ رَبِّ اَنّٰی یَكُوۡنُ لِیۡ غُلٰمٌ وَّ قَدۡ بَلَغَنِیَ الۡكِبَرُ وَامۡرَاَتِیۡ عَاقِرٌ ط قَالَ كَذٰلِكَ اللّٰهُ یَفۡعَلُ مَا یَشَآءُ

☆" (ال عمران ۔۳۹،۴۰،۴۱) ترجمہ۔ (تفسیر صغیر) تب زکریا نے اپنے ربّ کو پکارا کہا کہ اے میرے ربّ! تو مجھے اپنی جناب سے پاک اولاد بخش۔ تو یقیناً دُعاؤں کو قبول کرنے والا ہے۔ اِس پر فرشتوں نے اُسے جبکہ وہ گھر کے بہترین حصہ میں نماز پڑھ رہا تھا آواز دی کہ اللہ تجھے یحیٰ کی بشارت دیتا ہے جو اللہ کی ایک بات کو پورا کرنے والا ہوگا اور سردار اور (گناہوں سے) روکنے والا اور نیکیوں میں سے (ترقی کر کے) نبی ہوگا۔ اُس نے کہا کہ اے میرے ربّ مجھے لڑکا کس طرح ملے گا، حالانکہ مجھ پر بڑھاپا آ گیا ہے اور میری بیوی بانجھ ہے۔ فرمایا اللہ ایسا ہی (قادر) ہے۔ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

(۷) "اِذقَالَتِ الْمَلٰٓئِكَةُ يٰمَرْيَمُ اِنَّ اللّٰهَ يُبَشِّرُكِ بِكَلِمَةٍ مِّنْهُ اسْمُهُ الْمَسِيْحُ عِيْسَى ابْنُ مَرْيَمَ وَجِيْهًا فِي الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَمِنَ الْمُقَرَّبِيْنَ ☆وَ يُكَلِّمُ النَّاسَ فِي الْمَهْدِ وَ كَهْلًا وَّ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ ☆قَالَتْ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ وَ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ ط قَالَ كَذٰلِكِ اللّٰهُ يَخْلُقُ مَا يَشَآءُ اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ☆" (ال عمران ۔۴۶،۴۷،۴۸) ترجمہ۔ (تفسیر صغیر) جب فرشتوں نے کہا تھا کہ اے مریم! اللہ تجھے اپنے ایک کلام کے ذریعہ سے بشارت دیتا ہے اُس (مُبَشَّر) کا نام مسیح عیسیٰ ابن مریم ہوگا جو (اِس) دنیا اور آخرت میں صاحب منزلت ہوگا اور (خدا کے) مقربوں میں سے ہوگا۔ اور پنگھوڑے (یعنی چھوٹی عمر) میں بھی لوگوں سے باتیں کرے گا اور ادھیڑ عمر ہونے کی حالت میں (بھی) اور نیک لوگوں میں سے ہوگا۔ اُس (یعنی حضرت مریم) نے کہا (کہ) اے میرے ربّ! میرے ہاں بچہ کس طرح ہوگا حالانکہ کسی بشر نے (بھی) مجھے نہیں چھوا۔ فرمایا اللہ (کا کام) ایسا ہی (ہوتا) ہے۔ وہ جو چاہتا ہے، پیدا کرتا ہے (اور) جب وہ کسی بات کا فیصلہ کر لیتا ہے تو اِسکے متعلق صرف یہ فرماتا ہے کہ تو وجود میں آجا۔ سو وہ وجود میں آجاتی ہے۔

(۸) "قَالَ اِنَّمَآ اَنَا رَسُوْلُ رَبِّكِ لِاَهَبَ لَكِ غُلٰمًا زَكِيًّا☆ قَالَتْ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّ لَمْ يَمْسَسْنِيْ بَشَرٌ وَّ لَمْ اَكُ بَغِيًّا ☆قَالَ كَذٰلِكِ قَالَ رَبُّكِ هُوَ عَلَيَّ هَيِّنٌ وَلِنَجْعَلَهٗٓ اٰيَةً لِّلنَّاسِ وَ رَحْمَةً مِّنَّا وَ كَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا ☆" (مریم ۔۲۰،۲۱،۲۲) ترجمہ۔ (تفسیر صغیر) (فرشتہ نے) کہا۔ میں تو صرف تیرے ربّ کا بھیجا ہوا پیغامبر ہوں تا کہ میں تجھے (وحی کے مطابق) ایک زکی (پاک اور نیک) غلام دوں۔ (مریم نے) کہا۔ میرے ہاں غلام کہاں سے ہوگا۔ حالانکہ اب تک مجھے کسی مرد نے نہیں چھوا۔ اور میں کبھی بدکاری میں مبتلا نہیں ہوئی۔ (فرشتہ نے) کہا (بات) اِسی طرح ہے (جس طرح تو نے کہی، مگر) تیرے ربّ نے یہ کہا ہے، کہ یہ (کام) مجھ پر آسان ہے اور (ہم اِسلئے یہ غلام پیدا کریں گے) تا کہ اُسے لوگوں کیلئے ایک نشان بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت (کا موجب بھی بنائیں) اور یہ (اَمر) ہماری تقدیر میں طے ہو چکا ہے۔

جناب ظفر اللہ صاحب۔ مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہے کہ یہ ممکن نہیں کہ بشارت سے پہلے مبشر وجود دنیا میں پیدا ہو چکا ہو اور وہ ملہم کی گود میں کھیل رہا ہو۔ اور پھر یہ بھی یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی اس سنت میں کبھی تبدیلی نہیں ہو سکتی۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ "سُنَّةَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلُ وَلَنْ تَجِدَ لِسُنَّةِ اللّٰهِ تَبْدِيْلًا۔ " (سورۃ فتح آیت:۲۴) اللہ کی اِس سنت کو یاد رکھو، جو ہمیشہ سے چلی آئی ہے اور تو کبھی بھی اللہ کی سنت میں کوئی تبدیلی نہیں پائے گا۔ اب ہم ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کی طرف چلتے ہیں۔

پیشگوئی زکی غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود

۔ خدائے رحیم و کریم بزرگ و برتر نے جو ہر چیز پر قادر ہے (جل شانہٗ و عزّ اسمہٗ) نے اپنے اِلہام سے مخاطب کر کے فرمایا کہ!

☆ میں تجھے ایک رحمت کا نشان دیتا ہوں اُسی کے موافق جو تو نے مجھ سے مانگا۔ سو میں نے تیری تضرّعات کو سنا اور تیری دعاؤں کو اپنی رحمت سے بپایہ قبولیّت جگہ دی۔ اور تیرے سفر کو (جو ہوشیار پور اور لودھیانہ کا سفر ہے) تیرے لیے مبارک کر دیا۔ سو قدرت اور رحمت اور قربت کا نشان تجھے دیا جاتا ہے۔ فضل اور احسان کا نشان تجھے عطا ہوتا ہے اور فتح اور ظفر کی کلید تجھے ملتی ہے۔ اے مظفر! تجھ پر سلام۔ خدا نے یہ کہا۔ تا وہ جو زندگی کے خواہاں ہیں۔ موت کے پنجہ سے نجات پاویں۔ اور وہ جو قبروں میں دبے پڑے ہیں باہر آویں۔ اور تا دین اسلام کا شرف اور کلام اللہ کا مرتبہ لوگوں پر ظاہر ہو۔ اور تا حق اپنی تمام برکتوں کیساتھ آ جائے اور باطل اپنی تمام نحوستوں کیساتھ بھاگ جائے۔ اور تا لوگ سمجھیں کہ میں قادر ہوں۔ جو چاہتا ہوں کرتا ہوں۔ اور تا وہ یقین لائیں۔ کہ میں تیرے ساتھ ہوں۔ اور تا اُنہیں جو خدا کے وجود پر ایمان نہیں لاتے۔ اور خدا کے دین اور اُسکی کتاب اور اُس کے پاک رسول محمد مصطفیٰ کو اِنکار اور تکذیب کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ ایک کھلی نشانی ملے اور مجرموں کی راہ ظاہر ہو جائے۔

سو تجھے بشارت ہو۔ کہ ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔ ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔ وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اُس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اِس کو مقدّس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نور اللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔

اُس کیساتھ فضل ہے۔ جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔ وہ صاحب شکوہ اور عظمت اور دولت ہوگا۔ وہ دُنیا میں آئے گا اور اپنے مسیحی نفس اور رُوح الحق کی برکت سے بہتوں کو بیماریوں سے صاف کرے گا۔ وہ کلمۃ اللہ ہے۔ کیونکہ خدا کی رحمت و غیوری نے اُسے کلمۂ تمجید سے بھیجا ہے۔ وہ سخت ذہین و فہیم ہوگا۔ اور دل کا حلیم۔ اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے

گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔(اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مَظْھَرُالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔مَظْھَرُالْحَقِّ وَالْعَلَآءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔ جس کا نزول بہت مبارک اور جلال اِلٰہی کے ظہور کا موجب ہوگا۔نور آتا ہے نور۔جس کو خدا نے اپنی رضامندی کے عطر سے ممسُوح کیا۔ہم اِس میں اپنی رُوح ڈالیں گے۔اور خدا کا سایہ اُسکے سر پر ہوگا۔وہ جلد جلد بڑھے گا۔اور اسیروں کی رُستگاری کا موجب ہوگا۔اور زمین کے کناروں تک شہرت پائے گا۔اور قومیں اس سے برکت پائیں گی۔تب اپنے نفسی نقطہ آسمان کی طرف اُٹھایا جائے گا۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا.☆(تذکرہ صفحہ۱۰۹ تا۱۱۱ بحوالہ مجموعہ اِشتہارات جلداوّل صفحہ۱۰۰ تا۱۰۲)

اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق چند حقائق

جناب محمد ظفراللہ خاں صاحب! اب یہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے اصل الفاظ ہیں اور اسی اِلہامی پیشگوئی کو جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کہا جاتا ہے۔اِس اِلہامی پیشگوئی کے متعلق حقائق کیا ہیں۔؟اِس اِلہامی پیشگوئی سے کیا ثابت ہوتا ہے۔؟یہ حقائق درج ذیل ہیں:۔

(۱) اِس اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو دو(۲) نشانوں یا دو(۲) وجودوں کی بشارت دی گئی تھی یعنی ایک نشان کو اللہ تعالیٰ نے لڑکا قرار دیا ہے اور دوسرے نشان کو اللہ تعالیٰ نے زکی غلام کا نام دیا ہے۔مثلاً (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا تجھے دیا جائے گا۔اور (۲) ایک زکی غلام (لڑکا) تجھے ملے گا۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق بڑی وضاحت کیساتھ یہ فرمادیا ہے کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا''۔لیکن زکی غلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کچھ نہیں فرمایا کہ وہ کیا ہوگا اور کون ہوگا۔؟

(۳) زکی غلام کو ملہم نے اپنا جسمانی لڑکا خیال کرتے ہوئے اس کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھا ہے اور یہ بریکٹ میں (لڑکا) اِلہامی لفظ نہیں ہے بلکہ ملہم کا زکی غلام کے متعلق اپنا قیاس اور اجتہاد ہے۔

(۴) ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام مصلح موعود ہے اور اِس کے متعلق پیشگوئی ''اُس کیساتھ فضل ہے۔۔۔۔سے شروع ہوکر۔۔۔۔۔ وَ کَانَ اَمْرًا مَّقْضِیًّا۔'' آخر تک جاتی ہے۔واضح رہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے حق میں ہے لیکن اِسی پیشگوئی میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کی پیشگوئی بطورِ فرع شامل ہے۔

(۵) اِس اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے ملہم کو اِس بارے میں قطعاً کوئی خبر نہیں دی ہے کہ یہ ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' اور یہ ''زکی غلام'' کب پیدا ہونگے۔؟اِلہامی پیشگوئی کے الفاظ ہمیں بتارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ملہم کو اِس معاملہ میں مکمل طور پر لاعلم رکھا ہے۔

(۶) اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام (مصلح موعود) کی پہچان کیلئے درج ذیل الفاظ میں قطعی،علمی اور مرکزی علامات بیان فرمائیں ہیں:۔

☆وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری وباطنی سے پر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔(اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔فرزند دلبند گرامی ارجمند۔ مَظْھَرُالْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔مَظْھَرُالْحَقِّ وَالْعَلَآءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔☆

جناب ظفراللہ صاحب! مجھے اُمید ہے کہ اِلہامی پیشگوئی کے متعلق یہ جو چھ باتیں میں نے بطور حقائق لکھی ہیں جماعت احمدیہ میں کسی بھی صاحب علم وصاحب نظر کو نہ ان میں کوئی شک ہوسکتا ہے اور نہ ہی کوئی اعتراض۔یہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے چھ حقائق ہیں جن سے اِنکار ممکن نہیں ہے۔اور اُمید ہے آپ بھی اِس سے اتفاق کریں گے۔

(۷) اِن چھ(۶) حقائق کے علاوہ ایک ساتویں حقیقت یہ بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ زکی غلام جس کے متعلق حضورؑ کا یہ اِجتہادی خیال تھا کہ وہ آپ کا جسمانی لڑکا ہوگا۔اِس اِجتہادی خیال کے مطابق پیدا ہونیوالے جسمانی لڑکے نے بھی حضورؑ کے بقول حضرت نصرت جہاں بیگمؓ کی بجائے کسی اور پارساطبع اور نیک سیرت تیسری اہلیہ کے بطن سے پیدا ہونا تھا۔یہ یادر ہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے معاً بعد حضورؑ نے ایک کشف دیکھا تھا۔۸۔جون ۱۸۸۶ء کو ایک خط میں اِس کشف کا ذکر کرتے ہوئے آپؑ حضرت مولوی نورالدینؓ صاحب سے فرماتے ہیں:۔

☆شاید چار ماہ کا عرصہ ہوا۔کہ اِس عاجز پر ظاہر کیا گیا تھا کہ ایک فرزند قوی الطاقتین،کامل الظاہر والباطن تم کو عطا کیا جائے گا۔سواس کا نام بشیر ہوگا۔اب تک میرا قیاسی طور پر خیال تھا کہ شاید وہ فرزند مبارک اسی اہلیہ سے ہوگا۔اب زیادہ تر الہام اس بات میں ہورہے ہیں کہ عنقریب ایک اور نکاح تمہیں کرنا پڑے گا اور جناب اِلٰہی میں یہ بات قرار پاچکی ہے کہ ایک پارساطبع اور نیک سیرت اہلیہ تمہیں عطا ہوگی۔وہ صاحبِ اولاد ہوگی۔اس میں تعجب کی بات یہ ہے کہ جب الہام ہوا تو ایک کشفی عالم میں چار پھل مجھ کو دیئے گئے۔تین ان میں سے تو آم کے تھے مگر ایک پھل سبز رنگ بہت بڑا تھا۔وہ اس جہان کے پھلوں سے مشابہ نہیں تھا۔اگرچہ ابھی یہ الہامی بات نہیں مگر میرے دل میں یہ پڑا ہے کہ وہ پھل جو اس جہان کے پھلوں میں سے نہیں ہے۔وہی مبارک لڑکا ہے۔کیونکہ کچھ شک نہیں کہ پھلوں سے مراد اولاد ہے۔اور جبکہ ایک پارساطبع اہلیہ کی بشارت دی گئی اور ساتھ ہی کشفی طور پر چار

پھل دیئے گئے۔ جن میں سے ایک پھل الگ وضع کا ہے تو یہی سمجھا جاتا ہے۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔ مگر میری دانست میں اس لڑکے کے تولد سے پہلے ضروری معلوم ہوتا ہے کہ یہ تیسری شادی ہوجائے۔۔۔ اِن دنوں میں اِتفاقاً نئی شادی کیلئے دو (۲) شخصوں نے تحریک کی تھی مگر جب اِنکی نسبت استخارہ کیا گیا تو ایک عورت کی نسبت جواب ملا کہ اس کی قِسمت میں ذلّت ومحتاجگی وبےعزتی ہے اوراس لائق نہیں کہ تمہاری اہلیہ ہواوردوسری کی نسبت اشارہ ہوا کہ اس کی شکل اچھی نہیں۔ گویا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ صاحبِ صورت وصاحبِ سیرت لڑکا (موعود زکی غلام۔ ناقل) جس کی بشارت دی گئی ہے وہ برعایت مناسبت ظاہری اہلیہ جمیلہ و پارساطبع سے پیدا ہوسکتا ہے۔ واللہ اعلم بالصّواب۔'' ☆

(تذکرہ صفحہ۱۱۲ تا۱۱۳/مکتوب مورخہ ۸ جون ۱۸۸۶ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ مکتوبات احمد جلد۲ صفحہ۱۲۔۱۳) حضورؑ کے اِس خط سے درجِ ذیل تین باتیں ثابت ہیں۔

(**اولاً**) آپؑ کا یہ خیال تھا یا آپ کو یہ امید لگی ہوئی تھی کہ یہ سبز رنگ کا بڑا پھل ''**زکی غلام یعنی مصلح موعود**'' آپکا جسمانی بیٹا ہوگا۔

(**ثانیاً**) وہ جسمانی بیٹا حضرت ام المومنین نصرت جہاں بیگمؓ کے بطن سے نہیں ہوگا۔

(**ثالثاً**) یہ کہ عنقریب مجھے ایک اورنکاح کرنا پڑے گا اور وہ زکی غلام یعنی مصلح موعود کسی پارساطبع اور نیک سیرت تیسری اہلیہ سے ہوگا۔

جناب ظفراللہ صاحب! حضورؑ اپنے الفاظ میں فرمارہے ہیں کہ پسر موعود یا خاص لڑکا نصرت جہاں بیگمؓ کی بجائے کسی تیسری اہلیہ کے ہاں پیدا ہوگا۔ ازاں بعد یہ تیسری شادی تو ہونہ سکی لیکن یہ زکی غلام (مزعومہ لڑکا) حضرت اُم المومنین نصرت جہاں بیگمؓ کے بطن سے بھی پیدا نہ ہوا۔ اِس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

بشیر احمد اوّل کی پیدائش۔ مورخہ ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء کے دن بشیر احمد اوّل پیدا ہوئے۔ حضورؑ اِسکے متعلق اپنے اِشتہار بنام ''خوشخبری'' میں فرماتے ہیں۔

''اے ناظرین! میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ وہ لڑکا جس کے تولد کیلئے میں نے اشتہار ۸۔ اپریل ۱۸۸۶ء میں پیشگوئی کی تھی اوراللہ تعالیٰ سے اطلاع پاکر اپنے کھلے کھلے بیان میں لکھا تھا کہ اگر وہ حمل موجودہ میں پیدا نہ ہوا تو دوسرے حمل میں جو اس کے قریب ہے ضرور پیدا ہو جائیگا۔ آج ۱۶۔ ذیقعدہ ۱۳۰۴ھ مطابق ۷۔ اگست ۱۸۸۷ء میں ۱۲ بجے رات کے بعد ڈیڑھ بجے کے قریب وہ مولود مسعود پیدا ہوگیا۔ فالحمدللہ علیٰ ذٰلک۔'' (مجموعہ اشتہارات جلداوّل صفحہ ۱۴۱)

آپؑ نے بشیر احمد اوّل کی پیدائش پر اِس لڑکے کو ''**مولود مسعود**'' کا نام دے کر اِسے پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق ہونے کا واضح اشارہ دے دیا تھا لیکن رضائے الٰہی کے تحت یہ بچہ پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر ۴۔ نومبر ۱۸۸۸ء کے دن فوت ہوگیا۔ چنانچہ ۴۔ دسمبر ۱۸۸۸ء کو حضورؑ نے مولوی نورالدینؓ کو ایک خط لکھا۔ اس خط میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

☆ یہ عبارت کہ خوبصورت پاک لڑکا۔۔۔۔ جو آسمان سے آتا ہے۔ یہ تمام عبارت چندروزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چندروز رہ کر چلا جاوے اور دیکھتے دیکھتے رخصت ہوجائے۔ اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اورآخیر تک اسکی تعریف ہے۔۔۔۔ بیس ۲۰ فروری کی پیشگوئی۔۔۔ دو پیشگوئیوں پر مشتمل تھی جو غلطی سے ایک سمجھی گئی۔ اور پھر بعد میں الہام الٰہی نے اس غلطی کو رفع کردیا۔ ☆ (تذکرہ صفحہ ۱۰۹/مکتوب ۴ دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اولؓ مکتوبات احمد جلد ۲ صفحہ ۷۵)

اب متذکرہ بالا الفاظ سے ظاہر ہے کہ بشیر احمد اوّل کی وفات پر حضورؑ سمجھ چکے تھے کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی دو پیشگوئیوں پر مشتمل ہے۔ اِلہامی پیشگوئی کے اس حصہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا۔ خوبصورت پاک لڑکا تمہارا مہمان آتا ہے۔ اس کا نام عنموائیل اور بشیر بھی ہے۔ اس کو مقدس روح دی گئی ہے۔ اور وہ رجس سے پاک ہے۔ وہ نوراللہ ہے۔ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے۔'' کو حضورؑ نے بشر احمد اوّل پر چسپاں فرماکر اُسکے متعلق فرمادیا! ''یہ تمام عبارت چندروزہ زندگی کی طرف اشارہ ہے کیونکہ مہمان وہی ہوتا ہے جو چندروز رہ کر چلا جاوے اوردیکھتے دیکھتے رخصت ہوجائے۔''

درج بالا حوالہ کے مطابق آگے حضورؑ فرماتے ہیں کہ۔۔۔ ''اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اورآخیر تک اُسکی تعریف ہے۔''

حضورؑ کے فرمان کے مطابق مصلح موعود کے متعلق جو عبارت یا پیشگوئی ہے وہ اِس فقرہ سے شروع ہوتی ہے۔۔۔ ''اُس کیساتھ فضل ہے۔ جو اُسکے آنے کے ساتھ آئیگا۔۔۔ وَكَانَ اَمْرًا مَّقْضِيًّا۔'' (مجموعہ اشتہارات جلداوّل صفحہ ۱۰۰ تا ۱۰۲)

اب ظاہر ہے الہامی پیشگوئی میں دو (۲) وجودوں کا ہی ذکر ہے۔ ایک ''وجیہہ اور پاک'' اور دوسرا ''زکی غلام''۔ وجیہہ اور پاک لڑکا تو بشیر احمد اوّل کی شکل میں پیدا ہوکر پیشگوئی کے الفاظ کے مطابق دوبارہ آسمان کی طرف اُٹھا لیا گیا۔ اب پیچھے دوسرا وجود یعنی ''زکی غلام'' رہ گیا تھا اور اسی کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا اور اِسی کے متعلق فرمایا تھا۔۔۔ ''اور بعد کا فقرہ مصلح موعود کی طرف اشارہ ہے اورآخیر تک اسکی تعریف ہے''

جناب ظفراللہ صاحب! مکرر عرض ہے کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے نزول کے بعد حضورؑ نے دونوں وجودوں (وجیہہ اور پاک لڑکا اور زکی غلام) کو ایک پیشگوئی یا ایک وجود سمجھتے ہوئے اِلہامی پیشگوئی کی اشاعت کے وقت زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ دیا تھا۔ اور بریکٹ میں لفظ (لڑکا) کے الفاظ حضورؑ کے اپنے اِجتہادی الفاظ ہیں نہ کہ اِلہامی۔ اب ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' یعنی بشیر احمد اوّل کی وفات کے بعد بھی حضورؑ زکی غلام کو اپنا لڑکا سمجھنے کے قیاس پر قائم رہتے ہوئے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو سبز اشتہار یعنی

''حقانی تقریر بر واقعہ وفاتِ بشیر'' میں فرماتے ہیں۔

(۱)''اور خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دوسعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی اور اس عبارت تک کہ مبارک وہ جو آسمان سے آتا ہے پہلے بشیر کی نسبت پیشگوئی ہے کہ جو روحانی طور پر نزولِ رحمت کا موجب ہوا اور اس کے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' (سبز اشتہار تصنیف یکم دسمبر ۱۸۸۸ء۔ روحانی خزائن جلد ۲ صفحہ ۴۶۳ حاشیہ۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۷۹ حاشیہ)

اسی سبز اشتہار میں آگے جا کر حاشیہ ہی میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

(۲)''اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسرِ متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔ پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے۔ اور ضرور تھا کہ اس کا آنا معرضِ التوا میں رہتا جب تک یہ بشیر جو فوت ہو گیا ہے پیدا ہو کر پھر واپس اُٹھایا جاتا کیونکہ یہ سب امور حکمتِ الٰہیہ نے اسکے قدموں کے نیچے رکھے تھے اور بشیر اوّل جو فوت ہو گیا ہے۔ بشیر ثانی کیلئے بطور ارہاص تھا اسلئے دونوں کا ایک ہی پیشگوئی میں ذکر کیا گیا۔'' (ایضاً صفحہ ۴۶۷۔ ایضاً صفحہ ۱۸۳ تا ۱۸۴)

جناب ظفر اللہ صاحب! سبز اشتہار کے حاشیہ میں مذکورہ ان دونوں حوالہ جات سے جو ثابت ہوتا ہے وہ درج ذیل ہے:۔

(۱)۔۔۔سبز اشتہار کے متذکرہ بالا پہلے حوالے میں حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ''خدا تعالیٰ نے مجھ پر یہ بھی ظاہر کیا کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی پیشگوئی حقیقت میں دوسعید لڑکوں کے پیدا ہونے پر مشتمل تھی''۔ اس ضمن میں عرض ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں بلاشک وشبہ دونشانوں کی بشارت دی گئی تھی یعنی ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور دوسرا زکی غلام۔ زکی غلام جس کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا ہے وہ عملی طور پر حضورؑ کا صلبی لڑکا ثابت نہیں ہوتا (اس کی تفصیل بعد میں آئے گی) بلکہ آپؑ کا روحانی فرزند ثابت ہوتا ہے۔ ایسے ہی جیسے آپؑ بذات خود آنحضرت ﷺ کے روحانی پسر تھے۔ لہٰذا حضورؑ کے کلام اور الہام میں تطبیق پیدا کرنے کی خاطر ہمارے لیے اسکے سوا کوئی چارہ نہیں رہتا کہ ہم یہ یقین کریں کہ حضورؑ کی دونوں سعید لڑکوں سے مراد ایک جسمانی لڑکا اور دوسرا روحانی لڑکا تھی۔

(۲)۔۔۔اسی حوالے میں حضورؑ نے آگے یہ جو فرمایا ہے کہ''اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' الہامی پیشگوئی میں بعد کی یہ عبارت ان الفاظ سے شروع ہوتی ہے کہ''اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا۔۔۔۔وَ کَانَ اَمۡرًا مَّقۡضِیًّا تک۔'' الہامی پیشگوئی کے یہ الفاظ یا عبارت دراصل مصلح موعود کے متعلق ہے۔ اور حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ''اور اسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے'' لگتا ہے کہ حضورؑ کے یہ الفاظ الہامی نہیں بلکہ آپؑ کا ذاتی اجتہاد تھے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ بعد ازاں جب یہ دوسرا بشیر یعنی بشیر الدین محمود احمد مورخہ ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو پیدا ہوتا ہے تو اس کی پیدائش کے موقعہ پر حضورؑ نے قطعی طور پر یہ نہیں فرمایا تھا کہ''یہی لڑکا مصلح موعود ہے''۔ اگر تو حضورؑ اس دوسرے بشیر کی پیدائش کے موقعہ پر یہ فرما دیتے کہ''قطعی طور پر یہی لڑکا مصلح موعود ہے'' تو پھر ان الفاظ کے الہامی ہونے میں شک کرنے کی کوئی وجہ نہیں تھی لیکن اگر دوسرے بشیر کی پیدائش کے موقعہ پر بذات خود مُلہم نے ہی یہ کہہ دیا ہو کہ اس لڑکے''کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل اِنکشاف کے بعد پھر اِطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانے والا ہے یا وہ کوئی اور ہے (اشتہار تکمیل تبلیغ۔ مجموعہ اشتہارات جلد اوّل صفحہ ۱۹۱ حاشیہ)'' تو پھر مُلہم کے اپنے الفاظ ہی سے یہ ثابت ہو گیا کہ''اور اِسکے بعد کی عبارت دوسرے بشیر کی نسبت ہے۔'' کے الفاظ الہامی نہیں تھے بلکہ آپؑ کا ذاتی اجتہاد اور قیاس تھے۔

(۳)۔۔۔متذکرہ بالا سبز اشتہار کے حوالہ نمبر ۲ میں حضورؑ نے یہ جو فرمایا ہے کہ''اور یہ دھوکا کھانا نہیں چاہیے کہ جس پیشگوئی کا ذکر ہوا ہے وہ مصلح موعود کے حق میں ہے۔ کیونکہ بذریعہ الہام صاف طور پر کھل گیا ہے کہ یہ سب عبارتیں پسرِ متوفی کے حق میں ہیں اور مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ اس کیساتھ فضل ہے جو اسکے آنے کیساتھ آئے گا''۔ حضورؑ کی یہ بات بالکل سچ ہے کیونکہ یہ الہامی پیشگوئی دراصل مصلح موعود ہی کے متعلق ہے۔ اس عظیم الشان پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے بطور فرع ضمنی طور پر پسر متوفی کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس پیشگوئی مصلح موعود میں اللہ تعالیٰ نے بطور فرع حضورؑ کے صلبی لڑکے کا ذکر کیوں کیا ہے؟ تو اس ضمن میں عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایسا اس لیے کیا ہے کیونکہ وہ آئندہ زمانہ میں جماعت احمدیہ اور بالخصوص حضورؑ کی صلبی اولاد کی آزمائش کرنا چاہتا تھا۔

(۴)۔۔۔اسی حوالے میں حضورؑ نے مصلح موعود کے بعض الہامی ناموں کا بھی ذکر فرمایا ہے۔ مثلاً فضل، محمود، بشیر ثانی اور فضل عمر مصلح موعود کے الہامی نام ہیں۔ اگر حضورؑ نے ان الہامی ناموں میں سے کوئی الہامی نام بطور تفاؤل اپنے کسی لڑکے کا رکھا بھی ہو اور ساتھ یہ بھی فرما دیا ہو کہ''اس لڑکے کا نام بالفعل محض تفاؤل کے طور پر بشیر اور محمود بھی رکھا گیا ہے اور کامل اِنکشاف کے بعد پھر اِطلاع دی جائے گی مگر ابھی تک مجھ پر یہ نہیں کھلا کہ یہی لڑکا مصلح موعود اور عمر پانیوالا ہے یا وہ کوئی اور ہے'' تو بھی وہ لڑکا (بشیر الدین محمود احمد) محض

بطور تفاؤل نام رکھے جانے سے مصلح موعود نہیں بن سکتا۔ مزید برآں اگر اس (بشیر الدین محمود احمد) کی پیدائش کے بعد حضورؑ نے اس لڑکے کے متعلق کوئی ایسا انکشاف (یہی لڑکا مصلح موعود ہے) نہ کیا ہو بلکہ جو انکشافات کیے ہوں وہ اُسکے مصلح موعود ہونے کی نفی کر رہے ہوں تو پھر وہ لڑکا خود بخود یا احباب جماعت اُسے مصلح موعود کیسے بنا سکتے ہیں؟

(۵)۔۔۔یہ بھی واضح ہو کہ اگر بالفرض حضورؑ اپنے کسی لڑکے کا تفاؤل کے طور پر نام رکھنے کے بعد اس لڑکے کے متعلق اپنی کسی تحریر میں یہ بھی فرما دیتے کہ ''یہی لڑکا مولود مسعود، موعود یا مصلح موعود ہے'' تو بھی اگر حضورؑ پر نازل ہونے والا مبشر الہامی کلام حضورؑ کے اس فرمان کی نفی کر رہا ہوتا تب بھی ہوشمندی اور عقلمندی کا تقاضا یہ تھا کہ ہم احمدی حضورؑ کے اجتہادی کلام کی بجائے حضورؑ کے الہامی کلام کی پیروی کرتے۔ کیونکہ حضورؑ نے اپنی تحریر میں بار ہا فرمایا ہے کہ میرا کہنا اور اللہ تعالیٰ کا فرمانا ایک برابر نہیں ہو سکتا۔ انسانی اجتہاد میں غلطی ممکن ہے لیکن کلام الٰہی میں غلطی ہرگز نہیں ہو سکتی۔ مثال کے طور آپؑ فرماتے ہیں:۔

(ا) ☆اب فرض کے طور پر کہتا ہوں کہ اگر ہم اپنے اجتہاد سے کسی بچہ پر یہ خیال بھی کر لیں کہ شاید یہ وہی پسر موعود ہے اور ہمارا اجتہاد خطا جائے تو اس میں الہام الٰہی کا کیا قصور ہوگا ۔کیا نبیوں کے اجتہادات میں اس کا کوئی نمونہ نہیں۔☆ (آسمانی فیصلہ۔تصنیف دسمبر ۱۸۹۱ء۔روحانی خزائن جلد ۴ صفحہ ۳۴۱)

ایک اور جگہ پر آپؑ ارشاد فرماتے ہیں:۔

(۲) ☆اور یہ کہنا کہ اس لڑکے (بشیر احمد اوّل۔ناقل) کو بھی مسعود کہا ہے۔تو اے نابکار مسعودوں کی اولاد مسعود ہی ہوتی ہے اِلّا شاذ نادر۔کون باپ ہے جو اپنے لڑکے کو سعادت اطوار نہیں بلکہ شقاوت اطوار کہتا ہے۔کیا تمہارا یہی طریق ہے؟ اور بالفرض اگر میری یہی مراد ہوتی تو میرا کہنا اور خدا کا کہنا ایک نہیں ہے۔ میں انسان ہوں ممکن ہے کہ اجتہاد سے ایک بات کہوں اور وہ صحیح نہ ہو۔☆ (حُجۃُ اللہ۔مطبوعہ ۱۸۹۷ء۔روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸)

(۳) ☆اِسی سلسلہ میں حضورؑ اپنے منظوم کلام میں فرماتے ہیں ؎ خدا کے قول سے قولِ بشر کیونکر برابر ہو وہاں قدرت یہاں درماندگی فرقِ نمایاں ہے

جناب ظفر اللہ صاحب! حضورؑ کے متذکرہ بالا دونوں اقتباسات اور شعر سے دو نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

(اولاً) اِنسانی کلام اور اللہ تعالیٰ کا کلام برابر نہیں ہو سکتے۔انبیاءؑ چونکہ بشر ہوتے ہیں لہٰذا اُنکے کلام میں بھی اجتہادی غلطی واقع ہو سکتی ہے۔

(ثانیاً) کسی نبی کے اجتہادی کلام اور اسکے الہام میں اگر کوئی تضاد پیدا ہو جائے تو ہمیں ان دونوں کلاموں میں تطبیق پیدا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔اور اگر ان میں تطبیق پیدا نہ ہو سکے تو ہمیں بہر حال نبی کے الہام کی پیروی کرنی چاہیے۔ مجھے امید ہے کہ مندرجہ بالا بحث کے نتیجے میں اُن لوگوں کی جو سبز اشتہار میں مذکور متذکرہ بالا دونوں حوالہ جات کی روشنی میں خلیفہ ثانی کو مصلح موعود بنانے کیلئے دلیل پکڑتے ہیں بخوبی تشفی ہوگئی ہوگی۔

مثیل بشیر احمد اوّل کا وعدہ اور اِس وعدے کا ایفا

جناب ظفر اللہ صاحب۔خاکسار نے ''اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق چند حقائق'' کے ضمن میں دوسری حقیقت یہ بیان فرمائی تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق بڑی وضاحت کیساتھ فرمایا ہے کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا''۔اور جیسا کہ میں پہلے حضورؑ کے الفاظ کیساتھ یہ ثابت کر آیا ہوں کہ اِلہامی پیشگوئی کے اس حصے کا مصداق بشیر احمد اوّل تھا۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کسی مخفی مقصد کی تکمیل کی خاطر بشیر احمد اوّل کو وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور حضورؑ کو اُسکے مثیل کی بشارت دیدی۔جیسا کہ حضورؑ سبز اِشتہار میں فرماتے ہیں۔

(الف) ''اور خدا تعالیٰ نے اِس عاجز پر ظاہر کیا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا جس کا نام محمود بھی ہے۔وہ اپنے کاموں میں اولوالعزم ہوگا۔ یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ ۔مجموعہ اِشتہارات جلد ۱ صفحہ ۱۷۹ حاشیہ)

(ب) ''ایک اِلہام میں اس دوسرے فرزند کا نام بھی بشیر رکھا۔ چنانچہ فرمایا کہ ایک دوسرا بشیر تمہیں دیا جائے گا یہ وہی بشیر ہے جس کا دوسرا نام محمود ہے۔جس کی نسبت فرمایا۔ کہ وہ اولوالعزم ہوگا اور حسن واحسان میں تیرا نظیر ہوگا۔یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۱ بحوالہ مکتوب ۴۔دسمبر ۱۸۸۸ء بنام حضرت خلیفۃ المسیح اوّلؓ)

اِسی سلسلے میں حضورؑ اپنی کتاب سِرّ الخلافہ میں میں اِرشاد فرماتے ہیں۔

''اِنَّ لِیْ کَانَ اِبْناً صَغِیْرًا وَّ کَانَ اسْمُہٗ بَشِیْرًا فَتَوَفَّاہُ اللّٰہُ فِیْ اَیَّامِ الرِّضَاعِ۔وَاللّٰہُ خَیْرٌ وَّاَبْقٰی لِلَّذِیْنَ اٰثَرُوْا سُبُلَ التَّقْوٰی وَالْاِرْتِیَاعِ فَاُلْھِمْتُ مِنْ رَّبِّیْ۔ اِنَّا نَرُدُّہٗ اِلَیْکَ تَفَضُّلًا عَلَیْکَ۔'' (تذکرہ صفحہ ۱۳۰۔روحانی خزائن جلد ۸ صفحہ ۳۸۱ بحوالہ سِرّ الخلافہ صفحہ ۵۳ مطبوعہ ۱۸۹۴ء) ترجمہ۔میرا ایک لڑکا جس کا نام بشیر احمد تھا شیر خوارگی کے ایام میں فوت ہو گیا۔اور حق یہ ہے کہ جن لوگوں نے تقویٰ اور خشیت اِلٰہی کے طریق کو اختیار کر لیا ہوا اُنکی نظر اللہ تعالیٰ پر ہی ہوتی ہے۔اِس وقت مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے اِلہام ہوا

جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ہم محض اپنے فضل اور احسان سے وہ تجھے واپس دیں گے (یعنی اُس کا مثیل عطا ہوگا۔ سو اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرا بیٹا عطا کیا)۔

چنانچہ اِسی بشارت کے تحت پھر مثیل بشیر احمد (اوّل) یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد پیدا ہوکر ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' سے متعلقہ فروعی یا ضمنی الہامی پیشگوئی کے مصداق بنے۔

۱۸۹۷ء تک مصلح موعود کا کوئی تعین نہیں تھا

ستمبر ۱۸۹۴ء میں میاں عبدالحق غزنوی کے اعتراض کے جواب میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اِرشاد فرماتے ہیں:۔

''یہ سچ ہے کہ ۸۔اپریل ۱۸۹۴ء ہم نے اطلاع دی تھی کہ ایک لڑکا ہونے والا ہے سو پیدا ہوگیا ہم نے اس لڑکے کا نام مولود موعود نہیں رکھا تھا صرف لڑکے کے بارہ میں پیشگوئی تھی اور اگر ہم نے کسی الہام میں اس کا نام مولود موعود رکھا تھا تو تم پر کھانا حرام ہے جب تک وہ الہام پیش نہ کرو ورنہ لعنت اللہ علی الکاذبین۔'' (روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰ بحوالہ انوار الاسلام مطبوعہ ۱۸۹۵ء)

جناب ظفراللہ صاحب۔ حضورؑ کے اس رسالے انوار لاسلام کی تاریخ تصنیف و اشاعت ۱۸۹۵ء ہے۔اس وقت حضورؑ کے دو لڑکے زندہ موجود تھے یعنی بشیر الدین محمود احمد اور بشیر احمد ۔لہٰذا یہ ثابت ہوا کہ حضورؑ کا یہ حوالہ اس اَمر کی تصدیق کر رہا ہے کہ آپؑ نے ۱۸۹۵ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق ''مولود موعود'' یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا ۔اگر موجود لڑکوں (بشیر الدین محمود احمد اور بشیر احمد) میں سے کسی کو آپ نے ''مولود موعود'' قرار دیا ہوتا تو یہاں آپ اِس کا ذکر فرماتے اور کہتے کہ میں نے اپنے فلاں لڑکے کو ''مولود موعود'' قرار دیا ہے۔جبکہ آپؑ نے ایسا نہیں فرمایا اور اس طرح یہ حقیقت واضح ہوگئی کہ ۱۸۹۵ء تک آپ نے اپنے کسی لڑکے کو بھی ''مولود موعود'' قرار نہیں دیا تھا۔اسی طرح مئی ۱۸۹۷ء میں حضورؑ اپنے کسی مخالف کے جواب میں رسالہ حُجّۃ اللہ میں ارشاد فرماتے ہیں:۔

''بے شک مجھے الہام ہوا تھا کہ موعود لڑکے سے قومیں برکت پائیں گی۔مگر ان اشتہارات میں کوئی ایسا اِلٰہی الہام نہیں جس نے کسی لڑکے کی تخصیص کی ہو کہ یہی موعود ہے۔اگر ہے تو لعنت ہے تجھ پر اگر تو وہ الہام پیش نہ کرے۔'' (روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۱۵۸ بحوالہ حُجّۃ اللہ مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

جناب ظفراللہ صاحب۔ حضورؑ کا یہ حوالہ بھی اس اَمر کی تصدیق کر رہا ہے کہ آپؑ نے ۱۸۹۷ء تک اپنے کسی لڑکے کے متعلق ''مولود موعود'' یعنی مصلح موعود ہونے کا انکشاف نہیں فرمایا تھا جبکہ اس وقت آپکے تین لڑکے بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد موجود تھے۔اب تک جو بحث ہوئی ہے اس سے یہ قطعی طور پر ثابت ہوگیا ہے کہ نہ ''سبز اشتہار'' میں، نہ اشتہار ''تکمیل تبلیغ'' میں اور نہ ہی بعد ازاں اپنی وفات تک کسی کتاب یا اشتہار میں نہ صرف کہ حضورؑ نے بشیر الدین محمود کو مصلح موعود قرار نہیں دیا بلکہ اسکے متعلق زکی غلام ہونے کا کوئی اشارہ تک بھی نہیں دیا۔ہاں حضورؑ کو جو وجیہہ اور پاک لڑکے کی بشارت ہوئی تھی اور اسکے متعلق اللہ تعالیٰ نے قطعی طور پر یہ بھی فرما دیا تھا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا''۔اس بشارت کا مصداق (اولاً) بشیر احمد اوّل تھا۔لیکن اللہ تعالیٰ نے اُسے شیر خوارگی میں وفات دے کر اپنے پاس بلا لیا اور ساتھ ہی اُسکے مثیل کا وعدہ بھی دیدیا۔بشیر احمد اوّل کے بدلے یا اُسکے مثیل کے طور پر جو لڑکا پیدا ہونا تھا اُس کا نام حضورؑ کو بشیر اور محمود بتایا گیا تھا۔لہٰذا جب وہ لڑکا پیدا ہوا تو حضورؑ نے اس کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا۔اس طرح یہ قطعی طور پر ثابت ہوگیا کہ خلیفہ ثانی کا الہامی طور پر بشیر احمد اوّل کا مثیل ہونا تو مُسلَّم ہے لیکن مصلح موعود ہونا نہیں۔

مصلح موعود کا واضح انکشاف اور تعین

حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اِبتداء سے ہی اپنے ''تین کو چار کرنیوالے'' لڑکے کا انتظار فرما رہے تھے جو نہ صرف آپؑ کے فہم بلکہ الہام کے مطابق بھی مصلح موعود تھا۔جیسا کہ اس کی مزید وضاحت مندرجہ ذیل حوالہ سے ہوتی ہے۔کتاب آنجام آتھم میں آپؑ فرماتے ہیں:۔

"وانّ اللّٰہ بشّر نی فی ابنائی بشارۃً بعد بشارۃٍ حتّٰی بلّغ عددھم الیٰ ثلثۃٍ۔وانباء نی بھم قبل وجودھم بالالھام۔فاشعتُ ھٰذہ الانباء قبل ظھورھا فی الخواص والعوام۔وانتم تتلون تلك الاشتھارات۔ثم تمرون بھا غافلین من التعصّبات۔ وبشّرنی ربّی برابعٍ رَحمۃ۔وقال انّہ یجعل الثلاثۃ اربعۃ۔ "(روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحات ۱۸۲ بحوالہ انجام آتھم مطبوعہ ۱۸۹۷ء)

ترجمہ۔اور اللہ تعالیٰ نے میرے بیٹوں کے متعلق خوشخبری پر خوشخبری دی یہاں تک کہ ان کا عدد تین تک پہنچ گیا۔اور اِنکے وجود سے پہلے الہام کیساتھ اِنکی خوشخبری دی۔سو میں نے اُن خبروں کو اُنکے پیدا ہونے سے پہلے خاص و عام میں شائع کیا۔اور تم اِن اشتہاروں کو پڑھتے ہو پھر تعصب کی وجہ سے اُنکی پروا نہیں کرتے اور میرے ربّ نے اپنی رحمت سے مجھے چوتھے کی خوشخبری دی ہے اور فرمایا کہ وہ تین کو چار کرنیوالا ہوگا''۔

جناب ظفراللہ صاحب۔اس سے ثابت ہوتا ہے کہ پہلے تینوں لڑکے جو زندہ موجود تھے اِنکے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے آپؑ پر کامل انکشاف فرما دیا اور بذریعہ الہام آپؑ کو بتا دیا

کہ تین کو چار کرنیوالا ابھی پیدا ہونا باقی ہے۔ یہ الہامی یقین تھا جس میں غلطی کا احتمال نہیں ہوسکتا۔اور یہ آئندہ پیدا ہونیوالا اور تین کو چار کرنیوالا وہی لڑکا تھا جس کی بشارت ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں دی گئی تھی۔اور پھر حتیٰ کہ ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء کا وہ دن آگیا جب آپؑ کا یہ چوتھا لڑکا آپکے ہاں پیدا ہوگیا۔آئیں دیکھتے ہیں کہ حضورؑ نے اپنے اس چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش کے موقعہ پر کیا فرمایا تھا۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

(ا)''اور میرا چوتھا لڑکا مبارک احمد ہے اِس کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی۔''(روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۲۱ بحوالہ تریاق القلوب۔تصنیف۔۱۹۰۰ء۔)

پھر فرماتے ہیں:۔

(اا)''دیکھو ایک وہ زمانہ تھا جو ضمیمہ انجام آتھم کے صفحہ ۱۵ میں یہ عبارت لکھی گئی تھی:۔ایک اور الہام ہے جو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں شائع ہوا تھا اور وہ یہ ہے کہ خدا تین کو چار کرے گا۔اس وقت ان تینوں لڑکوں کا جواب موجود ہیں نام ونشان نہ تھا۔اور اس الہام کے معنی یہ تھے کہ تین لڑکے ہونگے۔اور پھر ایک اور ہوگا جو تین کو چار کردے گا۔سو ایک بڑا حصہ اس کا پورا ہوگیا۔یعنی خدا نے تین لڑکے مجھ کو اس نکاح سے عطا کئے جو تینوں موجود ہیں۔صرف ایک کی انتظار ہے جو تین کو چار کرنیوالا ہوگا۔اب دیکھو یہ کس قدر بزرگ نشان ہے؟''(ایضاً صفحات ۲۲۲ تا ۲۲۳)

جب یہ چوتھا لڑکا پیدا ہوگیا تو آپؑ اپنی اسی تصنیف ''تریاق القلوب''میں اس لڑکے کے متعلق فرماتے ہیں:۔

☆''سو خدا تعالیٰ نے میری تصدیق کیلئے اور تمام مخالفوں کی تکذیب کیلئے اور عبدالحق غزنوی کو متنبّہ کرنے کیلئے اس پسر چہارم کی پیشگوئی کو ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء میں جو مطابق ۴۔صفر ۱۳۱۷ھ تھی بروز چارشنبہ پورا کردیا یعنی وہ مولود مسعود چوتھا لڑکا تاریخ مذکورہ میں پیدا ہوگیا۔''(ایضاً صفحہ ۲۲۱)

حضورؑ اپنے اس چوتھے صاحبزادہ کے متعلق مزید فرماتے ہیں:۔

☆''سو صاحبو وہ دن آگیا اور وہ چوتھا لڑکا جس کا ان کتابوں میں چار مرتبہ وعدہ دیا گیا تھا۔صفر ۱۳۱۷ھ کی چوتھی تاریخ میں بروز چارشنبہ پیدا ہوگیا۔عجیب بات ہے کہ اس لڑکے کیساتھ چار کے عدد کو ہر ایک پہلو سے تعلق ہے۔اسکی نسبت چار پیشگوئیاں ہوئیں۔یہ چار صفر ۱۳۱۷ھ کو پیدا ہوا۔اِسکی پیدائش کا دن ہفتہ کا چوتھا دن تھا یعنی بدھ۔یہ دوپہر کے بعد چوتھے گھنٹہ میں پیدا ہوا۔یہ خود چوتھا تھا۔(ایضاً صفحہ ۲۲۳)

جناب ظفراللہ صاحب۔حضرت مہدی ومسیح موعودؑ کے ان حوالہ جات سے ثابت ہے کہ حضورؑ نے صاحبزادہ مبارک احمد کو(ا)''مولود مسعود''(۲)''اس لڑکے کی نسبت پیشگوئی اشتہار ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء میں کی گئی تھی''اور(۳)''تین کو چار کرنے والا'' فرما کر واضح رنگ میں اِسے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیا تھا۔اب ہم اس تحقیق کے بعد کہ حضرت مہدی ومسیح موعودؑ نے بالآخر اپنے چوتھے لڑکے صاحبزادہ مبارک احمد کے متعلق مصلح موعود ہونے کا کامل انکشاف فرما دیا تھا،یہ معلوم کرنے کیلئے آگے بڑھتے ہیں کہ بعد ازاں اس''تین کو چار کرنیوالے''لڑکے کے متعلق پھر اللہ تعالیٰ کی کیا تقدیر ظاہر ہوئی۔؟ اوائل ستمبر ۱۹۰۷ء میں حضرت مہدی ومسیح موعودؑ نے ایک منذر خواب دیکھا۔آپؑ فرماتے ہیں:۔

ستمبر ۱۹۰۷ء:۔''خواب میں دیکھا کہ ایک پانی کا گڑھا ہے۔مبارک احمد اس میں داخل ہوا اور غرق ہوگیا۔بہت تلاش کیا گیا مگر کچھ پتہ نہیں ملا۔پھر آگے چلے گئے تو اس کی بجائے ایک اور لڑکا بیٹھا ہے۔''(تذکرہ صفحہ ۶۱۸ بحوالہ بدر جلد نمبر ۶ نمبر ۳۸ مورخہ ۱۹ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۵)

بعد ازاں ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کے دن مبارک احمد فوت ہوگئے۔لیکن مبارک احمد کی وفات کے بعد اسی دن یعنی ۱۶ ستمبر ۱۹۰۷ء کے دن اللہ تعالیٰ نے پھر حضورؑ کو ایک حلیم غلام کی بشارت دیدی۔اب حلیم ہونا تو مصلح موعود کی ایک علامت ہے لہٰذا یہ حلیم غلام مصلح موعود ہی تھا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

''اِنَّانُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيۡمٍ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔''(تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷ ستمبر ۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

جناب ظفراللہ صاحب۔اکتوبر ۱۹۰۷ء میں اللہ تعالیٰ نے ایک اور فیصلہ کن امر ظاہر فرمادیا۔وہ یہ کہ اس حلیم غلام کو مبارک احمد کا مثیل قرار دے دیا۔اور اس طرح یہ پیشگوئی مصلح موعود مبارک احمد سے منتقل ہوکر آگے اُسکے مثیل کی طرف چلی گئی۔جیسا کہ حضورؑ اپنے اشتہار ۵ نومبر ۱۹۰۷ء میں فرماتے ہیں:۔

''لیکن خدا کی قدرتوں پر قربان جاؤں کہ جب مبارک احمد فوت ہوا۔ساتھ ہی خدا تعالیٰ نے یہ الہام کیا۔اِنَّانُبَشِّرُكَ بِغُلَامٍ حَلِيۡمٍ۔ يَنۡزِلُ مَنۡزِلَ الۡمُبَارَكِ۔ترجمہ۔یعنی ایک حلیم لڑکے کی ہم تجھے خوشخبری دیتے ہیں جو بمنزلہ مبارک احمد کے ہوگا اور اس کا قائم مقام اور اس کا شبیہ ہوگا پس خدا نے نہ چاہا کہ دشمن خوش ہو۔اسلئے اس نے بمجرد وفات مبارک احمد کے ایک دوسرے لڑکے کی بشارت دے دی تا یہ سمجھا جائے کہ مبارک احمد فوت نہیں ہوا بلکہ زندہ ہے۔''(تذکرہ صفحہ ۶۲۲ بحوالہ مجموعہ اشتہارات جلد سوم صفحہ ۵۸۷)

جناب ظفراللہ صاحب۔حضرت صاحبزادہ مبارک احمد کی پیدائش یعنی ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء کے بعد حضورؑ کے گھر میں بطور مثیل مبارک احمد کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا اور اس طرح یہ الہامی

پیشگوئی آپؑ کے جسمانی لڑکوں سے نکل کر آپ کی ذریت یعنی آپکی روحانی اولاد کی طرف منتقل ہوگئی ہے۔زکی غلام یعنی مصلح موعود سے متعلق آخری الہامی بشارت کب ہوئی؟

زکی غلام یعنی مصلح موعود کے متعلق آخری اور فیصلہ کن اِلہامی بشارت

۶۔۷نومبر۱۹۰۷ء:۔''سَاَھَبُ لَکَ غُلَاماً زَکِیّا۔رَبِّ ھَبْ لِیْ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً۔اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسْمُہٗ یحییٰ۔اَلَمْ تَرَکَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ۔۔۔۔۔آمدنِ عید مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔''(تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰،۱۰نومبر۱۹۰۷ء صفحہ ۳)

ترجمہ۔میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔۔عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔

جناب ظفراللہ خاں صاحب۔۲۰۔فروری۱۸۸۶ءکی اِلہامی پیشگوئی میں مصلح موعود کی الہامی بشارت''زکی غلام'' کے الفاظ میں نازل ہوئی تھی۔اللہ تعالیٰ نے ۶۔۷نومبر۱۹۰۷ء کے دن آخری بار پھر انہیں الفاظ میں الہامی بشارت دیکر نہ صرف اس حقیقت پر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ مصلح موعود ۶۔۷نومبر۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوگا بلکہ اس بات کا بھی فیصلہ فرما دیا کہ حضورؑ کے جسمانی لڑکے اس الہامی بشارت کے مصداق نہیں ہونگے۔واضح رہے کہ یہ میرے اِلہامات نہیں ہیں بلکہ حضور اقدسؑ کا اِلہامی کلام ہے۔جناب خاں صاحب۔یہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ ہے نہ کہ کسی اِنسان کا۔کیا آپ اور جماعت احمدیہ اللہ تعالیٰ کے اس فیصلے کو قبول نہیں کروگے۔اور اگر نہیں تو کیوں۔؟کیونکہ کسی کو مصلح موعود بنانا یا نہ بنانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے نہ کہ کسی اِنسان کا یا لوگوں کا۔

جناب ظفراللہ صاحب۔ہم دیکھتے ہیں کہ مصلح موعود کی آخری الہامی بشارت کے آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ''آمدنِ عید مبارک بادت''یعنی عید کا آنا تیرے لیے مبارک ہو۔کسی روحانی مصلح کی بعثت اہل دنیا کیلئے عید کی قائم مقام ہوتی ہے۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بھی اس نکتہ کی وضاحت اپنی مختلف کتب میں فرمائی ہے۔اس الہام کے آخر میں جو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ''عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو''اِس کا کیا مطلب ہے؟مصلح موعود سے متعلق اس آخری الہام میں اللہ تعالیٰ نے صاف طور پر فرمایا ہے۔اے میرے مہدی و مسیح:۔جب تیرا یہ موعود زکی غلام دنیا میں آئے گا تو کچھ لوگ ایسے حالات پیدا کر چکے ہوں گے کہ جس کے نتیجہ میں تیری جماعت کے لوگ اس روحانی عید کو منانے کیلئے تیار نہیں ہونگے۔آخر میں ۲۰۔فروری۱۸۸۶ءکی الہامی پیشگوئی کے بعد مبشر اِلہامات کا سلسلہ نزول آپکی وفات تک کس طرح جاری رہتا ہے۔خاکسار اِنہیں یکجائی طور پر ذیل میں درج کرتا ہے۔

۲۰۔فروری۱۸۸۶ءکی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد غلام مسیح الزماں کے متعلق مبشر اِلہامات کا ترتیب وار نزول

(۲)۱۸۹۴ء۔''اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ''۔یعنی ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ ۲۱۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ ۴۰ حاشیہ)

(۳)۱۸۹۶ء۔''اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ۔مَّظْھَرِ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔''ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو حق اور بلندی کا مظہر ہوگا گویا خدا آسمان سے اُترا۔(تذکرہ صفحہ ۲۳۸ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۱ صفحہ ۶۲)

(۴)۱۳۔اپریل۱۸۹۹ء۔''اِصْبِرْ مَلِیًّا سَاَھَبُ لَکَ غُلَامًا زَکِیًّا۔''یعنی کچھ تھوڑا عرصہ صبر کر میں تجھے ایک زکی غلام عنقریب عطا کروں گا۔(تذکرہ صفحہ ۲۷۷ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۱۶)

(۵)۲۶۔دسمبر۱۹۰۵ء۔''اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ۔نَافِلَۃً مِّنْ عِنْدِیْ۔''ہم تجھے ایک غلام کی بشارت دیتے ہیں۔وہ تیرے لیے نافلہ ہے۔ہماری طرف سے نافلہ ہے۔(تذکرہ صفحہ ۵۰۰/روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱ مورخہ ۱۰۔جنوری۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۶)مارچ۱۹۰۶ء۔''اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ نَّافِلَۃً لَّکَ۔''ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں۔جو تیرے لیے نافلہ ہوگا۔(تذکرہ صفحہ ۵۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۰ نمبر ۱۰،۲۴ مارچ ۱۹۰۶ء صفحہ ۱)

(۷)۱۹۰۶ء۔''اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ مَّظْھَرِ الْحَقِّ وَ الْعَلَاءِ کَاَنَّ اللّٰہَ نَزَلَ مِنَ السَّمَاءِ۔''ہم ایک غلام کی تجھے بشارت دیتے ہیں جو حق اور اعلیٰ کا مظہر ہوگا۔گویا آسمان سے خدا اُترے گا۔(تذکرہ صفحہ ۵۵۴ بحوالہ روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۹۸ تا ۹۹)

(۸)۱۶۔ستمبر۱۹۰۷ء۔''اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ۔''ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں۔(تذکرہ صفحہ ۶۱۹ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۳ مورخہ ۱۷۔ستمبر۱۹۰۷ء صفحہ ۱)

(۹)اکتوبر۱۹۰۷ء۔''(۵) اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ حَلِیْمٍ (۶) یَنْزِلُ مَنْزِلَ الْمُبَارَکِ۔(۷) ساقیا آمدنِ عید مبارک بادت۔''(تذکرہ صفحہ ۶۲۲ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۳۹ مورخہ ۳۱۔

اکتوبر ۱۹۰۷ءصفحہ۱) ترجمہ۔ہم تجھے ایک حلیم غلام کی بشارت دیتے ہیں جو مبارک احمد کی شبیہہ ہوگا۔اے ساقی عید کا آنا تجھے مبارک ہو۔

(۱۰)۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء۔"سَاھَبُ لَکَ غُلَاماًزَکِیّاً۔رَبِّ ھَبْ لِیْ ذُرِّیَّۃً طَیِّبَۃً۔اِنَّا نُبَشِّرُکَ بِغُلَامٍ اسْمُہ یَحْییٰ ۔اَلَمْ تَرَ کَیْفَ فَعَلَ رَبُّکَ بِاَصْحَابِ الْفِیْلِ۔ ....آمدن عید مبارک بادت۔عید تو ہے چاہے کرو یا نہ کرو۔"(تذکرہ ۶۲۶ بحوالہ الحکم جلد ۱۱ نمبر ۴۰، ۱۰۔نومبر ۱۹۰۷ءصفحہ۳) ترجمہ۔میں ایک زکی غلام کی بشارت دیتا ہوں۔اے میرے خدا پاک اولاد مجھے بخش۔میں تجھے ایک غلام کی بشارت دیتا ہوں جس کا نام یحییٰ ہے۔کیا تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے ربّ نے اصحاب فیل کیساتھ کیا کیا۔

جناب ظفراللہ خاں صاحب! مکرر عرض کرتا ہوں کہ یہ مندرجہ بالا مبشر الہامات میرے نہیں ہیں بلکہ حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کے ہیں جو ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہو کر حضورؑ کی وفات کے تھوڑا سا پہلے یعنی ۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتے ہیں۔اگر یہ مبشر الہامات سچے ہیں اور میں کہتا ہوں یقیناً سچے ہیں تو پھر سنت اللہ کے مطابق اِس زکی غلام نے ۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہونا تھا۔۲۰فروری ۱۸۸۶ءکی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام (مصلح موعود) کے متعلق بشارت تو ہو چکی تھی اور ساتھ ہی اُسکی بعثت کی اغراض کثیرہ اور اُسکی علامات کا بھی تفصیلاً ذکر کر دیا گیا تھا۔اب اگر چہ اللہ تعالیٰ ضرورت حقہ کے بغیر ایک لفظ بھی اِلہام نہیں کیا کرتا لیکن پھر بھی ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ءکی مفصل اِلہامی پیشگوئی کے بعد اللہ تعالیٰ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کی شکل میں زکی غلام کے متعلق مبشر کلام حضورؑ کی وفات تک آپ پر نازل فرماتا رہا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ غلام مسیح الزماں سے متعلق دوبارہ نازل ہونیوالے اِس مبشر کلام الٰہی کی غرض و غایت کیا تھی۔؟ چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں میں مصلح موعود سے متعلق دوبارہ نازل ہونیوالے مبشر کلام الٰہی میں اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندے اور اُسکی جماعت کو کیا پیغام دے رہا تھا۔؟

غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) کے متعلق بار بار اِلہامی بشارات کی غرض و غایت

جناب ظفراللہ صاحب۔زکی غلام مسیح الزماں سے متعلق تمام مبشر کلام الٰہی جو حضورؑ پر نازل ہوا تھا آپؑ نے شان انبیاء کے مطابق یہ تمام کلام اپنی زندگی میں مختلف اخبارات اور اپنی کتب میں شائع فرما دیا تھا۔حضورؑ کو اپنے اِلہامی کلام پر اِسکے کلام اللہ ہونے کے بارے میں اتنا ہی یقین تھا جتنا آپ کا قرآن کریم کے بارے میں یقین تھا۔آپ اپنی وحی کے متعلق فرماتے ہیں:۔"وِانُ کـان الامر خلاف ذالك علیٰ فرض المحالِ فنبذنا کله من ایدینا کالمتاع الرّدّی و مادةِ السعال۔"(روحانی خزائن جلد۵،آئینہ کمالات اسلام صفحہ۲۱) اگر میری وحی قرآن کے خلاف ہو تو میں اسے تھوک کی طرح پھینک دوں۔

آپ علیہ السلام نے بڑا زور دے کر فرمایا ہے کہ ہر سچا اِلہام اُسی اِلٰہی سنت کے مطابق ہونا چاہیے جو کہ قرآن کریم میں وارد ہو چکی ہے۔اور یہ ممکن نہیں ہے کہ ایک اِلہام سچا بھی ہو اور وہ ہو بھی قرآنی سنت کے برخلاف۔آپؑ فرماتے ہیں۔

"یہ یاد رکھنا چاہیے کہ ہر ایک الہام کیلئے وہ سنت اللہ بطور امام اور مُہیمن اور پیشرو کے ہے جو قرآن میں وارد ہو چکی ہے اور ممکن نہیں کہ کوئی الہام اس سنت کو توڑ کر ظہور میں آوے کیونکہ اس سے پاک نوشتوں کا باطل ہونا لازم آتا ہے۔"(انوار الاسلام،مطبوعہ ۱۸۹۵ء۔روحانی خزائن جلد ۹ صفحہ۹۱)

جب ہم قرآن مجید کی روشنی میں اِن مبشر الہامات کو دیکھتے ہیں تو ہمیں پتہ چلتا ہے کہ مصلح موعود کے متعلق بار بار نازل ہونیوالے مبشر کلام الٰہی میں اللہ تعالیٰ اپنے مہدی و مسیح موعودؑ کو اور آپکے توسط سے آپکی جماعت کو یہ پیغام دے رہا تھا کہ ابھی تک وہ مصلح موعود پیدا نہیں ہوا ہے۔وہ زکی غلام اپنی آخری بشارت یعنی ۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد پیدا ہوگا۔اللہ تعالیٰ اِس مبشر کلام اِلٰہی میں سمجھا رہا تھا کہ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ میں نے اپنے کسی نبی یا ولی کو کسی بچے کی بشارت دی ہو جبکہ وہ بچہ اُسکی گود میں ہو یا اُسکے گھر میں کھیلتا پھر رہا ہو۔یہ بات میری سنت کے خلاف ہے۔اور ہم دیکھتے ہیں کہ اِس طرح نہ صرف حضورؑ کے جسمانی لڑکے بلکہ وہ تمام روحانی لڑکے بھی جو آپکی ذریت یعنی جماعت میں ۶/۷۔نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہو چکے تھے پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر نکل گئے۔اللہ تعالیٰ نے زکی غلام سے متعلقہ مبشر الہامات کی حقیقت اِس عاجز پر اِسی طرح منکشف فرمائی ہے جس طرح قریباً ایک صدی قبل اُس نے میرے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ پر حضرت مسیح ناصریؑ کی وفات کا انکشاف فرمایا تھا ۔یہ مبشر کلام اِلٰہی ہمیں درج ذیل دو یقینی نتائج پر پہنچاتا ہے۔اور کوئی بھی اِنسان جو آنحضرت ﷺ اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو سچا مانتا ہے کیلئے ممکن نہیں کہ وہ اِن دونوں نتائج کو چیلنج کر سکے یا جھٹلا سکے۔

(۱) اِن مبشر الہامات سے ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے جسمانی لڑکوں (مرزا بشیر الدین محمود احمد،مرزا بشیر احمد اور مرزا شریف احمد) میں سے کسی کو بھی مصلح موعود نہیں بنائے گا۔

(۲) زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد یا مصلح موعود نے اپنے آخری مبشر اِلہام (جو کہ مورخہ ۶۔۷نومبر ۱۹۰۷ء کو نازل ہوا تھا) کے بعد جماعت احمدیہ میں پیدا ہونا ہے۔جناب ظفراللہ خاں صاحب۔آپ ایک پڑھے لکھے انسان ہیں۔آپ نے پی ایچ ڈی کی ہوئی ہے اور آپ تحقیق (research) سے واقف ہیں۔درج بالا دونوں حقائق قرآن کریم اور حضورؑ کے اِلہامات سے ثابت ہوتے ہیں۔۔۔۔کیا آپ اِن حقائق کو قبول نہیں کرو گے۔؟

جناب ظفراللہ خاں صاحب۔ واضح رہے کہ میں کسی کا مخالف نہیں ہوں اور نہ ہی میرے دل میں کسی کے خلاف کینہ ہے۔ میں کسی خاص قوم یا خاندان کو معزز نہیں سمجھتا بلکہ میرے نزدیک دنیا کا ہر انسان بشرطِ تقویٰ معزز ہے اور اُسکی عزت نفس کا خیال کرنا دوسروں کیلئے ضروری ہے۔ اپنے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی اولاد کا احترام کرنا بھی میں ضروری خیال کرتا ہوں کیونکہ بہرحال یہ ایک عظیم اِنسان کی اولاد ہے۔ لیکن اِس سب کے باوجود اِس ضمن میں اتنی گذارش ہے کہ عقیدت اپنی جگہ پر پیشگوئی مصلح موعود چونکہ ہم احمدیوں کے عقیدہ میں شامل ہے لہٰذا میرے لیے ضروری ہے کہ میں افرادِ جماعت کی آگاہی اور فکری راہنمائی کیلئے یہاں خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے متعلق چند تلخ حقائق کی نشاندہی کردوں۔ ارسطو (Aristotle) نے اپنے استاد افلاطون (Plato) سے کہا تھا کہ اے استاد! آپ مجھے عزیز ہیں لیکن سچائی عزیز تر ہے۔ خلیفہ ثانی کے ضمن میں میری بھی یہی گذارش ہے کہ وہ مجھے عزیز ہیں لیکن سچائی عزیز تر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے بعد بڑے واضح طور پر زکی غلام (مصلح موعود) کو مثیل مبارک احمد قرار دے کر اپنے مبشر الہام میں یہ بخوبی ظاہر فرما دیا تھا کہ اُسکی پیدائش ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد ہوگی۔ حضرت بانئ جماعتؑ اس زکی غلام اور مثیل مبارک احمد کا اپنے گھر میں پیدا ہونے کا انتظار کرتے کرتے بالآخر اِلٰہی تقدیر کے مطابق ۲۶ مئی ۱۹۰۸ء کو اس دارِفانی سے رخصت فرما گئے۔ اِنا للہ و اِنا اِلیہ راجعون۔

مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود کے متعلق ۱۹۰۸ء میں مرزا بشیرالدین محمود احمد کا مؤقف

یہ بات یاد رکھیں کہ زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد نہ حضورؑ کی زندگی میں آپکے گھر میں پیدا ہوا اور نہ ہی آپکی وفات کے بعد آپکے گھر میں پیدا ہوا۔ اس پر مخالفین نے کافی شور و غوغا کیا کہ زکی غلام اور مثیل مبارک احمد جس سے قوموں نے برکت پانی تھی وہ مرزا صاحب کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا لہٰذا مرزا صاحب نعوذ باللہ اپنے دعاوی میں جھوٹے ہیں۔ حضرت بانئ سلسلہ کی وفات کے وقت مرزا بشیرالدین محمود احمد کی عمر اُنیس (۱۹) سال تھی اور آپ اس وقت رسالہ تشحیذ لاذہان کے ایڈیٹر تھے۔ آپ زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیلِ مبارک احمد جس کو حضورؑ نے مصلح موعود قرار دیا تھا سے متعلق مبشر الہامات (بطورِ خاص وہ مبشر الہامات جو مرزا مبارک احمد کی وفات کے بعد نازل ہوئے) کے ضمن میں مخالفین کے اعتراضات کا جواب دیتے ہوئے مورخہ جون۔ جولائی ۱۹۰۸ء میں اپنے رسالہ تشحیذ لاذہان میں لکھتے ہیں:-

(ا) ''اور پھر یہ بھی غور کرنا چاہیے کہ زبان کے لحاظ سے بھی بیٹا آئندہ نسل کے کسی فرد پر بھی بولا جاتا ہے چنانچہ عربی میں اِس طرح کثرت سے اِستعمال ہوتا ہے چنانچہ اکثر قبیلوں کے نام اُنکے کسی بزرگ کے نام پر ہوتے ہیں اور وہ اُسکی اولاد کہلاتی ہیں۔۔۔ جب دنیا اپنے طور پر ایک شخص کو صدیوں گذرنے کے بعد بھی ایک دوسرے شخص کا بیٹا قرار دیتی ہے اور عمر بن عبدالعزیز اور ہارون الرشید اُمیہ اور عباس کے لڑکے کہلاتے ہیں تو کیا وجہ کہ خدا تعالیٰ حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی آئندہ ہونیوالے لڑکے کو اُن کے لڑکے کے نام سے پکار نہ سکے۔ کیا وہ کام جس کا انسان کو اختیار ہے خدا اُسکے کرنے سے معذور ہے۔؟ یا جب دنیا کے طالب ایک شخص کو کسی پہلے گزرے ہوئے شخص سے نسبت دیتے ہیں حالانکہ وہ اُس کا مستحق نہیں ہوتا تو کیا خدا جو خوب جانتا ہے کہ کون کس سے نسبت دیئے جانے کے لائق ہے ایسا نہیں کرسکتا۔؟ آج وہ سیّد جو ہزاروں قسم کی بدیوں میں مبتلا ہیں اور لاکھوں گناہوں کے مرتکب ہوتے ہیں اور سینکڑوں قسم کی بدکاریاں صبح اور شام اُن سے سرزد ہوتی ہیں اور وہ جنکے اقوال ایک شریف آدمی کی زبان پر نہیں لائے جاسکتے۔ اور جنکے افعال ایسے نہیں ہیں کہ نیکوں کی مجلس میں اُنکا ذکر بھی کیا جائے تو آلِ محمدؐ کہلانے کے مستحق ہیں مگر حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی لڑکے کو اگر خدا تعالیٰ نے کسی مصلحت کی وجہ سے اُنکا لڑکا قرار دیا اور اُسکے وجود کی اُنکو بشارت دی تو وہ ناجائز ٹھہرا۔ کیا یہ لوگ سمجھتے ہیں کہ خدا اِن سے بھی زیادہ محدود طاقتوں والا ہے۔؟ یا اُس کو نسبت دینے کا علم نہیں اور وہ اِس بارہ میں غلطی کر بیٹھا ہے۔؟ (نعوذ باللہ) آج سینکڑوں نہیں ہزاروں لیکچرار اپنی تقریریں میں زور زور سے چلا چلا کر کہتے ہیں کہ اے بنی آدم ایسا مت کرو ایسا کرو مگر اُن سے کوئی نہیں پوچھتا کہ ہمارے باپ کا نام تو آدم نہ تھا پھر تم کیوں ہم کو اس نام سے پکارتے ہو۔ مگر حضرت صاحب کی نسل میں سے ایک بچہ کو اگر اُنکا لڑکا قرار دیا گیا تو کونسا اندھیر آ گیا۔ کَفٰی ھٰذا کا اِلہام صاف ثابت کرتا ہے کہ بیٹے کے اِلہام آئندہ نسل کے کسی لڑکے کی نسبت ہیں اور پھر وہ الہام جس میں ہے کہ تیری اولاد تیرے نام سے مشہور ہوگی۔ اِسکی اور بھی تائید کرتا ہے کہ آئندہ نسل کو بھی حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا کہا جاسکتا ہے اور خدا تعالیٰ تو خوب جانتا ہے کہ کون اُنکا بیٹا ہونے کے لائق ہے اس لیے اگر کسی عظیم الشان لڑکے کی نسبت جو دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کردے خبر دی جائے اور اُسکو حضرت صاحب کا بیٹا قرار دیا جائے تو کیا حرج ہے۔ نبی کریمؐ نے بھی تو فرمایا ہے کہ اہلِ فارس میں سے جو ایمان لائے وہ بنی فاطمہ میں سے ہے پس کیا اہلِ فارس خود حضرت فاطمہ کے لڑکے بن جاتے ہیں۔ اور پھر اِس بات پر غور کرنا چاہیے کہ جیسے قرآن و احادیث میں کثرت سے یہ محاورہ استعمال ہوتا ہے تو حضرت مسیح موعودؑ سے اگر خدا تعالیٰ نے اِس رنگ میں کلام کیا تو کیا حرج واقع ہوا مثلاً۔ قرآن شریف میں یہودیوں کو بار بار بنی اسرائیل کے نام سے پکارا جاتا ہے حالانکہ اِسرائیل کو فوت ہوئے قریباً اڑھائی ہزار برس گذر گئے تھے اور یہودیوں کو پھر بھی خدا تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے نام سے پکارا ہے اگر یہ محاورہ عرب کا نہ ہوتا اور کتبِ اِلٰہیہ میں ایسا طریق نہ ہوتا تو اُس وقت کے یہودی جو بات بات پر اعتراض کرتے تھے فوراً بول اُٹھتے اور شور مچادیتے کہ دیکھو ایسا مت کہو ہم بنی اسرائیل نہیں۔ اور اپنے والدین کا نام بتاتے کہ

اُنکی اولاد سے ہیں اور پھر قرآن شریف میں حضرت اِبراہیمؑ کی نسبت آتا ہے کہ ووھبنالہ اسحق و یعقوب یعنی ہم نے حضرت اِبراہیمؑ کو اسحٰقؑ اور یعقوبؑ عطا کیے حالانکہ حضرت یعقوبؑ حضرت اِبراہیمؑ کے بیٹے نہ تھے بلکہ حضرت اِسحٰقؑ کے لڑکے تھے پس معلوم ہوا کہ خدا کے کلام میں ایسا آجاتا ہے اور اِس میں اِعتراض کی کوئی گنجائش نہیں ہوتی۔‘‘

(رسالہ تشحیذ الاذہان ولیم ۳۔نمبر ۶۔۷ صفحات ۲۹۷ تا ۳۰۰۔مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

(۱۱)’’غور کرو کہ قرآن شریف میں صاف آتا ہے وَجَاھِدُوا فِی اللّٰہِ حَقَّ جِھَادِہٖ ط ھُوَا جْتَبٰکُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَیْکُمْ فِی الدِّیْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّۃَ اَبِیْکُمْ اِبْرٰ ھِیْمَ ط ھُوَ سَمّٰکُمُ الْمُسْلِمِیْنَ۔ (پارہ ۱۷۔سورۃ حج رکوع ۱۰) اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں خوب کوشش جس نے پسند کیا تم کو اور نہیں کی تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی وہ دین جو تمہارے باپ اِبراہیمؑ کا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔اب کیا اِن آیات سے یہ نکلتا ہے کہ ہر ایک مسلمان کے باپ کا نام اِبراہیم ہوتا ہے۔نہیں ہر گز نہیں۔اِس کا مطلب یہ ہے کہ جو حضرت اِبراہیمؑ کی طرز پر کام کرتا اور اُنکے بتائے ہوئے رستہ پر چلتا ہے اور اِسلام قبول کرتا ہے وہ خدا کے نزدیک ایسا ہے جیسے اِبراہیمؑ کا بیٹا۔ورنہ یہ بات تو ہر ایک شخص سمجھ سکتا ہے کہ دنیا کی سینکڑوں قومیں ایسی ہیں جو اِسلام میں داخل ہیں مگر حضرت اِبراہیم کی نسل سے نہیں اور نہ اُنکی قوم کا حضرت اِبراہیم کے خاندان سے کوئی تعلق ہے پس جب خدا تعالیٰ نے ہر ایک اُس شخص کو جو مسلمان ہوتا ہے اور خدا کی راہ میں کوشش کرتا ہے حضرت اِبراہیمؑ کا بیٹا قرار دیا اور بیٹے کے لفظ کو اِس قدر وسیع کر دیا کہ بنی اسمٰعیل اور بنی اسرائیل کی بھی کوئی شرط نہ رکھی تو پھر اگر آج اُس خدا نے حضرت مسیح موعودؑ کی نسل میں سے کسی کو اُنہیں کا بیٹا قرار دیا تو کیا حرج ہے جبکہ آج بیس کروڑ اِنسان جو مسلمان کہلاتے ہیں خواہ عرب کے رہنے والے ہوں یا شام کے۔غرضیکہ ایران افغانستان ہندوستان چین جاپان کے علاوہ یورپ وامریکہ کے باشندے بھی حضرت اِبراہیمؑ کے بیٹے کہلا سکتے ہیں۔اور خدا تعالیٰ قرآن شریف میں اُنکو اِبراہیم کے بیٹے قرار دیتا ہے تو ایک شخص کو اگر حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا قرار دیا گیا تو کیا غضب ہوا۔ پھر حدیث دیکھتے ہیں تو اِس میں بھی بہت سے ایسے محاورات پاتے ہیں مثلاً معراج کی رات جب آنحضرت ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے حضرت اِبراہیمؑ کی نسبت پوچھا کہ یہ کون ہیں تو اُن کو اُنہوں نے جواب میں کہا ھذا ابوك صالحاً یعنی یہ تیرا نیک باپ ہے،اور ایسا ہی حضرت آدمؑ کی نسبت فرمایا پس جب قرآن وحدیث سے یہ بات ثابت ہے تو پھر حضرت اقدسؑ پر کیوں اعتراض کیا جاتا ہے کہ اُنکو ایک لڑکے کا وعدہ تھا جو پورا نہ ہوا۔خدا کے وعدے ٹلا نہیں کرتے اور وہ پورے ہو کر رہتے ہیں اِسی طرح یہاں بھی ہوگا۔اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن داؤدؑ کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا۔اور اِس میری بات کی تائید خود حضرت اقدسؑ کے اِس اِلہام سے بھی ہوتی ہے جو میں اوپر درج کر آیا ہوں یعنی کفیٰ ھٰذا۔جسکے معنے یہ تھے کہ حضرت اقدسؑ کے ہاں اب نرینہ اولاد نہ ہوگی چنانچہ اُسکے بعد دو لڑکیاں ہوئیں اور لڑکا کوئی نہیں ہوا۔اور خود حضرت اقدسؑ کا بھی یہی خیال تھا کیونکہ اُنہوں نے بھی ایک اِلہام جس میں بیٹے کی بشارت تھی اپنے پوتے پر لگایا تھا ورنہ اگر اُنکو یہ خیال ہوتا کہ میرے ہی بیٹا ہوگا تو پوتے پر کیوں لگاتے۔سمجھتے کہ آئندہ بیٹا ہوگا اور وہ اِلہام پورا ہو جائے گا۔پس صاف ظاہر ہے کہ وہ اِلہامات کسی آئندہ نسل کے لڑکے کی نسبت تھے خواہ پوتا ہو یا پڑپوتا ہو یا کچھ مدت بعد ہو۔‘‘(رسالہ تشحیذ الاذہان ولیم ۳۔نمبر ۶۔۷ صفحات ۳۰۱ تا ۳۰۳۔مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

(۱۲)’’نبی کریم ﷺ نے ریل کی سواری کی خبر دی تھی جو آجکل آکر پوری ہوئی تو کیا بیچ کی بارہ صدیوں کے لوگ دین اِسلام کو ترک کر دیتے اور کفر اِختیار کر لیتے کہ وہ نئی سواری کا وعدہ پورا نہیں ہوا۔پس جب سب نبیوں سے ایسا ہوتا چلا آیا ہے اور اُنہوں نے آئندہ زمانہ کی خبریں بھی دی ہیں تو اگر حضرت مسیح موعودؑ نے کچھ آئندہ کی خبریں دی اور بتایا کہ میری نسل میں سے ایک ایسا لڑکا ہوگا ہیبت اِس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اُس کی مدد کیلئے اُتر آیا تو کیا ہوا اِس سے تو اُنکی اور بھی سچائی ثابت ہوگی اور اُس وقت کے لوگ اِس پیشگوئی کو پورا ہوتے دیکھیں گے اور مزہ اُٹھائیں گے۔آجکل کے لوگوں سے جو وعدے ہیں وہ اُن پر غور کریں اور اُن پر جو شکوک ہیں وہ بیان کریں اور توبہ اِستغفار ساتھ کرتے رہیں تا اُنہیں اصل حقیقت معلوم ہو اور خدا اپنے خاص فضل سے اُن پر سچائی کھول دے اور وہ صراطِ مستقیم دیکھ لیں تا کہ ہلاکت سے بچ جائیں۔ورنہ جیسا کہ میں لکھ آیا ہوں یہ بیٹے کی پیشگوئی تو کسی ایسے لڑکے کی نسبت ہے،جو آپکی نسل سے ہوگا اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اُسکے ساتھ ہوگی۔اور یہ بھی میں ثابت کر آیا ہوں کہ حضرت اقدسؑ کے اِلہامات میں ہی اِس قسم کے اِستعارہ نہیں ہیں بلکہ پہلے نبیوں کے کلام میں قرآن وحدیث میں بھی ہیں کہ بیٹا کہا جاتا ہے اور مراد نسل میں سے کوئی آدمی ہوتا ہے۔‘‘(رسالہ تشحیذ الاذہان ولیم ۳۔نمبر ۶۔۷ صفحہ ۳۰۵۔مورخہ جون جولائی ۱۹۰۸ء)

تشحیذ الاذہان میں رقم فرمودہ بشیر الدین محمود احمد کے بیانات کے منطقی نتائج ۔ جناب ظفر اللہ صاحب۔حضرت صاحبزادہ مبارک احمد کی وفات کے بعد زکی غلام مسیح الزماں یعنی مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) کے متعلق نازل ہونے والے اِلہامات کے متعلق یہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے اُس وقت کے خیالات اور عقائد ہیں جب آپکی عمر صرف اُنیس (۱۹) سال تھی۔آپ دیکھ رہے ہیں کہ اُنہوں نے اپنے مضمون میں حضورؑ کے اِلہامات کے متعلق بڑے تقویٰ کیساتھ سچی بات کہی ہے۔مورخہ جون۔جولائی ۱۹۰۸ء

رسالہ تشحیذ لاذہان کے ولیم ۔۳ نمبر ۶ ۔ ۷ صفحات ۲۹۷ تا ۳۰۵ پر مرزا بشیر الدین محموداحمد کی شائع شدہ تحریر سے کیا ثابت ہوتا ہے؟ خاکسار ذیل میں اِسکے متعلق کچھ عرض کرتا ہے:۔

(۱) جون۔جولائی ۱۹۰۸ء میں مرزا بشیر الدین محموداحمد نے رسالہ تشحیذ لاذہان میں اپنے مضمون میں بڑی صاف گوئی اور تقوی کیساتھ یہ فرما کر کہ "اِن الہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا" واضح کیا تھا کہ زکی غلام (حلیم غلام یعنی مثیلِ مبارک احمد) سے متعلق مبشر کلام الٰہی جو حضورؑ پر آپکی وفات تک نازل ہوتا رہا، اِس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ بالفاظ دیگر اِس کا مطلب یہ تھا کہ حضورؑ کے ۱۹۰۸ء میں موجود لڑکے (مرزا بشیر الدین محموداحمد، بشیر احمد اور شریف احمد) زکی غلام (مثیل مبارک احمد) سے متعلق مبشر اِلہامات کے مصداق نہیں تھے۔

(۲) حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اِسی زکی غلام کو جس کی بشارت ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے لے کر مورخہ ۶۔ ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہی مصلح موعود قرار دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اِس غلام مسیح الزماں کا مفصل ذکر ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں فرمایا ہے۔

(۳) مرزا بشیر الدین محموداحمد نے اپنے مضمون میں آئندہ پیدا ہونے والے اِس عظیم الشان وجود کے متعلق یہ فرما کر کہ (i) "اس لیے اگر کسی عظیم الشان لڑکے کی نسبت جو دنیا میں ایک تبدیلی پیدا کردے خبر دی جائے" (ii) "ہیبت اِس قدر ہوگی کہ گویا خدا آسمان سے اُس کی مدد کیلئے اُتر آیا" (iii) "اور بڑی شان کا آدمی ہوگا اور خدا کی نصرت اُسکے ساتھ ہوگی" دراصل اُسی زکی غلام کا ہی ذکر فرمایا ہے جس کی یہ صفات ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود میں موجود ہیں۔

(۴) مرزا بشیر الدین محموداحمد نے اپنے مضمون میں سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷۹ (وَجَاهِدُوا فِي اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ ط هُوَ اجْتَبٰكُمْ وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِي الدِّيْنِ مِنْ حَرَجٍ ط مِلَّةَ اَبِيْكُمْ اِبْرٰهِيْمَ ط هُوَ سَمّٰكُمُ الْمُسْلِمِيْنَ۔ (پارہ ۱۷۔سورۃ حج رکوع ۱۰) اور کوشش کرو اللہ کی راہ میں خوب کوشش جس نے پسند کیا تم کو اور نہیں کی تمہارے لیے دین میں کوئی تنگی وہ دین جو تمہارے باپ ابراہیم کا ہے جس نے تمہارا نام مسلمان رکھا ہے۔) کا حوالہ دیکر یہ بتایا ہے کہ روحانی یا مذہبی دنیا میں کسی عظیم الشان برگزیدہ بندے کا بیٹا ہونے کیلئے یہ ضروری نہیں ہے کہ کوئی پیروکار اُس عظیم الشان برگزیدہ بندے کی صُلب میں سے ہی ہو۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ابوالانبیا حضرت ابراہیمؑ کو ہم سب مسلمانوں کا باپ قرار دیا ہے۔ اِسی طرح آنحضرت ﷺ ہم سب مسلمانوں کے باپ ہیں اور حضرت مہدی و مسیح موعودؑ بھی اِسی طرح ہم سب احمدیوں کے باپ قرار پاتے ہیں۔ اور مرزا بشیر الدین محموداحمد نے اپنے متذکرہ بالا مضمون میں جس عظیم الشان وجود اور جس زکی غلام اور مصلح موعود کا آئندہ زمانے میں پیدا ہونے کا ذکر فرمایا ہے اُسکے تولّد کو ہم متذکرہ بالا سورۃ الحج کی آیت نمبر ۷۹ کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی جسمانی نسل تک محدود نہیں کرسکتے۔ اللہ تعالیٰ اُسے حضورؑ کی ذریت یعنی جماعت میں سے مورخہ ۶۔ ۷۔نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد جب چاہے گا اور جہاں چاہے گا پیدا فرما دے گا اور وہ بقول مرزا بشیر الدین محموداحمد حضورؑ کا پانچواں بیٹا کہلائیگا۔ وہ اِسی طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا بیٹا کہلائے گا جس طرح آپؑ بذات خود آنحضرت ﷺ کے عظیم الشان بیٹے کہلاتے ہیں۔

(۵) مرزا بشیر الدین محموداحمد نے اپنے اِس مضمون میں بار بار یہ بات کہی ہے کہ وہ آئندہ پیدا ہونیوالا عظیم الشان وجود یعنی زکی غلام حضرت بانئے سلسلہ کی نسل میں سے ہوگا۔ مرزا محموداحمد کا ایسا کہنے کی غالباً وجہ یہ تھی کہ حضورؑ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام کیساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اپنا یہ خیال ظاہر فرمایا تھا کہ یہ میرا جسمانی لڑکا ہوگا۔ اَمر واقع یہ ہے کہ حضورؑ کا "زکی غلام" کے متعلق اپنا جسمانی لڑکا خیال کرنا آپؑ کا محض اپنا اِجتہادی خیال تھا۔ اور پھر اِسی اِجتہادی خیال کی بنا پر آپؑ نے درمیان میں پیدا ہونیوالے تینوں لڑکوں (بشیر الدین محموداحمد، بشیر احمد اور شریف احمد۔ اِنکے نام صرف بطور تفاؤل رکھے گئے تھے) کو چھوڑ کر اپنے دو لڑکوں یعنی پہلے لڑکے (بشیر احمد اوّل) اور بعد ازاں چوتھے لڑکے (مبارک احمد) پر ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی (زکی غلام مسیح الزماں) کو واضح طور پر چسپاں کیا تو نتیجتاً یہ دونوں لڑکے کم عمری میں ہی فوت ہوگئے۔ اللہ تعالیٰ نے زکی غلام سے متعلق بعض مبشر اِلہامات میں اُسے "نافلہ" بمعنی زائد انعام بھی قرار دیا ہے۔ لیکن جب حضورؑ نے اِس زکی غلام کو "نافلہ یعنی پوتا" سمجھ کر اپنے پہلے پوتے (مرزا بشیر الدین محموداحمد کے فرزند اکبر مرزا نصیر احمد بحوالہ حقیقۃ الوحی۔ تصنیف ۱۹۰۶ء روحانی خزائن جلد ۲۲ صفحہ ۲۲۸) پر چسپاں کیا تو وہ پوتا بھی فوت ہوگیا۔

(۶) یہ یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ کو دو مبشر وجودوں کا وعدہ عنایت فرمایا تھا۔ مثلاً (۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا (۲) ایک زکی غلام۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں "وجیہہ اور پاک لڑکے" کے متعلق تو یہ وعدہ فرمایا ہے کہ "وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا"۔ لیکن زکی غلام (مصلح موعود) کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضورؑ سے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا۔ بعد ازاں اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کے دونوں لڑکوں (بشیر احمد اوّل اور مبارک احمد) اور پوتے (نصیر احمد) کو وفات دے کر حضورؑ پر اور آپکی جماعت پر یہ ظاہر فرما دیا کہ زکی غلام نہ حضورؑ کا کوئی جسمانی لڑکا ہے اور نہ ہی وہ آپؑ کا کوئی پوتا ہے اور نہ ہی اُس کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ آپؑ کی صلب میں سے پیدا ہو۔

(۷) مرزا محموداحمد نے اپنے متذکرہ بالا مضمون میں بار بار حضورؑ کے اِس اِجتہادی خیال کی بنا پر کہا ہے کہ وہ (زکی غلام) آپؑ کی نسل میں سے ہوگا۔ مرزا محموداحمد ایک طرف

تو اپنے مضمون میں یہ کہے جارہے ہیں کہ ''نبی کریمؐ نے بھی تو فرمایا ہے کہ اہلِ فارس میں سے جو ایمان لائے وہ بنی فاطمہ میں سے ہے پس کیا اہلِ فارس خود حضرت فاطمہ کے لڑکے بن جاتے ہیں'' لیکن ساتھ ہی بار بار حضورؑ کی نسل کی بھی رَٹ لگائے جارہے ہیں۔ جب وہ جانتے تھے کہ آنحضور ﷺ کے کہنے کے باوجود اہل فارس حضرت فاطمہؓ کی نسل میں سے نہیں بن جاتے۔ یہ صرف بطور محاورہ ہے۔ تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا اپنے موعود زکی غلام کے متعلق لڑکا کہہ دینا کیا بطور محاورہ نہیں ہوسکتا۔؟ میں یہاں نہایت ادب سے عرض کرتا ہوں کہ نہ صرف یہ ''ہوسکتا ہے'' بلکہ ''ہو چکا'' ہے۔ جناب ظفر اللہ صاحب۔ مرزا بشیر الدین محمود احمد جون جولائی ۱۹۰۸ء میں اپنے مندرجہ بالا بیانات میں کیا فرما رہے ہیں۔؟ یہ جو اُنہوں نے فرمایا تھا یہی سچ تھا۔ ؎ نکل جاتی ہو جس کے منہ سے سچی بات مستی میں فقیہہ مصلحت بیں سے وہ رندِ بادہ خوار اچھا

مرزا بشیر الدین محمود احمد کی حیثیت (status)۔ آپ حضرت بانئ سلسلہ کے بڑے بیٹے تھے۔ ہوش سنبھالتے ہی آپ کو بھی پیشگوئی مصلح موعود کا علم ہوگیا تھا۔ اصحاب احمدؑ کی نظریں بھی آپ کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ آپ کی دینی تعلیم و تربیت بھی اپنے وقت کے چوٹی کے علمائے دین کی نگرانی میں ہوئی۔ اور اس طرح یہ بات یقینی ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود بچپن سے ہی آپکے اعصاب پر سوار تھی۔ خلافت اولیٰ کے دوران بھی آپ حضرت خلیفہ اوّلؓ کے مشیر خاص رہے۔ پھر حضرت خلیفہ اوّل کی وفات کے بعد لوگوں نے آپ کو مصلح موعود سمجھتے ہوئے خلافت کی مسند پر بٹھایا۔ اور ان دنوں میں آپکی جو تقاریر شائع ہوئیں ان میں بھی آپ کو لوگوں نے مصلح موعود کا نام دیا اور اس کا ثبوت آج تک موجود ہے۔ (دیکھیں نیوز نمبر ۵۔ www.alghulam.com) جناب ظفر اللہ صاحب۔ اب سوال یہ ہے کہ لوگوں کو کس طرح پتہ چلا کہ خلیفہ ثانی ہی مصلح موعود ہیں؟ کیا اُن کو ۱۹۱۴ء میں الہام ہوا تھا؟ اگر ان کو الہام نہیں ہوا تھا تو پھر اپنے خیال اور اندازے کے مطابق ایک الہامی پیشگوئی کو کسی پر چسپاں کر دینا کیا ایک انتہائی خطرناک فعل نہیں تھا؟ ۱۴۔ مارچ ۱۹۱۴ء کو مسند خلافت پر بیٹھتے ہی کیا خلیفہ ثانی کو اپنے مصلح موعود ہونے کا الہام ہوگیا تھا؟ اور اگر نہیں تو پھر ان لوگوں کو جو آپ کو قبل از وقت پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بنا رہے تھے آپ نے کیوں نہیں روکا؟ سب لوگ جانتے ہیں کہ مرزا طاہر احمد کے خلیفہ رابع بننے کے بعد اسی سال یا اگلے سال جلسہ سالانہ پر آپکے متعلق بھی مثیل مصلح موعود کا نعرہ لگا تھا لیکن آپ نے ان لوگوں کو سختی کیساتھ منع کر دیا کہ یہ نعرہ مت لگاؤ۔ تو پھر خلیفہ ثانی نے ۱۹۴۴ء کی خواب سے پہلے ان لوگوں کو جو آپ کو ۱۹۱۴ء میں مصلح موعود بنا رہے تھے کیوں نہ روکا؟ خلیفہ ثانی صاحب نے ان لوگوں کو روکنے کی بجائے اپنا منظورِ نظر بنایا اور انہیں اپنی خوشنودی سے نوازا۔ لیکن جب اس ضمن میں جماعت میں مخالفت زیادہ ہونے لگی تو آپ نے ان کتابچوں اور رسالوں کو جلوا دیا جن میں آپ کو لوگوں نے مصلح موعود قرار دیا تھا۔ یہ سب کیا ڈرامہ (darama) تھا۔؟ اگر اللہ تعالیٰ کے علم میں خلیفہ ثانی مصلح موعود تھے تو پھر اس بات کا پہلے علم آپ کو ہونا چاہیے تھا نہ کہ آپکے متعلق لوگ دعویٰ کرتے۔ یہاں دو باتیں ثابت ہوتی ہیں۔ (اوّل) آپ کا خاموش رہنا بتاتا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود میں آپ کو بہت دلچسپی تھی اور آپ اِسکے امیدوار تھے۔ (دوئم) حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا ایک الہام پورا ہونا شروع ہوگیا ''لوگ آئے اور دعویٰ کر بیٹھے۔ شیر خدا نے اُن کو پکڑا۔ اور شیر خدا نے فتح پائی'' (روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۲۹)

خلیفہ ثانی بننے کے بعد پیشگوئی مصلح موعود (زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد) کے متعلق مرزا محمود احمد کے مؤقف میں تبدیلی

جناب ظفر اللہ خاں صاحب۔ مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود کے متعلق خاکسار جون جولائی ۱۹۰۸ء میں رسالہ تشحیذ لاذہان میں شائع شدہ مرزا بشیر الدین محمود احمد کے مضمون کے تین (۳) اقتباسات پہلے درج کر چکا ہے۔ اُنہوں نے اپنے مضمون میں اُس وقت بڑی صاف گوئی اور تقویٰ کیساتھ یہ فرما کر کہ ''اِن الہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔ جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ ابن داؤد کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا'' واضح کیا تھا کہ زکی غلام (مثیلِ مبارک احمد) سے متعلق مبشر کلام اِلٰہی جو حضورؑ پر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہو کر آپکی نرینہ اولاد کے انقطاع کے بعد بھی آپ پر آپکی وفات تک نازل ہوتا رہا، اِس کا مصداق کسی آئندہ زمانے میں پیدا ہوگا۔ بالفاظ دیگر اس کا مطلب یہ تھا کہ حضورؑ کے ۱۹۰۸ء میں موجود لڑکے (مرزا بشیر الدین محمود احمد، بشیر احمد اور شریف احمد) زکی غلام (مثیل مبارک احمد) سے متعلق مبشر الہامات (یا پیشگوئی مصلح موعود) کے مصداق نہیں ہو سکتے ہیں۔ خلیفہ ثانی بننے کے بعد مرزا محمود احمد نے دیکھا کہ حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی محبت اور عقیدت کی وجہ سے افراد جماعت دعویٰ مصلح موعود سے پہلے ہی اُسے مصلح موعود بنا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ جب مرزا محمود احمد نہ صرف یہ جانتے تھے بلکہ اس کی باقاعدہ اپنے رسالہ تشحیذ لاذہان میں علیٰ الاعلان اشاعت بھی کر چکے تھے کہ مثیل مبارک احمد (مصلح موعود) نے تو آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا ہے تو پھر اس وقت تقویٰ کا یہ تقاضا تھا کہ محمدی خلفائے راشدین کی طرح وہ اُن احمدیوں کو جو اُنہیں بغیر سوچے سمجھے اور بغیر کسی دلیل کے محض اندھی عقیدت میں مصلح موعود بنا رہے تھے روکتے اور اُنہیں سمجھاتے کہ مصلح موعود حضورؑ کے جسمانی لڑکوں میں سے نہیں ہے۔ اُس مصلح موعود نے تو آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا ہے۔ آپ مجھے بلاوجہ ہلاشیری کیوں دے رہے ہیں؟ واضح رہے کہ ایک خلیفہ راشد کے تقویٰ کا کیا معیار ہونا چاہیے۔؟

اس سلسلہ میں خلیفۃ الرسول اور اُمت محمدیہ میں ہونیوالے آئندہ خلفائے راشدین کے سردار حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اپنے جانشین کو جو نصیحت فرمائی اس میں ہمیں ایک خلیفہ راشد کے تقویٰ کی جھلک نظر آتی ہے۔ بسترِ مرگ پر آپؓ اپنے جانشین سے مخاطب ہو کر فرماتے ہیں۔

''اے عمر! میں نے تم کو رسول اللہ ﷺ کی امت پر اپنا نائب بنایا ہے۔ پس تمہاری ذات میں ظاہری و باطنی طور پر تقویٰ ہونا چاہیے۔ عمر! اللہ سے لو لگاؤ کہ اس طرح وہ متوجہ ہوجاتا ہے اور جب وہ توجہ فرمالے تو پھر اسباب اور وسیلے خود رو گھاس کی طرح اُگ آتے ہیں۔ کسی طاقت پر بھروسہ نہ کرو کیونکہ جو طاقتیں کام بناتی ہیں، اگر ان کو اللہ کے ہاں سے اجازت نہ ملے تو پھر وہ پلٹ پڑتی ہیں اور بننے والے کام بھی بگڑ جاتے ہیں۔ اے عمر! جب اہل نار کا ذکر آئے تو کہنا کہ اے خدا! تو مجھے ان میں شامل نہ کیجیو۔ اور جب اہل جنت کا حال پڑھو تو التجا کرنا کہ اللہ تو مجھے ان سے ملادے۔ اے عمر! ان باتوں کے علاوہ اللہ کی مرضی پر چلنے کے لیے نفس کو قابو میں رکھنے کی بہت ضرورت ہے۔ اور اے ابن خطابؓ! نفس کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر اِسکی ایک خواہش پوری کردی جائے تو اِسکی ہمت جوان ہوجاتی ہے اور وہ اس سے زیادہ بری خواہشوں کیلئے اور زیادہ زور کیساتھ ہاتھ پاؤں مارنے لگتا ہے۔ اے عمرؓ! جب تم میری ان نصیحتوں پر عمل کرو گے تو مجھے گویا اپنے پاس بیٹھا ہوا پاؤ گے۔ اللہ نیک اعمال میں تمہاری مدد کرے۔'' (اصحاب رسول ﷺ اور اُنکے کارنامے صفحہ ٦٧ مطبوعہ فیروز سنز لاہور، مصنف نبی احمد سہا)

خلیفہ ثانی پر نفسانی خواہش کا غلبہ۔ خلیفہ ثانی بننے کے بعد چونکہ جماعت احمدیہ کے سربراہ ہونے کی حیثیت سے مرزا محمود احمد جماعت کے سیاہ و سفید کے مالک بن چکے تھے۔ لہٰذا افسوس کیساتھ لکھتا ہوں کہ اس طاقت کے نشے میں وہ تقویٰ پر چلنے کی بجائے اپنی نفسانی خواہش کا شکار ہوگئے۔ اگرچہ وہ جانتے تھے کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے موجود لڑکے بشمول اُنکے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق نہیں ہوسکتے لیکن پھر بھی بعض ناعاقبت اندیش احمدیوں کی ہلاشیری کی بدولت اُنہوں نے مصلح موعود بننے کے خواب دیکھنے شروع کردیئے۔ اس غرض کیلئے اُنہوں نے رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع شدہ اپنے سابقہ ۱۹۰۸ء کے موقف سے رُوگردانی کرتے ہوئے اِسکے برخلاف سوچنا شروع کردیا۔ اور اس سلسلہ میں اپنا مقصد پانے کیلئے اُنکے پیش نظر درج ذیل دو نکاتی ایجنڈا (agenda) تھا۔

(**اولاً**) میں کس طرح پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آسکتا ہوں؟ (**ثانیاً**) میں جماعتی خدمات اِس طرح سرانجام دوں کہ جن کی بنیاد پر بعدازاں مصلح موعود ہونے کا جواز پیدا کیا جاسکے۔ ذیل میں خاکسار اِن دونوں نکات کی حقیقت پر روشنی ڈالتا ہے۔

(۱) پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں آنے کیلئے نو (۹) سالہ معیاد کا جھانسہ۔

مبشر الہامات کی رو سے اگرچہ خلیفہ ثانی صاحب جانتے تھے کہ وہ نہ مصلح موعود ہیں اور نہ ہی ہوسکتے ہیں۔ ۱۹۰۸ء میں تقویٰ پر مبنی اُن کا یہی موقف تھا اور یہی حقیقت مبشر اِلہامات سے ثابت ہوتی ہے۔ لیکن بعدازاں ۱۹۱۴ء میں خلیفہ ثانی بننے کے بعد جب بعض خوشامدی مریدوں نے اپنی تحریر و تقریر میں اُنکے متعلق مصلح موعود کے الفاظ لکھنے اور بولنے شروع کردیئے تو اُنہوں نے بھی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اپنا موقف بدلنا شروع کردیا۔ وہ اِس طرح کہ جس عظیم الشان زکی غلام (مثیل مبارک احمد) نے ۱۹۰۸ء میں بقول مرزا بشیر الدین محمود احمد آئندہ کسی زمانے میں پیدا ہونا تھا اِسکی پیدائش کے متعلق اُنہوں نے حضورؑ کے ایک اجتہادی خیال (لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔ بہرحال اِس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔ مجموعہ اِشتہارات جلد ا صفحہ ۱۱۷) کو بنیاد بنا کر آہستہ آہستہ افرادِ جماعت کے آگے یہ جواز پیش کرنا شروع کردیا کہ اُس ''موعود'' نے اِلہامی پیشگوئی کے نو (۹) سال کے اندر پیدا ہونا ہے۔ اُدھر مُریدوں پر مخلصی کا بھوت سوار تھا اور اُنہوں نے یہ ضرورت ہی نہ محسوس کی کہ کم از کم حضورؑ کے بیان فرمودہ نو (۹) سالہ معیاد کی زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات کی روشنی میں تھوڑی بہت جانچ پڑتال تو کرلیں۔ افرادِ جماعت کی اس بیجا عقیدت اور لاعلمی سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے اس طرح خلیفہ صاحب جھوٹے طور پر اپنے آپ کو اِلہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت میں لے آئے۔ اسی سلسلہ میں جلسہ سالانہ ۱۹۴۴ء کی اختتامی تقریر میں وہ اس کا یوں اظہار فرماتے ہیں۔

''پھر اِشتہارات میں آپ (حضورؑ۔ ناقل) نے یہ بھی تحریر فرمادیا تھا کہ ایسا لڑکا بموجب اِلہام اِلٰہی ۹ سال کے عرصہ میں ضرور پیدا ہوجائے گا۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ اِلہام اِلٰہی اسکی پیدائش کو ۹ سال میں ضروری قرار دیتا ہے۔ یہاں اِجتہاد کا کوئی سوال نہیں بلکہ آپ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ کا یہ الہام ہے کہ وہ لڑکا ۹ سال کے اندر ضرور پیدا ہوجائے گا۔ پس تین یا چار سو سال کے بعد اگر کوئی شخص اس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دعویٰ کرے تو بہرحال ایسا شخص ہی اسکے مصداق ہونے کا اعلان کرسکتا ہے جو پیدا ۹ سال میں ہوا ہو لیکن ظاہر تین سو یا چار سو سال کے بعد ہوا ہو کیونکہ الہام اس بات کی تعین کرتا ہے کہ آنیوالے موعود کو بہرحال ۲۰ فروری ۱۸۸٦ء سے ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک کے عرصہ کے اندر اندر پیدا ہوجانا چاہیے اس عرصہ کے بعد پیدا ہونیوالا کوئی شخص اس پیشگوئی کا مصداق نہیں ہوسکتا۔'' (الموعود (دسمبر ۱۹۴۴) ۔ انوار العلوم جلد ۷ اصفحہ ۵۴۴۔ ۵۴۵)

نو (۹) سالہ معیاد کا دجّل۔

جناب ظفراللہ خاں صاحب۔اشتہار ۲۲ مارچ ۱۸۸۶ء میں حضور علیہ السلام ارشاد فرماتے ہیں:۔''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہوخواہ دیر سے۔بہرحال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔''۲۰ فروری ۱۸۸۶ء سے ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک کا عرصہ نو سال بنتا ہے۔خلیفہ ثانی صاحب دسمبر۱۹۴۴ء میں بوقت دعویٰ مصلح موعود حضورؑ کے مندرجہ بالا بیان کی طرف دو باتیں منسوب کرتے ہیں۔

(اولاً) خلیفہ ثانی صاحب حضورؑ کے اس بیان کو اِلہام اِلٰہی قرار دیتے ہیں۔

(ثانیاً) اس نو (۹) سالہ معیاد یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک پیدا ہونیوالا وجود ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق ہوسکتا ہے نہ کہ اس معیاد کے بعد پیدا ہونیوالا۔

واضح رہے جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں حضورؑ سے دو مبشر وجودوں کا وعدہ فرمایا تھا۔(۱) ایک وجیہہ اور پاک لڑکا اور دوسرا (۲) ایک زکی غلام۔اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ''وجیہہ اور پاک لڑکے'' کے متعلق تو یہ وضاحت فرمادی تھی کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت و نسل ہوگا۔'' لیکن زکی غلام (مصلح موعود) کے متعلق اللہ تعالیٰ نے حضورؑ سے کوئی ایسا وعدہ نہیں فرمایا تھا۔جسمانی لڑکے کے متعلق تو یہ بات اَٹل تھی کہ اُس نے حضورؑ کے گھر میں پیدا ہونا تھا خواہ وہ نو (۹) سال کے عرصہ میں پیدا ہوتا یا نو (۹) سال کے بعد پیدا ہوتا۔واقعات سے ثابت ہے کہ یہ وجیہہ اور پاک لڑکا بشیر احمد اوّل تھا لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی کسی مخفی حکمت کے تحت اس لڑکے کو وفات دے کر آگے اُس کے مثیل کی بشارت دے دی۔بعدازاں بطور مثیل بشیر احمد اوّل مرزا بشیرالدین محمود احمد پیدا ہوئے۔اگر خلیفہ ثانی صاحب اپنا دعویٰ جسمانی پسر موعود یعنی مثیل بشیر احمد اوّل تک محدود رکھتے تو پھر اُنکا دعویٰ بھی درست ہوتا اور نو (۹) سالہ معیاد کی بات بھی درست ہوتی کیونکہ دونوں بشیروں (بشیر اوّل ۷ا۔اگست ۱۸۸۷ء اور بشیر ثانی ۱۲ جنوری ۱۸۸۹ء) کی پیدائش نو (۹) سالہ مدت کے درمیان ہوگئی تھی اور دونوں حضورؑ کے جسمانی لڑکے تھے۔لیکن پریشانی اور افسوس ناک بات یہ ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب نے جسمانی پسر موعود ہونے کی بجائے روحانی پسر موعود یعنی مصلح موعود (زکی غلام یعنی مثیل مبارک احمد) ہونے کا دعویٰ کردیا۔اور اس طرح پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں خلیفہ ثانی صاحب کی مندرجہ بالا دونوں باتیں قطعی طور پر غلط ہیں اور اِسکی درج ذیل وجوہات ہیں۔

(۱) مرزا محمود احمد جون۔جولائی ۱۹۰۸ء میں مکذبین مہدی و مسیح موعود کو مثیل مبارک احمد (زکی غلام/مصلح موعود) کی بشارت کے سلسلہ میں جواباً فرما رہے تھے کہ ''اِن اِلہامات سے یہ مراد نہ تھی کہ خود حضرت اقدسؑ سے لڑکا ہوگا بلکہ یہ مطلب تھا کہ آئندہ زمانہ میں ایک ایسا شخص تیری نسل سے پیدا ہوگا جو خدا کے نزدیک گویا تیرا ہی بیٹا ہوگا اور وہ علاوہ تیرے چار بیٹوں کے تیرا پانچواں بیٹا قرار دیا جائے گا۔جیسے کہ حضرت عیسیٰؑ اِبن داؤدؑ کہلاتے ہیں ایسا ہی وہ آپ کا بیٹا کہلائے گا''۔اب سوال یہ ہے کہ دعویٰ مصلح موعود کے وقت اگر خلیفہ ثانی کے مؤقف کے مطابق اس آنیوالے موعود (مثیل مبارک احمد) نے نو (۹) سالہ عرصہ کے اندر پیدا ہونا تھا تو جون۔جولائی ۱۹۰۸ء میں مرزا محمود صاحب نے مکذبین مسیح موعود کو یہ کیوں نہ بتایا کہ اس موعود (مثیل مبارک احمد یعنی مصلح موعود) نے نو (۹) سالہ مدت یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء تک پیدا ہونا تھا اور ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء کو وہ پیدا شدہ میں ہوں۔؟ لیکن اگر مرزا محمود احمد اُس وقت ایسا کہتے تو اس پر مکذبین یقیناً اعتراض کرتے کہ جناب صاحبزادہ مبارک احمد تو ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء میں پیدا ہوئے تھے۔اُس کا مثیل ۱۸۹۵ء سے پہلے یعنی ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء میں کیسے پیدا ہوسکتا تھا؟ مثیل مبارک احمد نے تو مبارک احمد کی پیدائش کے بعد پیدا ہونا تھا اور وہ مرزا صاحب کے گھر میں پیدا ہی نہیں ہوا۔اور اگر وہ پیدا ہوا ہے تو ہمیں دکھاؤ وہ کون ہے۔؟ خاکسار یہاں گذارش کرتا ہے کہ جون۔جولائی ۱۹۰۸ء میں پیشگوئی مصلح موعود کا بھوت ابھی مرزا محمود احمد پر سوار نہیں ہوا تھا۔یہ بھوت اِن پر خلیفہ ثانی بننے کے بعد سوار ہوا۔یہی وجہ ہے کہ جون۔جولائی ۱۹۰۸ء میں اُنہوں نے بڑے تقویٰ کیساتھ سچی بات کہہ دی تھی کہ اس موعود نے آئندہ کسی زمانے میں جماعت احمدیہ میں پیدا ہونا ہے۔

(۲) زکی غلام یعنی مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں حضورؑ کے الفاظ ''لیکن ہم جانتے ہیں کہ ایسا لڑکا بموجب وعدہ اِلٰہی نو برس کے عرصہ تک ضرور پیدا ہوگا خواہ جلد ہو خواہ دیر سے۔بہرحال اس عرصہ کے اندر ضرور پیدا ہوگا۔'' الہامی نہیں بلکہ اجتہادی تھے۔بالکل اسی طرح جس طرح حضورؑ نے ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں زکی غلام کے ساتھ بریکٹ میں لفظ (لڑکا) لکھ کر اجتہاد فرمایا تھا۔مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں خلیفہ ثانی صاحب کا حضورؑ کے ان اِجتہادی بیان کو اِلہامی قرار دینا قطعی طور پر جھوٹ تھا۔

(۳) اگر حضورؑ کے متذکرہ بالا الفاظ الہامی ہوتے اور وہ موعود زکی غلام (مصلح موعود) بشیرالدین محمود احمد کے رنگ میں ۱۲۔جنوری ۱۸۸۹ء میں پیدا ہو چکا ہوتا تو پھر آپ کی پیدائش کے بعد زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات کبھی نازل نہ ہوتے۔؟

(۴) اگر بقول خلیفہ ثانی صاحب یہ نو (۹) سالہ مدت الہامی ہوتی تو پھر نو (۹) سال کے عرصہ (یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء) کے بعد بھی اس زکی غلام کی بشارت کبھی نہ ہوتی۔؟

(۵) اگر بقول خلیفہ ثانی صاحب یہ نو (۹) سالہ مدت الہامی ہوتی تو پھر حضورؑ اس نو سالہ مدت (یعنی ۲۰ فروری ۱۸۹۵ء) کے بعد ۱۴۔جون ۱۸۹۹ء کو پیدا ہونے والے اپنے چوتھے

لڑے صاحبزادہ مبارک احمد کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق کبھی قرار نہ دیتے۔؟

(۶) اگر بقول خلیفہ ثانی صاحب یہ نو(۹) سالہ مدت اِلہامی ہوتی تو حضورؑ کی نرینہ اولاد کے اِنقطاع یعنی ۱۴جون ۱۸۹۹ء کے بعد بھی اس زکی غلام (مصلح موعود) کی بشارات (انہی علامات اور صفات کیساتھ جو کہ ۲۰فروری ۱۸۸۶ء کی الہامی پیشگوئی میں درج ہیں) حضورؑ کی وفات تک آپ پر کبھی نازل نہ ہوتیں؟

(۷) زکی غلام (مثیل مبارک احمد/مصلح موعود) کے متعلق اِلہامی بشارات کا نزول مورخہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء سے شروع ہوکر مورخہ ۶۔۷نومبر ۱۹۰۷ء تک جاری رہتا ہے۔سنت اللہ کے مطابق بشارت پہلے ہوتی ہے اور مبشر وجود بعد میں پیدا ہوتا ہے۔زکی غلام کے متعلق مبشر اِلہامات کا نزول ہمیں درج ذیل تین نتائج پر پہچا تا ہے۔

(الف) زکی غلام کی پیدائش کے متعلق حضورؑ کا نو(۹) سالہ خیال آپکا اجتہادی خیال تھا نہ کہ اِلہامی۔ (ب) زکی غلام یا مصلح موعود یا مثیل مبارک احمد (خواہ کوئی بھی نام دے لیں) کی پیشگوئی کے دائرہ بشارت سے حضورؑ کے جسمانی لڑکے باہر ہوجاتے ہیں اور یہ الہامی پیشگوئی حضورؑ کی روحانی اولاد یعنی ذریت (جماعت) کی طرف منتقل ہوجاتی ہے۔

(ج) زکی غلام مسیح الزماں سے متعلقہ مبشر اِلہامات کی روشنی میں مصلح موعود کی پیدائش ۶۔۷نومبر ۱۹۰۷ء کے بعد قرار پاتی ہے۔

جناب محمد ظفر اللہ خاں صاحب۔ یہاں آپ سے میرا سوال ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کا مصلح موعود کی پیدائش کے سلسلہ میں حضورؑ کے بیان فرمودہ نو(۹) سالہ عرصہ کو اِلہامی قرار دینا اور ۲۰فروری ۱۸۹۵ء کے بعد پیدا ہونے والے کسی بھی احمدی کے متعلق یہ کہنا کہ وہ پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق نہیں ہوسکتا کیا قطعی طور پر ایک جھوٹ اور دَجَل نہیں تھا۔؟؟؟

(۱۱) جماعتی خدمات اور کارناموں کی حقیقت۔جیسا کہ خاکسار پہلے بھی بیان کر چکا ہے کہ ۲۰فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود میں بطور فرع ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' کے متعلق ایک دوسری پیشگوئی بھی موجود ہے۔اِس میں شک نہیں ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد بطور مثیل بشیر احمد (اوّل) اس ضمنی پیشگوئی کے مصداق ہوتے ہوئے ایک باصلاحیت اِنسان تھے ۱۹۱۴ء میں خلیفہ ثانی بننے کے بعد لاکھوں افراد کی منظّم جماعت اُسکے پیچھے تھی۔اُنہیں ہر قسم کے جماعتی وسائل میسّر تھے۔اُنہوں نے اِن میسّر جماعتی وسائل کیساتھ تحریر و تقریر کے میدان میں اِس انداز سے کام کرنا شروع کر دیا اور جماعتی ترقیاتی کام اس رنگ میں کروائے تا کہ بعد ازاں ان کامیابیوں کی بنیاد پر وہ پیشگوئی مصلح موعود کے دعوے دار بن سکیں۔جبکہ امر واقع یہ ہے کہ یہ سب جماعتی ترقیاتی کام اور کارنامے افرادِ جماعت کی اجتماعی کوششوں کا نتیجہ تھے۔لیکن کیا یہ عجیب بات نہیں کہ افرادِ جماعت کی اجتماعی کوششوں کے اس اجتماعی پھل کو ایک شخص (خلیفہ صاحب) نے اپنے دعویٰ مصلح موعود کو سچا بنانے کیلئے اپنی جھولی میں ڈال لیا۔؟ آئیں اب ہم آپکے خلیفہ بننے کے بعد لیکن دعویٰ مصلح موعود سے پہلے کے بیانات کا مشاہدہ اور تجزیہ کرتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ آپکے یہ بیانات کس حقیقت کی عکاسی کر رہے ہیں۔؟

خواب دیکھنے اور دعویٰ مصلح موعود سے پہلے کے بیانات۔

(ا) خلیفہ ثانی صاحب جون ۔۱۹۳۷ء میں چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو ایک خط میں لکھتے ہیں۔

''میں خیال کرتا ہوں کہ مصلح موعود حضرت مسیح موعودؑ کا کوئی جسمانی بیٹا ہی ہے نہ کہ کوئی ایسا شخص جو بعد کے زمانہ میں آئے گا۔ جہاں تک میں نے اِن پیشگوئیوں پر غور کیا ہے تو نوے(۹۰) فیصدی باتیں میرے زمانہ خلافت کی کامیابیوں سے تعلق رکھتی ہیں۔جیسا میں خیال کرتا ہوں کہ جو شخص بھی اِن پیشگوئیوں کا مصداق ہے اُس کیلئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔لہٰذا میں ایسا دعویٰ کرنا ضروری نہیں سمجھتا۔میں سمجھتا ہوں خدا تعالیٰ نے اِن پیشگوئیوں کی غرض و غایت کافی حد تک میرے ذریعہ پوری کر دی ہے۔تاہم مجھے حیرانی نہیں ہو گی اگر خدا تعالیٰ میرے کسی بھائی کو میرے جیسی یا مجھ سے بھی بڑھ کر کامیابیاں حاصل کرنے کی توفیق دیدے۔'' (احمدیت۔اِسلام کی نشاۃ ثانیہ (انگریزی) مصنف محمد ظفر اللہ خاں صفحہ ۲۸۹)۔

اب واضح ہو کہ خلیفہ ثانی صاحب نے عملاً دعویٰ مصلح موعود ۱۹۴۴ء میں کیا تھا لیکن خلیفہ صاحب کے مندرجہ بالا الفاظ نشاندہی کر رہے ہیں کہ (اولاً) وہ ہمیشہ اس اِلہامی پیشگوئی پر غور و فکر کرتے رہتے تھے۔(ثانیاً) اُن کا یہ گمان بھی تھا کہ اِس اِلہامی پیشگوئی کا مصداق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا کوئی جسمانی بیٹا ہی ہے (جب کہ زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات خلیفہ ثانی کے اِس گمان کی قطعی طور پر نفی کرتے ہیں۔ناقل) (ثالثاً) اگر خلیفہ ثانی صاحب کو پیشگوئی مصلح موعود میں کوئی دلچسپی نہیں تھی یا وہ خواب سے پہلے اپنے آپ کو اس پیشگوئی کا مصداق نہیں سمجھتے تھے تو وہ اس اِلہامی پیشگوئی کے متعلق یہ اندازے کیوں لگاتے رہے کہ پیشگوئی کے مصداق کو دعویٰ کرنے کی ضرورت ہے یا کہ نہیں۔؟ (رابعاً) اُن کے الفاظ سے یہ ظاہر ہے کہ وہ دعویٰ کرنے سے گھبراتے تھے اور وہ سمجھتے تھے کہ غلط دعویٰ کر کے میں کہیں الٰہی گرفت میں نہ آجاؤں (خامساً) اُن کے الفاظ سے یہ بھی ظاہر ہے کہ بطور خلیفہ ثانی وہ جو کارنامے سرانجام دیتے رہے یا جنہیں وہ سرانجام دینے کی کوشش کرتے رہے ہیں۔اِن کارناموں کے پیچھے اُن کا مقصد یہی تھا کہ کسی طرح وہ اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق بن سکیں۔(سادساً) اُن کے الفاظ سے ظاہر ہے کہ وہ ۱۹۳۷ء میں ہی اپنے آپ کو پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق سمجھتے تھے لیکن پھر بھی اُنہوں نے اپنے

بھائیوں کوخوش کرنے اور مطمئن کرنے کیلئے اگر چہ سیاسی رنگ میں ہی سہی اتنی بات ضرور کہہ دی کہ ہوسکتا ہے میرا کوئی بھائی مجھ سے زیادہ کارنامے سرانجام دے کر اس پیشگوئی کا مصداق بن جائے۔ وغیرہ۔

جناب ظفر اللہ صاحب۔ یہ سب حقائق بتارہے ہیں کہ خلیفہ ثانی نے اس اِلہامی پیشگوئی کو اپنی مذہبی جاگیر سمجھا اور وہ اپنے ان الفاظ میں دراصل افراد جماعت کو یہ پیغام دے رہے تھے کہ اگر میں دعویٰ نہ بھی کروں تب بھی مجھے ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق سمجھنا۔ حالانکہ امر واقع یہ ہے کہ نہ خلیفہ ثانی اور نہ ہی آپکا کوئی بھائی اس الہامی پیشگوئی کے دائرہ بشارت ہی میں نہیں آتے۔ اب سوال یہ ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کو یہ سب قیاس اور اندازے لگانے کی کیا ضرورت تھی۔؟ یہ سب کچھ کیا اس بات کی تصدیق نہیں کررہا کہ پیشگوئی مصلح موعود نے خلیفہ ثانی کو کافی تذبذب میں ڈال رکھا تھا اور جو بھی آپکے مقاصد تھے اور جو بھی آپکے پروگرام تھے اُن کی راہ میں یہ اِلہامی پیشگوئی حائل تھی۔

(۲) خلیفہ ثانی صاحب ۷ جولائی ۱۹۳۹ء کو خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

''میرے نزدیک مصلح موعود کی پیشگوئی چونکہ مامور کے متعلق نہیں بلکہ غیر مامور کے متعلق ہے اِس لیے وہ ان پیشگوئیوں میں داخل ہی نہیں جن میں کسی دعویٰ کی ضرورت ہو۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں نہیں ہوتی بلکہ مطلب یہ ہے کہ جب کوئی پیشگوئی کسی مامور کے متعلق نہ ہوتو اس میں دعویٰ کی ضرورت نہیں ہوتی۔'' (الفضل مورخہ ۲۔ اگست ۱۹۳۹ء)

جناب ظفر اللہ صاحب! واضح رہے کہ (اولاً) خلیفہ ثانی کو اس بات کا کہاں سے پتہ چل گیا کہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود غیر مامور کے متعلق ہے۔؟ کیا آپ کو الہام ہوا تھا۔؟ اور اگر الہام نہیں ہوا تھا تو پھر دعویٰ سے پہلے آپ پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق یہ قیاس اور اندازے کیوں لگاتے رہے؟ (ثانیاً) خلیفہ ثانی کو یہ کہاں سے پتہ چل گیا کہ پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق کو دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں۔؟ (ثالثاً) وہ یہ بھی فرمارہے ہیں کہ یہ پیشگوئی تو مجھ پر چسپاں ہوتی ہے لیکن مجھے دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں۔ آپ کا یہ ایک ڈھکوسلا تھا اور اِس کی بنیاد پر آپ دعویٰ نہ کرنے کا جواز پیش کر کے دراصل افراد جماعت کو قائل کررہے تھے کہ اگر میں دعویٰ مصلح موعود نہ بھی کروں تب بھی پیشگوئی مصلح موعود کا میں ہی مصداق ہوں۔ مزید برآں آپ کا یہ ڈھکوسلا اس حقیقت کی بھی غمازی کررہا ہے کہ الہامی پیشگوئی مصلح موعود میں خیانت کرنے پر آپکا ضمیر آپ کو ملامت کررہا تھا۔ جناب ظفر اللہ صاحب! کیا یہ سب کچھ اس حقیقت کا کھلا ثبوت نہیں ہے کہ خلیفہ ثانی پر مصلح موعود بننے کا بھوت سوار تھا۔؟

(۳) خلیفہ ثانی صاحب ۱۹۴۰ء میں ایک خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

''لوگوں نے کوشش کی ہے کہ میں دعویٰ مصلح موعود کروں لیکن میں اِسکی ضرورت نہیں سمجھتا۔ کہا جاتا ہے کہ میرے پیروکار یقین رکھتے ہیں کہ میں مصلح موعود ہوں حالانکہ میں نے کوئی ایسا دعویٰ نہیں کیا۔ میں ایسا دعویٰ کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اگر میں واقعی مصلح موعود ہوں تو میرے دعویٰ مصلح موعود نہ کرنے سے میرے مقام پر فرق نہیں پڑتا۔ میں یقین رکھتا ہوں کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی طرف سے مامور نہ ہو اس سے متعلق پیشگوئی کے سلسلہ میں کسی شخص کا دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ کی منظوری سے جو سابقہ مجددین کی فہرست شائع ہوئی ہے ان میں سے کتنوں نے دعویٰ کیا؟ میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو فرماتے سنا ہے کہ اورنگ زیب بھی اپنے وقت کا مجدد تھا۔ کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا؟ عمر بن عبدالعزیز کو بھی مجدد تسلیم کیا جاتا ہے۔ کیا اس نے کوئی دعویٰ کیا؟ لہٰذا ایک غیر مامور کیلئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ ایک مامور سے متعلق پیشگوئی کے سلسلہ میں دعویٰ کرنا ضروری ہے۔ ایک غیر مامور کی صورت میں کسی شخص کی کامیابیوں کو دیکھا جائے گا کہ وہ پیشگوئی کا مصداق ہے یا نہیں۔ اسلئے ضروری نہیں کہ وہ دعویٰ کرے۔ ایسی صورت میں اگر کوئی شخص کسی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا انکار بھی کردے تب بھی یہی سمجھا جائے گا کہ پیشگوئی اسکے وجود میں پوری ہوگئی۔۔۔۔ لہٰذا میں یہ ضروری نہیں سمجھتا کہ کوئی دعویٰ کروں کہ میں مصلح موعود ہوں۔'' (احمدیت۔ اسلام کی نشاۃ ثانیہ (انگریزی) مصنف محمد ظفر اللہ خاں، صفحہ ۲۸۹)

جناب ظفر اللہ صاحب! خلیفہ ثانی صاحب ان الفاظ میں فرماتے ہیں کہ (اولاً) اگر کسی پیشگوئی کا مصداق مامور ہوتو اس کیلئے دعویٰ کرنا ضروری ہے اور غیر مامور کیلئے دعویٰ کرنا ضروری نہیں۔ اب سوال یہ ہے کہ ۵،۶ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی شب خواب دیکھنے کے بعد اُنہیں دعویٰ کرنے کی کیوں اور کہاں سے ضرورت پیش آ گئی؟ کیا خواب دیکھنے کے بعد پیشگوئی مصلح موعود کی نوعیت بدل گئی اور یہ مامور والی پیشگوئی بن گئی تھی؟۔ جناب ظفر اللہ صاحب۔ اگر یہ پیشگوئی خلیفہ ثانی کے اعصاب پر سوار نہیں تھی تو پھر وہ خواب دیکھنے اور دعویٰ کرنے سے پہلے یہ قیاس اور اندازے کیوں لگاتے رہے۔؟ (ثانیاً) خلیفہ ثانی ان الفاظ میں افراد جماعت کو ایک بار پھر یہ پیغام دے رہے ہیں اور اِن کو قائل کرنے کی کوشش کررہے ہیں کہ اگر میں دعویٰ نہ بھی کروں تب بھی میں ہی مصلح موعود ہوں اور اس پیشگوئی کا مصداق مجھے ہی سمجھنا۔ لیکن آپکی یہ گول مول باتیں اس امر کی تصدیق کررہی ہیں کہ آپ جانتے تھے کہ اگر کوئی اور شخص مصلح موعود ہوا اور وہ آپکے بعد آیا تو آپکا دعویٰ کرنا بڑی بھاری غلطی اور حماقت ہوگی۔ اس لیے آپ کی یہ کوشش تھی کہ مجھے دعویٰ بھی نہ کرنا پڑے اور میں مصلح موعود بھی تسلیم کیا جاؤں۔ (ثالثاً) وہ یہ بات بھی کہتے ہیں کہ امت محمدیہ میں کسی مجدد نے دعویٰ نہیں کیا لہٰذا پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق کو بھی کسی دعویٰ کرنے کی

ضرورت نہیں بلکہ اسکے کارناموں سے ہی اس کو پہچانا جائے گا۔خلیفہ صاحب پیشگوئی کے مصداق ہونے کے پیمانے کا تعین بھی خود ہی کر رہے ہیں کہ اُسکے کاموں کی وجہ سے اُسے پہچانا جائے گا۔تو پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ خواب دیکھنے کے بعد اُنہوں نے حلفاً دعویٰ مصلح موعود کیوں کیا؟ یہ بات یادرکھیں کہ اگر کسی موعود وجود کی بشارت دی گئی ہو تو وقت مقررہ پر جب اللہ تعالیٰ اُس موعود کو اُس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا علم دیتا ہے تو پھر لازماً اُس موعود کو دعویٰ کر کے اُس پیشگوئی کے مصداق ہونے کا اعلان کرنا پڑتا ہے۔

جناب ظفر اللہ صاحب!اب سوال یہ ہے کہ اگر پیشگوئی مصلح موعود کے مصداق کی پہچان لوگوں نے اُسکے کارناموں کی بدولت ہی کرنی تھی تو پھر خواب دیکھنے کے بعد خلیفہ صاحب نے ۱۹۴۴ء میں دعویٰ مصلح موعود کیوں کیا تھا؟ یہ سب متضاد باتیں بتا رہی ہیں کہ خلیفہ ثانی کو اس پیشگوئی کا بہت خوف تھا اور وہ ''نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری'' کے محاورے کے مطابق پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق اپنا یہ خوف دور کرنا چاہتے تھے۔۔۔فَتَدَبَّرُوا اَیُّھَا الْعَاقِلُوْن۔

یادرہے کہ ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کے مصداق کے متعلق حضورؑ فرماتے ہیں مجھے ایک خواب میں اِس مصلح موعود کی نسبت زبان پر یہ شعر جاری ہوا تھا۔

''اے فخر رسل قرب تو معلومم شد ۔ دیر آمدۂ ز راہ دور آمدۂ''

اے رسولوں کے فخر تیرا خدا کے نزدیک مقام قرب مجھے معلوم ہوگیا ہے تو دیر سے آیا ہے (اور) دور کے راستہ سے آیا ہے۔(مجموعہ اشتہارات جلدا صفحہ ۱۹۱)

عجیب بات ہے کہ اللہ تعالیٰ تو اس مصلح موعود کو رسولوں کے فخر ہونے کا خطاب دے رہا ہے اور خلیفہ ثانی صاحب فرمارہے ہیں کہ اس موعود کو دعویٰ کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔لوگ اُسکے کارناموں کی وجہ سے اُسے پہچان لیں گے۔عجیب تضاد ہے خلیفہ ثانی کی اپنی باتوں میں۔لیکن میں عرض کرتا ہوں کہ اس مصلح موعود نے اپنے وقت پر کھڑا ہونا ہے۔جب اللہ تعالیٰ اس موعود کو اپنی جناب سے اُسے پیشگوئی کے مصداق ہونے کا قطعی علم اور قطعی ثبوت دیدے گا تو پھر وہ مصلح موعود ہونے کا دعویٰ کر کے لوگوں کو اپنے مقابلہ پر بلائے گا۔لیکن لوگ لاجواب ہو کر اسکے مقابلہ پر نہیں آئیں گے۔اور اس طرح حضور علیہ السلام کی ایک اور پیشگوئی اُسکے وجود میں روز روشن کی طرح پوری ہو جائے گی۔''اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رُو سے سب کا منہ بند کر دینگے۔''(روحانی خزائن جلد ۲۰ صفحہ ۴۰۹)

(۴) خلیفہ ثانی صاحب ۷۔جولائی ۱۹۳۹ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

''اگر مجھ پر تمام علامات چسپاں ہو رہی ہوں اور جس قدر نشانات مصلح موعود کے بتائے گئے ہوں وہ سب مجھ پر پورے ہو رہے ہوں۔۔۔۔تو کوئی لاکھ شور مچاتا رہے کہ یہ مصلح موعود نہیں دنیا اُسکی بات پر کان نہیں دھرے گی۔''(الفضل مورخہ ۲۔اگست ۱۹۳۹ء)

جناب ظفر اللہ صاحب!خلیفہ ثانی کو اگر پیشگوئی مصلح موعود میں دلچسپی نہیں تھی تو پھر دعویٰ سے پہلے آپ ایسی بہکی بہکی باتیں کیوں کرتے رہے۔؟ آپکی یہ باتیں غمازی کر رہی ہیں کہ آپ کو اس پیشگوئی میں بہت دلچسپی تھی اور آپ ۱۹۴۴ء سے پہلے یعنی جولائی ۱۹۳۹ء میں ہی مصلح موعود بنے ہوئے تھے۔بلکہ میں تو یہ کہتا ہوں اور اس میں قطعاً کوئی جھوٹ نہیں ہے کہ خلیفہ ثانی خلافت کی گدی پر براجمان ہوتے ہی مصلح موعود بن بیٹھے تھے۔جنوری ۱۹۴۴ء میں خواب وغیرہ کا دیکھنا تو افراد جماعت کو دھوکہ دینے کیلئے محض ایک فریب تھا۔

(۵) ۱۹۱۶ء میں آپ فرماتے ہیں۔

''پس میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ نہیں کرتا۔اگر میں ہوں تو الحمدللہ۔دعویٰ سے فائدہ نہیں۔اگر میں نہیں تو اس احتیاط سے میں ایک غلطی سے محفوظ ہو گیا۔''(تاریخ احمدیت جلد نہم (۹) صفحہ ۴۸۷)

جناب ظفر اللہ صاحب!خلیفہ ثانی کے ان الفاظ سے پتہ چلتا ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود نے خلیفہ ثانی صاحب کو اپنی طرف ہمہ وقت متوجہ کر رکھا تھا اور وہ اِسکے متعلق ہمیشہ غور و فکر کرتے رہتے تھے۔وہ بخوبی جانتے تھے کہ اگر اِس اِلہامی پیشگوئی کا کوئی اور مصداق ہوا تو میرا دعویٰ مصلح موعود کرنا بہت بڑی غلطی ہوگی لیکن بالآخر اُنہوں نے یہ غلطی ۲۸ جنوری ۱۹۴۴ء میں ایک طویل اور مبہم خواب کی بنیاد پر دعویٰ کر کے کر ڈالی۔

جناب ظفر اللہ صاحب!خاکسار خلیفہ ثانی کے خواب کے متعلق کچھ عرض کرنے سے پہلے بتانا چاہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بہت ساری غیب کی باتیں سچی خوابوں کے ذریعے اپنے بندوں پر ظاہر فرماتا ہے لیکن اِسکے باوجود یہ بات بھی پیش نظر رہے کہ ہر خواب رحمانی نہیں ہوا کرتی۔خوابوں کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام نے یوں فرمایا ہے۔

''تین قسم کی خوابیں ہوتی ہیں۔ایک نفسانی،ایک شیطانی اور ایک رحمانی۔نفسانی جیسے بلی کو چھیچھڑوں کے خواب۔شیطانی وہ جس میں ڈر وحشت ہو۔رحمانی خواب خدا تعالیٰ کی طرف سے پیغام ہوتی ہے اور اِس کا ثبوت صرف تجربہ ہے۔''(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۳۲۸)

خلیفہ ثانی کا خواب۔''میں نے دیکھا کہ میں ایک مقام پر ہوں جہاں جنگ ہو رہی ہے وہاں کچھ عمارتیں ہیں۔نہ معلوم وہ گڑھیاں ہیں یا ٹرنچز (Trenches) ہیں۔بہر حال وہ جنگ کے ساتھ تعلق رکھنے والی عمارتیں ہیں۔وہاں کچھ لوگ ہیں جنکے متعلق میں نہیں جانتا کہ آیا وہ ہماری جماعت کے لوگ ہیں۔یا یونہی مجھے ان سے تعلق ہے۔میں ان کے پاس

ہوں۔اتنے میں مجھے یوں محسوس ہوتا ہے جیسے جرمن فوج نے جو اس فوج سے کہ جس کے پاس میں ہوں۔ برسر پیکار ہے یہ معلوم کرلیا ہے کہ میں وہاں ہوں اور اس نے اس مقام پر حملہ کر دیا ہے۔اور وہ حملہ اتنا شدید ہے کہ اس جگہ کی فوج نے پسپا ہونا شروع کر دیا۔ یہ کہ وہ انگریزی فوج تھی یا امریکن فوج یا کوئی اور فوج تھی۔اسکا مجھے اس وقت کوئی خیال نہیں آیا۔ بہرحال وہاں جو فوج تھی اس کو جرمنوں سے دبنا پڑا۔اور اس مقام کو چھوڑ کر وہ پیچھے ہٹ گئی۔ جب وہ فوج پیچھے ہٹی تو جرمن اس عمارت میں داخل ہو گئے۔جس میں میں تھا۔تب میں خواب میں کہتا ہوں۔دشمن کی جگہ پر رہنا درست نہیں۔اور یہ مناسب نہیں کہ اب اس جگہ ٹھہرا جائے۔ یہاں سے ہمیں بھاگ چلنا چاہیے۔اس وقت میں رؤیا میں صرف یہی نہیں۔کہ تیزی سے چلتا ہوں بلکہ دوڑتا ہوں۔میرے ساتھ کچھ اور لوگ بھی ہیں اور وہ بھی میرے ساتھ ہی دوڑتے ہیں۔اور جب میں نے دوڑنا شروع کیا تو رؤیا میں مجھے یوں معلوم ہوا جیسے میں انسانی مقدرت سے زیادہ تیزی کیساتھ دوڑ رہا ہوں۔اور کوئی ایسی زبردست طاقت مجھے تیزی سے لے جارہی ہے کہ میلوں میل ایک آن میں میں طے کرتا جارہا ہوں۔اس وقت میرے ساتھیوں کو بھی دوڑنے کی ایسی ہی طاقت دی گئی مگر پھر بھی وہ مجھ سے بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔اور میرے پیچھے ہی جرمن فوج کے سپاہی میری گرفتاری کیلئے دوڑتے آرہے ہیں مگر شائد ایک منٹ بھی نہیں گزرا ہوگا کہ مجھے رؤیا میں یوں معلوم ہوتا ہے کہ جرمن سپاہی بہت پیچھے رہ گئے ہیں مگر میں چلتا چلا جاتا ہوں۔اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ زمین میرے پاؤں کے نیچے سمٹتی چلی جارہی ہے یہاںتک کہ میں ایک ایسے علاقہ میں پہنچا جو دامن کوہ کہلانے کا مستحق ہے۔ہاں جس وقت جرمن فوج نے حملہ کیا ہے۔رؤیا میں مجھے یاد آتا ہے کہ کسی سابق نبی کی کوئی پیشگوئی ہے یا خود میری کوئی پیشگوئی ہے اس میں اس واقعہ کی خبر پہلے سے دی گئی تھی اور تمام نقشہ بھی بتایا گیا تھا کہ جب وہ موعود اس مقام سے دوڑے گا تو اس اس طرح دوڑے گا۔اور پھر فلاں جگہ جائیگا۔ چنانچہ رؤیا میں جہاں میں پہنچا ہوں وہ مقام اس پہلی پیشگوئی کے عین مطابق ہے۔اور مجھے معلوم ہوتا ہے کہ پیشگوئی میں اس امر کا بھی ذکر ہے کہ ایک خاص رستہ ہے جسے میں اختیار کرونگا۔اور اس راستہ کے اختیار کرنے کی وجہ سے دنیا میں بہت اہم تغیرات ہونگے۔اور دشمن مجھے گرفتار کرنے میں ناکام رہے گا۔ چنانچہ جب میں یہ خیال کرتا ہوں تو اس مقام پر مجھے کئی ایک پک ڈنڈیاں نظر آتی ہیں جن میں سے کوئی کسی طرف جاتی ہے اور کوئی کسی طرف۔میں ان پک ڈنڈیوں کے بالمقابل دوڑتا چلا گیا ہوں تا معلوم کروں۔کہ پیشگوئی کے مطابق مجھے کس راستہ پر جانا چاہیے۔اور میں اپنے دل میں یہ خیال کرتا ہوں کہ مجھے تو یہ معلوم نہیں کہ میں نے کس راستہ سے جانا ہے۔اور میرا کس راستہ سے جانا خدائی پیشگوئی کے مطابق ہے۔ایسا نہ ہو میں غلطی سے کوئی ایسا راستہ اختیار کرلوں۔جس کا پیشگوئی میں ذکر نہیں۔اس وقت میں اس سڑک کی طرف جارہا ہوں جو سب کے آخر میں بائیں طرف ہے۔اس وقت میں دیکھتا ہوں۔کہ مجھ سے کچھ فاصلہ پر میرا ایک اور ساتھی ہے اور مجھے آواز دیکر کہتا ہے کہ اس سڑک پر نہیں۔دوسری سڑک پر جائیں۔اور میں اسکے کہنے پر اس سڑک کی طرف جو بہت دور ہٹ کر ہے واپس لوٹتا ہوں۔وہ جس سڑک کی طرف مجھے آوازیں دے رہا ہے۔انتہائی دائیں طرف ہے۔اور جس سڑک کو میں نے اختیار کیا تھا وہ انتہائی بائیں طرف تھی۔پس چونکہ میں انتہائی بائیں طرف تھا اور جس طرف وہ مجھے بلا رہا تھا۔وہ انتہائی دائیں طرف تھی۔اسلئے میں لوٹ کر اس سڑک کی طرف چلا۔مگر جس وقت میں پیچھے کی طرف واپس ہٹا۔ایسا معلوم ہوا کہ میں کسی زبردست طاقت کے قبضہ میں ہوں۔اور اس زبردست طاقت نے مجھے پکڑ کر درمیان میں سے گزرنے والی ایک پک ڈنڈی پر چلا دیا۔میرا ساتھی مجھے آوازیں دیتا چلا جاتا ہے کہ اس طرف نہیں،اس طرف۔مگر میں اپنے آپکو بالکل بے بس پاتا ہوں۔اور درمیانی پک ڈنڈی پر بھاگتا چلا جاتا ہوں۔ جب میں تھوڑی دور چلا تو مجھے وہ نشانات نظر آنے لگے۔ جو پیشگوئی میں بیان کئے گئے تھے۔اور میں کہتا ہوں۔میں اسی راستہ پر آگیا جو خدا تعالیٰ نے پیشگوئی میں بیان فرمایا تھا۔اس وقت رؤیا میں میں اسکی کچھ توجیہہ بھی کرتا ہوں کہ میں درمیانی پک ڈنڈی پر جو چلا ہوں تو اسکا کیا مطلب ہے۔ چنانچہ جس وقت میری آنکھ کھلی معاً مجھے خیال آیا کہ دایاں اور بایاں راستہ جو رؤیا میں دکھایا گیا ہے۔اس میں بائیں رستہ سے مراد خالص دنیوی کوششیں اور تدبیریں ہیں اور دائیں رستہ سے مراد خالص دینی طریق دعا اور عبادتیں وغیرہ ہیں۔اور اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا ہے کہ ہماری جماعت کی ترقی درمیانی راستے پر چلنے سے ہوگی۔ یعنی کچھ تدبیریں اور کوششیں ہونگی اور کچھ دعائیں اور تقدیریں ہونگی۔اور پھر یہ بھی میرے ذہن میں آیا کہ دیکھو قرآن شریف نے امت محمدیہ کو امةً وسطاً قرار دیا ہے۔اس وسطی راستہ پر چلنے کے یہی معنے ہیں کہ یہ امت اسلام کا کامل نمونہ ہوگی۔اور چھوٹی پک ڈنڈی کی یہ تعبیر ہے کہ درمیانی راستہ گو درست راستہ ہے مگر اس میں مشکلات بھی ہوتی ہیں۔

غرض میں اس راستہ پر چلنا شروع ہوا۔اور مجھے یوں معلوم ہوا کہ دشمن بہت پیچھے رہ گیا ہے۔اتنی دور کہ نہ اس کے قدموں کی آہٹ سنائی دیتی ہے اور نہ اسکے آنیکا کوئی امکان پایا جاتا ہے۔مگر ساتھ ہی میرے ساتھیوں کے پیروں کی آہٹیں بھی کمزور ہوتی چلی جاتی ہیں۔اور وہ بھی بہت پیچھے رہ گئے ہیں۔مگر میں دوڑتا چلا جاتا ہوں۔اور زمین میرے پیروں کے نیچے سمٹتی چلی جارہی ہے۔اس وقت میں کہتا ہوں کہ اس واقعہ کے متعلق جو پیشگوئی تھی۔اس میں یہ بھی بتایا گیا تھا کہ اس رستہ کے بعد پانی آئیگا اور اس پانی کو عبور کرنا بہت مشکل ہوگا۔اس وقت میں رستے پر چلتا تو چلا جاتا ہوں۔مگر ساتھ ہی کہتا ہوں۔وہ پانی کہاں ہے؟ جب میں نے کہا وہ پانی کہاں ہے تو یکدم میں نے دیکھا کہ میں ایک بہت بڑی جھیل کے کنارے پر کھڑا ہوں۔اور میں سمجھتا ہوں۔کہ اس جھیل کے پار ہو جانا پیشگوئی کے مطابق ضروری ہے۔میں نے اس وقت دیکھا کہ جھیل پر کچھ چیزیں تیر رہی ہیں۔وہ ایسی لمبی ہیں جیسے سانپ ہوتے ہیں اور ایسی باریک اور ہلکی چیزوں سے بنی ہوئی ہیں جیسے بیے وغیرہ کے گھونسلے نہایت باریک تنکوں کے ہوتے ہیں۔وہ اوپر سے گول ہیں جیسے

اژدھا کی پیٹھ ہوتی ہے اور رنگ ایسا ہے جیسے بیے کے گھونسلے سے سفیدی، زردی اور خاکی رنگ ملا ہوا۔ وہ پانی پر تیر رہی ہیں۔ اور انکے اوپر کچھ لوگ سوار ہیں جو انکو چلا رہے ہیں۔ خواب میں میں سمجھتا ہوں۔ یہ بت پرست قوم ہے اور یہ چیزیں جن پر یہ لوگ سوار ہیں، انکے بت ہیں اور یہ سال میں ایک دفعہ اپنے بتوں کو نہلاتے ہیں اور اب بھی یہ لوگ اپنے بتوں کو نہلانے کی غرض سے مقررہ گھاٹ کی طرف لے جا رہے ہیں۔ جب مجھے اور کوئی چیز پار لے جانے کیلئے نظر نہ آئی تو میں نے زور سے چھلانگ لگائی اور ایک بت پر سوار ہو گیا۔ تب میں نے سنا کہ بتوں کے پجاری زور زور سے مشرکانہ عقائد کا اظہار منتروں اور گیتوں کے ذریعہ سے کرنے لگے۔ اس پر میں نے دل میں کہا کہ اس وقت خاموش رہنا غیرت کے خلاف ہے اور بڑے زور زور سے میں نے توحید کی دعوت ان لوگوں کو دینی شروع کی اور شرک کی برائیاں بیان کرنے لگا۔ تقریر کرتے ہوئے مجھے یوں معلوم ہوا کہ میری زبان اردو نہیں بلکہ عربی ہے۔ چنانچہ میں عربی میں بول رہا ہوں۔ اور بڑے زور سے تقریر کر رہا ہوں۔ رؤیا میں ہی مجھے خیال آتا ہے کہ ان لوگوں کی زبان تو عربی نہیں۔ یہ میری باتیں کس طرح سمجھیں گے۔ مگر میں محسوس کرتا ہوں کہ گو انکی زبان کوئی اور ہے مگر یہ میری باتیں خوب سمجھتے ہیں۔ چنانچہ میں اسی طرح انکے سامنے عربی میں تقریر کر رہا ہوں۔ اور تقریر کرتے کرتے بڑے زور سے ان کو کہتا ہوں کہ تمہارے یہ بت اس پانی میں غرق کیے جائیں گے۔ اور خدائے واحد کی حکومت دنیا میں قائم کی جائے گی۔ ابھی میں یہ تقریر کر ہی رہا تھا کہ مجھے معلوم ہوا کہ اسی کشتی نما بت والا جس پر میں سوار ہوں یا اسکے ساتھ کے بت والا بت پرستی کو چھوڑ کر میری باتوں پر ایمان لے آیا ہے۔ اور موحد ہو گیا ہے۔ اسکے بعد اثر بڑھنا شروع ہوا اور ایک کے بعد دوسرا اور دوسرے کے بعد تیسرا۔ اور تیسرے کے بعد چوتھا اور چوتھے کے بعد پانچواں شخص میری باتوں پر ایمان لاتا مشرکانہ باتوں کو ترک کرتا اور مسلمان ہوتا چلا جاتا ہے۔ اتنے میں ہم جھیل پار کر کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ جب ہم جھیل کے دوسری طرف پہنچ گئے۔ تو میں انکو حکم دیتا ہوں کہ ان بتوں کو جیسا کہ پیشگوئی میں بیان کیا گیا تھا۔ پانی میں غرق کر دیا جائے۔ اس پر جو لوگ موحد ہو چکے ہیں وہ بھی اور جو ابھی موحد تو نہیں ہوئے مگر ڈھیلے پڑ گئے ہیں۔ میرے سامنے جاتے ہیں اور میرے حکم کی تعمیل میں اپنے بتوں کو جھیل میں غرق کر دیتے ہیں۔ اور میں خواب میں حیران ہوں کہ یہ تو کسی تیرنے والے مادے کے بنے ہوئے تھے۔ یہ اس آسانی سے جھیل کی تہہ میں کس طرح چلے گئے۔ صرف پجاری پکڑ کر ان کو پانی میں غوطہ دیتے ہیں اور وہ پانی کی گہرائی میں جا کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اسکے بعد میں کھڑا ہو گیا اور پھر انہیں تبلیغ کرنے لگ گیا۔ کچھ لوگ تو ایمان لا چکے تھے۔

مگر باقی قوم جو ساحل پر تھی۔ ابھی ایمان نہیں لائی تھی۔ اسلئے میں نے انکو تبلیغ کرنی شروع کر دی۔ یہ تبلیغ میں انکو عربی زبان میں ہی کرتا ہوں۔ جب میں انہیں تبلیغ کر رہا ہوں تا کہ وہ لوگ بھی اسلام لے آئیں تو یکدم میری حالت میں تغیر پیدا ہوتا ہے اور مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اب میں نہیں بول رہا بلکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے اِلہامی طور پر میری زبان پر باتیں جاری کی جا رہی ہیں جیسے خطبہ اِلہامیہ تھا۔ جو حضرت مسیح موعودؑ کی زبان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے جاری ہوا۔ غرض میرا کلام اس وقت بند ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ میری زبان سے بولنا شروع ہو جاتا ہے۔ بولتے بولتے میں بڑے زور سے ایک شخص کو جو غالباً سب سے پہلے ایمان لایا تھا۔ غالباً کا لفظ میں نے اسلئے کہا کہ مجھے یقین نہیں کہ وہی شخص پہلے ایمان لایا ہو۔ ہاں غالب گمان یہی ہے کہ وہی شخص پہلا ایمان لانے والا یا پہلے ایمان لانے والوں میں سے بااثر اور مفید وجود تھا۔ بہرحال میں یہی سمجھتا ہوں کہ وہ سب سے پہلے ایمان لانے والوں میں سے ہے اور میں نے اس کا اسلامی نام عبدالشکور رکھا ہے۔ میں اسکو مخاطب کرتے ہوئے بڑے زور سے کہتا ہوں کہ جیسا کہ پیشگوئیوں میں بیان کیا گیا ہے۔ میں اب آگے جاؤں گا۔ اسلئے اے عبدالشکور تجھ کو میں اس قوم میں اپنا نائب مقرر کرتا ہوں۔ تیرا فرض ہوگا کہ میری واپسی تک اپنی قوم میں توحید کو قائم کرے اور شرک کو مٹا دے اور تیرا فرض ہوگا کہ اپنی قوم کو اسلام کی تعلیم پر عامل بنائے۔ میں واپس آ کر تجھ سے حساب لوں گا۔ اور دیکھوں گا کہ تجھے میں نے جن فرائض کی سرانجام دہی کیلئے مقرر کیا ہے۔ ان کو تو نے کہاں تک ادا کیا ہے۔ اسکے بعد وہی اِلہامی حالت جاری رہتی ہے اور میں اسلام کی تعلیم کے اہم امور کی طرف اسے توجہ دلاتا ہوں اور کہتا ہوں کہ تیرا فرض ہوگا کہ ان لوگوں کو سکھائے کہ اللہ ایک ہے اور محمد ﷺ اسکے بندہ اور رسول ہیں۔ اور کلمہ پڑھتا ہوں۔ اور اسکے سکھانے کا اسے حکم دیتا ہوں۔ پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ایمان لانے کی اور آپکی تعلیم پر عمل کرنے کی اور سب لوگوں کو اس ایمان کی طرف بلانے کی تلقین کرتا ہوں۔ جس وقت میں یہ تقریر کر رہا ہوں (جو خود اِلہامی ہے) یوں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو میری زبان سے بولنے کی توفیق دی ہے اور آپ فرماتے ہیں۔" اَنَا مُحَمَّدٌ عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ" اسکے بعد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذکر پر بھی ایسا ہی ہوتا ہے۔ اور آپؑ فرماتے ہیں۔" اَنَا الْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ " اسکے بعد میں انکو اپنی طرف توجہ دلاتا ہوں۔ چنانچہ اس وقت میری زبان پر جو فقرہ جاری ہوا۔ وہ یہ ہے۔" وَ اَنَا الْمَسِيْحُ الْمَوْعُوْدُ مَثِيْلُهٗ وَ خَلِيْفَتُهٗ" اور میں بھی مسیح موعود ہوں۔ یعنی اس کا مثیل اور اس کا خلیفہ ہوں۔

تب خواب میں ہی مجھ پر ایک رعشہ کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے اور میں کہتا ہوں کہ میری زبان پر کیا جاری ہوا۔ اور اس کا کیا مطلب ہے کہ میں مسیح موعود ہوں۔ اس وقت معاً میرے ذہن میں یہ بات آئی کہ اسکے آگے جو الفاظ ہیں کہ مَثِيْلُهٗ میں اس کا نظیر ہوں۔ وَ خَلِيْفَتُهٗ اور اُس کا خلیفہ ہوں۔ یہ الفاظ اس سوال کو حل کر دیتے ہیں۔ اور حضرت مسیح موعودؑ کے اِلہام کہ وہ حسن و احسان میں تیرا نظیر ہوگا۔ اس کے مطابق اور اسے پورا کرنے کیلئے یہ فقرہ میری زبان پر جاری ہوا ہے۔ اور مطلب یہ ہے کہ اس کا مثیل ہونے اور اس کا خلیفہ

ہونے کے لحاظ سے ایک رنگ میں میں بھی مسیح موعودؑ ہی ہوں۔ کیونکہ جو کسی کا نظیر ہوگا اور اسکے اخلاق کو اپنے اندر لے لیگا۔ وہ ایک رنگ میں اس کا نام پانے کا مستحق بھی ہوگا۔ پھر میں تقریر کرتے ہوئے کہتا ہوں میں وہ ہوں جسکے ظہور کیلئے اُنیس سوسال سے کنواریاں منتظر بیٹھی تھیں۔ اور جب میں کہتا ہوں "میں وہ ہوں جس کیلئے اُنیس سوسال سے کنواریاں اِس سمندر کے کنارے پر انتظار کر رہی تھیں" تو میں نے دیکھا کہ کچھ نوجوان عورتیں اور جو سات یا نو ہیں۔ جنکے لباس صاف ستھرے ہیں دوڑتی ہوئی میری طرف آتی ہیں۔ مجھے السلام علیکم کہتی ہیں اور ان میں سے بعض برکت حاصل کرنے کیلئے میرے کپڑوں پر ہاتھ پھیرتی ہیں اور کہتی ہیں "ہاں ہاں ہم تصدیق کرتی ہیں کہ ہم اُنیس سوسال سے آپکا انتظار کر رہی تھیں"، اِسکے بعد میں بڑے زور سے کہتا ہوں کہ میں وہ ہوں جسے علوم اسلام اور علوم عربی اور اس زبان کا فلسفہ ماں کی گود میں اُسکی دونوں چھاتیوں سے دودھ کیساتھ پلائے گئے تھے۔ رؤیا میں جو ایک سابق پیشگوئی کی طرف مجھے توجہ دلائی گئی تھی۔ اس میں یہ بھی خبر تھی کہ جب وہ موعود بھاگے گا۔ تو ایک ایسے علاقہ میں پہنچے گا جہاں ایک جھیل ہوگی اور جب وہ اس جھیل کو پار کر کے دوسری طرف جائے گا تو وہاں ایک قوم ہوگی جسکو وہ تبلیغ کریگا اور وہ اسکی تبلیغ سے متاثر ہو کر مسلمان ہو جائیگی۔ تب وہ دشمن جس سے وہ موعود بھاگے گا۔ اس قوم سے مطالبہ کریگی کہ اس شخص کو ہمارے حوالے کیا جائے مگر وہ قوم انکار کر دیگی اور کہے گی ہم لڑ کر مر جائیں گے مگر اسے تمہارے حوالے نہیں کریں گے۔ چنانچہ خواب میں ایسا ہی ہوتا ہے۔ جرمن قوم کی طرف سے مطالبہ ہوتا ہے کہ تم انکو ہمارے حوالے کر دو۔ اس وقت میں خواب میں کہتا ہوں یہ تو بہت تھوڑے ہیں اور دشمن بہت زیادہ ہے مگر وہ قوم باوجود اسکے کہ ابھی ایک حصہ اس کا ایمان نہیں لایا۔ بڑے زور سے اعلان کرتی ہے کہ ہم ہرگز انکو تمہارے حوالے کرنے کیلئے تیار نہیں ہیں۔ ہم لڑ کر فنا ہو جائیں گے مگر تمہارے اس مطالبہ کو تسلیم نہیں کریں گے تب میں کہتا ہوں۔ دیکھو وہ پیشگوئی بھی پوری ہوگئی۔ اسکے بعد میں پھر انکو ہدایتیں دیکر اور بار بار توحید قبول کرنے پر زور دیکر اور اسلامی تعلیم کے مطابق زندگی بسر کرنے کی تلقین کر کے آگے کسی اور مقام کی طرف روانہ ہو گیا ہوں۔ اس وقت میں سمجھتا ہوں۔ کہ اس قوم میں سے اور لوگ بھی جلدی جلدی ایمان لانے والے ہیں۔ چنانچہ اسی لئے میں اس شخص سے جسے میں نے اس قوم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ کہتا ہوں جب میں واپس آؤں گا تو اے عبدالشکور میں دیکھوں گا۔ کہ تیری قوم شرک کو چھوڑ چکی ہے۔ موحد ہو چکی ہے۔ اور اسلام کے تمام احکام پر کاربند ہو چکی ہے۔" (الموعود بحوالہ انوارالعلوم جلد ۱۷ صفحات ۵۵۲ تا ۵۵۹)

خواب دیکھنے کے بعد کے بیانات۔

(۶) خلیفہ ثانی صاحب ۵۔۶۔ جنوری ۱۹۴۴ء کی درمیانی رات خواب دیکھنے کے بعد ۲۸۔ جنوری ۱۹۴۴ء کے خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔

"لوگوں نے کہا اور بار بار کہا کہ آپکی ان پیشگوئیوں کے بارے میں کیا رائے ہے مگر میری یہ حالت تھی کہ میں نے سنجیدگی سے ان پیشگوئیوں کو پڑھنے کی بھی کوشش نہیں کی اس خیال سے کہ میرا نفس مجھے کوئی دھوکہ نہ دے اور میں اپنے متعلق کوئی ایسا خیال نہ کرلوں جو واقعہ کے خلاف ہو۔" (الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء صفحہ ۵ کالم ۲)

جناب ظفر اللہ صاحب! خاکسار نے خواب دیکھنے سے پہلے خلیفہ ثانی کے جو بیانات درج کیے ہیں اُن سے یہ بات بالکل عیاں ہے کہ خواب دیکھنے کے بعد جس نفس سے بچنے کی خلیفہ ثانی صاحب بات کر رہے ہیں وہ نفس تو اُن پر خلیفہ بننے کے بعد مکمل طور پر غلبہ پا چکا تھا اور اُن میں یہ شدید خواہش پیدا کر چکا تھا کہ لوگ کسی طرح یہ پیشگوئی مجھ پر چسپاں کر دیں۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کیلئے آپ نے بیانات کے ذریعہ ہر قسم کا موادلوگوں کے آگے رکھ دیا تا کہ اُنہیں اس پیشگوئی کو آپ پر چسپاں کرنے میں کوئی دقت محسوس نہ ہو۔

(۷) اسی خطبہ جمعہ میں آپ فرماتے ہیں۔

"آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔" (الفضل یکم فروری ۱۹۴۴ء صفحہ ۵ کالم ۲)

جون ۱۹۳۷ء میں خلیفہ ثانی صاحب چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کو خط میں فرماتے ہیں کہ "جہاں تک میں نے اِن پیشگوئیوں پر غور کیا ہے تو نوے (۹۰) فیصدی باتیں میرے زمانہ خلافت کی کامیابیوں سے تعلق رکھتی ہیں"۔ جنوری ۱۹۴۴ء میں خواب دیکھنے کے بعد دعویٰ کرتے وقت خطبہ جمعہ میں فرماتے ہیں۔ "آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے" جناب ظفر اللہ صاحب۔ کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ خلیفہ ثانی صاحب کے اِن دو متضاد بیانات میں سے کونسا سچا ہے اور کونسا جھوٹا؟

خلیفہ ثانی کے بیانات کے پس پردہ اُنکی مخفی خواہش۔ جناب ظفر اللہ صاحب! خلیفہ ثانی کے متذکرہ بالا بیانات سے ظاہر ہے کہ پیشگوئی مصلح موعود ہوش سنبھالتے ہی آپ کے اعصاب پر سوار تھی۔ پھر خلیفہ بننے کے بعد ۱۹۴۴ء تک جماعتی خدمات اس رنگ میں سرانجام دیتے رہے تا کہ بعد ازاں ان کامیابیوں کی بنیاد پر لوگ اُنہیں اِنکے دعوے کے بغیر ہی پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق قرار دیدیں۔ اور عجیب بات ہے کہ جب شیطان کی آنت کی طرح ایک طویل اور مبہم خواب کی بنیاد پر دعویٰ مصلح موعود کرنے لگے تو فرماتے

ہیں۔''آج میں نے پہلی دفعہ وہ تمام پیشگوئیاں منگوا کر اس نیت سے دیکھیں کہ میں ان پیشگوئیوں کی حقیقت کو سمجھوں اور دیکھوں کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں کیا کچھ بیان فرمایا ہے۔''
جناب ظفر اللہ صاحب۔ خلیفہ صاحب کے اِن تمام بیانات کو یکجائی طور پر دیکھ کر آپ خود اندازہ کر لیں کہ خلیفہ ثانی کے بیانات میں کتنا تضاد تھا اور یہ تضاد ہی اُنکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹا ہونے کی چغلی کھا رہا ہے۔ دعویٰ مصلح موعود سے پہلے جس اِنسان کے پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق ایسے وِچار ہوں تو پھر ایسے اِنسان کا مندرجہ بالا خواب (بلی کو چھچھڑوں کے خواب) کی طرح کا کوئی خواب دیکھ لینا نہ صرف ممکن بلکہ وہ ایسا خواب ضرور دیکھے گا ؎ مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اِشارہ

خلیفہ ثانی کے خواب کی حقیقت۔ جناب ظفر اللہ صاحب۔ خلیفہ ثانی صاحب کی متذکرہ بالا خواب میں یا بقول اُنکے جو اُنہیں اِلہام ہوا تھا اس میں اس بات کا کوئی ایسا اِشارہ تک بھی نہیں پایا جاتا جس سے یہ قطعی طور پر ظاہر ہو کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی دعا کی قبولیت کے نتیجہ میں خواب بین کو موعود زکی غلام بنایا ہے۔ یا کم از کم خواب میں خواب بین کا کوئی ایسا فعل ظاہر نہیں ہوا جس سے پتہ چلے کہ اللہ تعالیٰ نے خواب بین کو محض اپنے فضل سے یا حضورؑ کی دعا کے نتیجہ میں بطور خاص موعود غلام کی بنیادی صفت'' زکی'' کے مطابق پاک اور نیک بنایا ہے۔ طویل خواب کا مطالعہ کرنے سے یہ ایک بے مقصد اور مہمل سی خواب لگتی ہے اور پھر خواب سے پہلے اور خواب کے بعد خلیفہ ثانی کے بیانات کا جائزہ لینے کے بعد قاری کو خواب کے نفسانی ہونے کا صرف شبہ ہی نہیں بلکہ اس کا قطعی یقین بھی ہو جاتا ہے۔

جھوٹے مُلہم کیلئے قرآن مجید میں وعید۔ جناب ظفر اللہ صاحب۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں آنحضرت ﷺ کے ذکر میں فرماتا ہے۔
''وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْاَقَاوِيْلِo لَاَخَذْ نَا مِنْهُ بِالْيَمِيْنِo ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِيْنَo فَمَا مِنْكُمْ مِّنْ اَحَدٍ عَنْهُ حٰجِزِيْنَo'' (سورۃ الحاقہ آیات نمبر ۴۵ تا ۴۸) ترجمہ۔ اور اگر یہ شخص (محمد ﷺ) ہماری طرف جھوٹا اِلہام منسوب کر دیتا، خواہ ایک ہی ہوتا۔ تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے۔ اور اس کی رگ جان کاٹ دیتے۔ اور اس صورت میں تم میں سے کوئی نہ ہوتا جو اِسے درمیان میں حائل ہو کر (خدا کی پکڑ سے) بچا سکتا۔ (ترجمہ از تفسیر صغیر)
اِن آیات اِلٰہی کی روشنی میں حضرت مہدی و مسیح موعودؑ جھوٹے مدعی اِلہام کے متعلق فرماتے ہیں:۔
''اِسی وجہ سے میں بار بار کہتا ہوں کہ صادق کیلئے آنحضرت ﷺ کی نبوت کا زمانہ نہایت صحیح پیمانہ ہے اور ہرگز ممکن نہیں کہ کوئی شخص جھوٹا ہو کر اور خدا پر اِفترا کر کے آنحضرت ﷺ کے زمانہ نبوت کے موافق یعنی تیئیس (۲۳) برس تک مہلت پا سکے ضرور ہلاک ہوگا۔'' (اربعین نمبر ۴ (دسمبر ۱۹۰۰ء) بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)
جناب ظفر اللہ صاحب! واضح رہے کہ صادقوں کو مخالفین اور کفار اَیذ یتیں دیا کرتے ہیں بلکہ بعض اوقات اُنکے ہاتھوں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور مصلحین شہید بھی ہوئے ہیں۔ لیکن دنیائے مذہب میں ہمیں کسی ایک صادق کی بھی ایسی مثال نہیں ملتی کہ کفار کے ہاتھوں اُسکی شہ رگ قطع ہوئی ہو۔ جھوٹے مدعی اِلہام کی شہ رگ کا قطع ہو جانا اُسکے مفتری ہونے کا واضح ثبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں ایسے لوگوں کیلئے یہ سزا مقرر کر چھوڑی ہے اور اس سے کسی بھی متقی مسلمان کو مَفَر نہیں۔ اب قرآن مجید کی روشنی میں زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات سے یہ حقیقت اظہر من الشمس ہے کہ خلیفہ ثانی نے حلف اُٹھا کر جو دعویٰ مصلح موعود کیا تھا وہ دعویٰ قطعی طور پر ایک جھوٹا دعویٰ تھا۔ اب سوال یہ ہے کہ آیا خلیفہ ثانی مفتری علی اللہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کی مقرر کردہ سزا کی زد میں آئے تھے یا کہ نہیں۔؟ خاکسار یہاں عرض کرتا ہے کہ متذکرہ بالا قطع وتین کا یہ قرآنی فرمان اپنی قہری تجلی کیساتھ خلیفہ ثانی کی ذات میں پورا ہوا اور تاریخ احمدیت میں یہ ایک ایسا منفرد واقعہ ہے جس سے کسی احمدی کیلئے اِنکار ممکن نہیں۔ خلیفہ ثانی کے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے دس سال بعد یعنی دس (۱۰) مارچ ۱۹۵۴ء کے دن آیاتِ مذکورہ بالا کی وعید جس طرح پوری ہوئی اُسکی تفصیل مولوی ابُو العطاء صاحب جالندھری مدیر ''الفرقان'' کے الفاظ میں درج ذیل ہے۔

خلیفہ ثانی کی شہ رگ پر قاتلانہ حملہ۔ ''مورخہ ۱۰۔ مارچ ۱۹۵۴ء بروز بدھ قریباً پونے چار بجے مسجد مبارک ربوہ میں نماز عصر پڑھا کر ہمارے امام ہمام حضرت امیر المومنین مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایدہ اللہ بنصرہ واپس تشریف لے جا رہے تھے کہ محراب کے دروازہ پر اچانک ایک اجنبی نوجوان (مُسمّٰی عبد الحمید ولد منصب دار قوم جٹ چک نمبر ۲۲۰ جج والا تھانہ صدر لائلپور (فیصل آباد) سابقہ وطن تھانہ کرتار پور تحصیل و ضلع جالندھر) نے پیچھے سے جھپٹ کر آپ پر چاقو سے حملہ کر دیا۔ چاقو کا یہ وار حضور ایدہ اللہ بنصرہ کی گردن پر شہ رگ کے قریب دائیں طرف پڑا جس سے گہرا گھاؤ پڑ گیا۔ (دراصل چاقو کا یہ وار گردن پر شہ رگ کے قریب نہیں پڑا تھا بلکہ اس سے شہ رگ قطع ہو گئی تھی۔ اِسکی تفصیل آگے آئے گی۔ ناقل) حملہ آور نے دوسرا وار بھی کیا مگر محمد اقبال صاحب محافظ کے درمیان میں آ جانے کے باعث اِس مرتبہ حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ بنصرہ کی بجائے چاقو اُسے جا لگا اور وہ زخمی ہو گیا۔ نمازیوں نے حملہ آور کو پکڑنے کی کوشش کی اور کافی جدوجہد کے بعد اُسے قابو میں لایا گیا اور اس کوشش میں بعض دوسرے بھی زخمی ہوئے۔۔۔۔ حضرت امام جماعت احمدیہ زخم لگنے کے فوراً بعد بہتے خون کیساتھ چند احباب کے سہارے سے اپنے مکان میں تشریف لے گئے۔ خون کو ہاتھ سے روکنے کی پوری کوشش کے باوجود تمام راستہ میں اور سیڑھیوں پر خون مسلسل بہتا گیا، جس سے حضور کے تمام کپڑے، کوٹ، مفلر، سویٹر، قمیض، دو بنیانیں اور شلوار خون سے تر بہ تر ہو گئے۔ حضور کیساتھ چلنے والے بعض خدام کے کپڑوں

پر بھی مظلوم امام کے مقدس خون کے قطرات گرے (خاکسار اُبوالعطا کے کوٹ، پاجامہ اور پگڑی پر بھی اس پاک خون کے قطرات پڑے ہیں) مکان پر پہنچ کر اِبتدائی مرہم پٹی جناب ڈاکٹر صاحبزادہ منور احمد صاحب ایم بی بی ایس اور جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب نے کی۔اور زخم کو صاف کر کے اور ٹانکے لگا کر سی دیا۔اِبتداء میں یہ خیال تھا کہ زخم پون انچ گہرا اور تین انچ چوڑا ہے۔لیکن جب رات کو لاہور سے مشہور سرجن جناب ڈاکٹر ریاض قدیر صاحب تشریف لائے اور اُنہوں نے زخم کی حالت دیکھ کر ضروری سمجھا کہ ٹانکے کھول کر پوری طرح مُعائنہ کیا جائے تو معلوم ہوا کہ زخم بہت زیادہ خطرناک اور سوا دو انچ گہرا اور شاہ رگ کے بالکل قریب تک پہنچا ہوا ہے۔محترم ڈاکٹر صاحب نے اپنی خداداد مہارت سے کام لے کر قریباً سوا گھنٹہ لگا کر زخم کا آپریشن کیا اور اندر کی شریانوں کا منہ بند کر کے باہر ٹانکے لگا دیئے۔۔۔‘‘(تاریخ احمدیت جلد ۷ صفحات ۲۳۰ تا ۲۳۱)

زخم شہ رگ کے قریب تھا یا کہ قطع وتین ہوگئی تھی۔؟ چاقو کا یہ زخم کافی لمبا اور گہرا تھا لیکن بعد ازاں دھیرے دھیرے یہ زخم وقت کیساتھ جلد مندمل ہوتا گیا۔زخم کے مندمل ہو جانے کے باوجود خلیفہ صاحب ہمہ وقت بے چین رہتے تھے۔حملہ کے ایک سال بعد اُنہوں نے اپنا مکمل چیک اَپ کروانے کیلئے یورپ جانے کا فیصلہ کیا۔بعد ازاں یورپ میں زیورچ، ہمبرگ اور لندن کے چوٹی کے سرجنوں نے اِن کے زخم کا اِنتہائی جدید ایکس ریز کیساتھ تفصیلی معائنہ کیا۔جیسا کہ چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی کتاب کے درج ذیل حوالہ سے ظاہر ہے:۔

"He was examined very thoroughly by top experts in Zurich,Hamburg and London with such assistance as could be drawn from X-ray impressions,etc., and the unanimous conclusion was that the point of the knife had broken at the jugular vein and was embedded in it.The expert advice was that no attempt should be made to extricate it as the risk to his life involved in any such operation was too serious to be worth taking."(Ahmadiyyat,*the renaissance of Islam*-page No 332 / Tabshir Publications/1978)

’’تینوں بڑے شہروں زیورچ، ہمبرگ اور لندن کے ماہر سرجنوں کی ایکس ریز کے ذریعے اُن کا معائنہ کرنے کے بعد متفقہ رائے یہ تھی کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک ٹوٹ کر شہ رگ میں دھنس گئی ہے۔ماہرین کی یہ رائے تھی کہ اگر ٹوٹی ہوئی نوک شہ رگ سے نکالنے کی کوشش کی گئی تو مریض کی زندگی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے‘‘۔لہٰذا اُنہوں نے شہ رگ میں دھنسی ہوئی یہ چاقو کی نوک نہیں نکالی۔بعد ازاں دن بدن خلیفہ ثانی کی صحت گرتی گئی۔فالج بھی ہوگیا۔شہ رگ پر حملے کے گیارہ سال آٹھ ماہ تکلیف میں گزار کر بالآخر ۸۔نومبر ۱۹۶۵ء کو وہ فوت ہوگئے۔آگے جانے سے پہلے رسالہ اربعین ہی سے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا ایک اور ارشاد یہاں نقل کیا جاتا ہے۔آپؑ فرماتے ہیں۔

’’اور قرآن شریف میں صدہا جگہ اِس بات کو پاؤ گے کہ خدا تعالیٰ مفتری علی اللہ کو ہرگز سلامت نہیں چھوڑتا اور اِسی دنیا میں اِس کو سزا دیتا ہے اور ہلاک کرتا ہے۔‘‘(اربعین بحوالہ روحانی خزائن جلد ۱۷ صفحہ ۴۳۴)

جیسا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ فرماتے ہیں کہ کوئی بھی مفتری علی اللہ (جھوٹا مدعی اِلہام) آنحضرت ﷺ کی طرح دعویٰ کے بعد تیئیس (۲۳) سال کا زمانہ نہیں پاسکتا۔اِسی طرح حضورؑ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں کہ مفتری علی اللہ کو اللہ تعالیٰ نہ صرف ہلاک کرتا ہے بلکہ اِسے سزا بھی دیتا ہے۔اگر کوئی قادیانی یہ اعتراض کرے کہ خلیفہ ثانی اس حملے کے نتیجہ میں فوت نہیں ہوئے تھے۔؟ تو جواباً عرض ہے (اولاً) اگر کسی جھوٹے شخص کی شہ رگ کاٹ کر اللہ تعالیٰ اُسے موقعہ پر ہی ہلاک کر دے تو اس سے مذکورہ بالا آیات میں اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہموں کو جو وعید سنائی ہے اُسکی غرض و غایت پوری نہیں ہوسکتی۔وہ اِس طرح کہ جھوٹے ملہم کی ہلاکت (بیشک یہ ہلاکت شہ رگ کے کٹنے سے ہی ہوئی ہو) کے بعد اُس کے مرید تو اُسے مظلوم امام یا شہید اور نہ جانے کیا کیا بناتے پھریں گے لہٰذا اِس طرح ضروری ہوا کہ اللہ تعالیٰ ایسے مفتری کو نہ صرف تیئیس (۲۳) سال سے کم عرصہ میں ہلاک کرے بلکہ اُسے اذیت ناک سزا بھی دے تاکہ اُسکے مرید اُسے شہید اعظم وغیرہ نہ بنا سکیں۔(ثانیاً) خلیفہ ثانی صاحب اس حملہ کے فوراً بعد اگر ہلاک ہوجاتے تو پھر لوگوں کو کس طرح پتہ چل سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹے ملہم کیلئے اپنی مقرر کردہ سزا کے مطابق اُسکی شہ رگ قطع کر دی تھی۔اللہ تعالیٰ نے اِس حقیقت سے پردہ اُٹھانے کیلئے خلیفہ ثانی کو موقعہ پر مرنے سے بچا کر اُنکے طبی معائنوں کے ذریعے قطع وتین کا یہ عبرت ناک ثبوت لوگوں کو دکھا دیا۔فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ۔

جناب محمد ظفر اللہ خاں صاحب!۔۔۔آپ سے سوال ہے کہ اگر خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود سچا تھا تو ۱۰۔مارچ ۱۹۵۴ء کے دن اللہ تعالیٰ کی مدد اُنکے شامل حال کیوں نہ ہوئی اور کیوں جھوٹے ملہم کے متعلق قطع وتین کا قرآنی فرمان اپنی قہری تجلی کیساتھ اُس کی ذات میں پورا ہوا۔۔۔؟؟؟؟؟؟؟

خلیفہ ثانی صاحب کا انجام۔اپنے جھوٹے دعویٰ مصلح موعود کے نتیجے میں پہلے خلیفہ ثانی پر قاتلانہ حملے کے نتیجہ میں اُسکی شہ رگ قطع ہوگئی۔بعد ازاں وہ مفلوج ہوکر آہستہ

آہستہ عبرت کا نشان بنتا چلا گیا۔ وہ دماغی طور پر بھی اور جسمانی طور پر بھی اَپاہج ہو کر کم وبیش دس سال بستر مرگ پر ایڑیاں رگڑتا رہا۔ زندگی کے آخری دس سالوں میں جماعتی اُمور سے عملاً لاتعلق ہو چکا تھا۔ بطور یاددہانی دوبارہ عرض کرتا ہوں کہ یہ بیانات اور تاثرات میرے نہیں بلکہ خلیفہ ثانی صاحب کے اپنے ہیں جو آپ ہی کے جاری کردہ مؤقر روزنامہ الفضل میں شائع ہوئے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

(ا) ''مجھ پر فالج کا حملہ ہوا اور اب میں پاخانہ پیشاب کیلئے بھی اِمداد کا محتاج ہوں دو قدم بھی چل نہیں سکتا۔'' (الفضل ۱۲۔ اپریل ۱۹۵۵)

(اا) ''۲۶۔ فروری کو مغرب کے قریب مجھ پر بائیں طرف فالج کا حملہ ہوا اور تھوڑے وقت کیلئے میں ہاتھ پاؤں سے معذور ہو گیا۔ دماغ کا عمل معطل ہو گیا اور دماغ نے کام کرنا چھوڑ دیا۔'' (الفضل ۲۶۔ اپریل ۱۹۵۵)

(ااا) میں اِس وقت بالکل بیکار ہوں۔ اور ایک منٹ نہیں سوچ سکتا۔'' (۲۶۔ اپریل ۱۹۵۵ء)

اب خلاصۂ عرض کرتا ہوں کہ قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلقہ مبشر اِلہامات کی روشنی میں یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضورؑ کی نرینہ اولاد کو پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے ویسے ہی باہر کر دیا تھا اور سنت اللہ کے مطابق حضورؑ کا کوئی بھی لڑکا مصلح موعود نہیں ہو سکتا۔ (۱) خلیفہ ثانی صاحب نے دسمبر ۱۹۴۴ء میں حلفاً جھوٹا دعویٰ مصلح موعود کیا تھا۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۲) ۱۰۔ مارچ ۱۹۵۴ء کو بوقت پونے چار بجے اُسکی شہ رگ پر قاتلانہ حملہ ہوا تھا۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۳) یورپ کے تین بڑے شہروں کے سرجنوں نے متفقہ طور پر یہ فیصلہ دیا تھا کہ چاقو کے بلیڈ کی نوک شہ رگ میں دھنسی ہوئی ہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۴) قطع وتین یعنی شہ رگ کے کٹنے کے نتیجے میں وہ مفلوج ہو گئے تھے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۵) قریباً دس سال تک بستر مرگ پر اَپاہج ہو کر لیٹے رہے۔ کیا یہ جھوٹ ہے؟ (۶) مرزا محمود احمد کے اپنے بیانات بھی کیا جھوٹ ہیں؟ ہرگز نہیں۔ اِس طرح مرزا محمود احمد کے بدانجام نے اُسکے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے۔ (۷) خلیفہ ثانی صاحب کے دعویٰ مصلح موعود کے جھوٹے ہونے کے بارے میں ایک اور اہم ثبوت کے ضمن میں عرض ہے کہ خلیفہ صاحب کے بقول آپ کو ۱۹۴۲ء میں آپکے خوش کن اور بہترین انجام کے سلسلہ میں ایک اِلہام ہوا تھا۔ آپ لکھتے ہیں۔

''اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔ کہ اُس نے مجھے یہ خوشخبری دی ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے کاموں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام نہایت خوشکن ہوگا۔ چنانچہ ۱۹۴۲ء میں اللہ تعالیٰ نے مجھے اِلہاماً فرمایا؛۔ مَوْتُ حَسَنٍ مَوْتٌ حَسَنٌ فِيْ وَقْتٍ حَسَنٍ کہ حسن کی موت بہترین موت ہوگی اور ایسے وقت میں ہوگی جو بہترین ہوگا۔ اس اِلہام میں مجھے حسنؓ کا بروز کہا گیا ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ میری ذات کیساتھ تعلق رکھنے والی پیشگوئیوں کو پورا کرے گا۔ اور میرا انجام بہترین انجام ہوگا۔ اور جماعت میں کسی قسم کی خرابی پیدا نہ ہوگی۔ فالحمدللہ علیٰ ذالک۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ ۱۷۵)

خان صاحب۔ اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کے اپنے اِلہام کے مطابق کیا آپ کا انجام خوش کن اور بہترین انجام ہوا تھا؟ ہرگز نہیں۔ واضح ہو کہ اللہ تعالیٰ جو ہر بات پر قدرت اور طاقت رکھتا ہے نے خلیفہ ثانی کو خوش کن اور بہترین انجام کی بجائے بدانجام سے دوچار کر کے کیا اُنکے اِلہاموں کی حقیقت واضح نہیں کر دی؟ اور اس طرح جب خلیفہ ثانی صاحب کا اپنے انجام کے متعلق اِلہام نفسانی ثابت ہو گیا تو پھر آپکی خواب اور اس میں جو آپ کو اِلہام ہوا تھا اُس کا کیا اعتبار ہے۔؟؟؟ ۔ کافی ہے سوچنے کو اگر اہل کوئی ہے

بشیر ثانی یعنی بشیر الدین محمود احمد کا پیشگوئی مصلح موعود سے تعلق۔ جناب ظفر اللہ صاحب! جیسا کہ خاکسار پہلے بھی بیان کر چکا ہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی دو (۲) پیشگوئیوں پر مشتمل تھی۔ یعنی (۱) ایک ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' اور دوسرا (۲) ''زکی غلام''۔ اس اِلہامی پیشگوئی مصلح موعود میں حضورؑ کے ایک جسمانی لڑکے کی پیشگوئی بطور فرع (شاخ) شامل تھی مثلاً۔ ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں وعدہ فرمایا تھا کہ ''وہ لڑکا تیرے ہی تخم سے تیری ہی ذریت ونسل ہوگا''۔

پیشگوئی مصلح موعود کے اس حصے کا مصداق (اولاً) حضورؑ کا پہلا لڑکا بشیر احمد اوّل تھا۔ اللہ تعالیٰ نے بشیر احمد اوّل کو وفات دے کر حضورؑ کو اِسکے مثیل کی بشارت دیدی۔ بشیر احمد اوّل کی وفات کے بعد ۱۲۔ جنوری ۱۸۸۹ء کو بشیر ثانی یعنی مرزا بشیر الدین محمود احمد کی پیدائش ہوئی۔ حضورؑ نے بطور تفاؤل اس کا نام بشیر الدین محمود احمد رکھا اور اس طرح پیشگوئی مصلح موعود کا ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' سے متعلقہ حصہ بطور مثیل بشیر الدین محمود احمد کی طرف منتقل ہو گیا۔ خاکسار ان تمام حقائق کی پہلے وضاحت کر چکا ہے۔ لیکن خلیفہ ثانی صاحب نے مصلح موعود کا دعویٰ کر کے (اِلہامی پیشگوئی کے ''وجیہہ اور پاک لڑکا'' کے حصہ سے تجاوز کر کے) مین (main) پیشگوئی مصلح موعود پر عملاً قبضہ کر لیا۔ خاکسار نے اپنی کتاب (غلام مسیح الزماں) کے پہلے حصے ''اِلہامی پیشگوئی کا تجزیہ'' کے دوسرے باب جس کا عنوان غلام مسیح الزماں ہے میں کامل طور پر ثابت کیا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد مثیل بشیر احمد اوّل تھے۔ اگر خلیفہ ثانی صاحب تقویٰ کی راہوں پر چلتے ہوئے اپنے دعویٰ کو مثیل بشیر احمد اوّل یعنی وجیہہ اور پاک لڑکا تک محدود رکھتے تو وہ ''ولو تقول علینا'' کی گرفت میں ہرگز نہ آتے اور نہ ہی جماعت احمدیہ میں پیشگوئی مصلح موعود کے متعلق فساد پیدا ہوتا۔ لیکن وہ جانتے تھے کہ اگر اُنہوں نے ایسا نہ کیا تو اُن کا ہزار سالہ خاندانی مذہبی حکومت کا خواب پورا نہیں ہوگا۔ لہٰذا میرے خیال میں اُنہوں نے جان بوجھ کر مصلح موعود (زکی غلام) کا دعویٰ کر کے اس اِلہامی پیشگوئی پر قبضہ جمایا اور یہی جرم اُنکی سزا کا موجب بنا۔

جناب ظفر اللہ صاحب۔ ہوسکتا ہے باقی لوگوں کی طرح آپکے ذہن میں بھی یہ سوال پیدا ہو کہ اگر مرزا بشیر الدین محمود احمد کا دعویٰ مصلح موعود غلط تھا اور اُس نے اِلہامی پیشگوئی کے متعلق یہ جرم کیا تھا تو اُس نے بہت سارے جو کارنامے سرانجام دیئے ہیں اور جماعت کو جو ترقی دی تھی۔ اِس مجرم کے ہاتھوں یہ کارنامے کیسے سرانجام پا گئے۔؟ جواباً عرض ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد میں بطور موعود جسمانی لڑکا وہ صلاحیتیں موجود تھیں جن کی وجہ سے اُنکی طویل قیادت کے دوران جماعت نے خاطر خواہ ترقی کی تھی۔ ثانیاً۔ اُنکے طویل دور خلافت میں جو جماعت احمدیہ کو ترقیاں نصیب ہوئی تھیں یہ ترقیاں افرادِ جماعت کی اجتماعی کاوشوں کا بھی نتیجہ تھیں۔ لیکن جب اُس نے اِن اجتماعی جماعتی کامیابیوں کو بنیاد بنا کر ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تو پھر اُس نے اِس جرم کی سزا بھی پائی۔ جناب ظفر اللہ صاحب۔ خلیفہ ثانی نے پیشگوئی مصلح موعود کے سلسلہ میں جو زیادتی کی تھی خاکسار اِسکی وضاحت ایک تمثیل کے رنگ میں کرتا ہے۔ ہم سبھی جانتے ہیں کہ عیسائیوں کا حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کے متعلق یہ عقیدہ ہے کہ وہ نعوذ باللہ خدا تعالیٰ کا بیٹا تھا۔ حالانکہ حضرت مسیح ناصری نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا۔ فرض کریں کہ اگر نعوذ باللہ بشیر الدین محمود احمد کی طرح وہ نبی اور رسول ہونے کیساتھ ساتھ حلفاً یہ دعویٰ بھی کر لیتے کہ وہ ابن اللہ ہیں۔ تمام یہودی اُن کا یہ دعویٰ تسلیم بھی کر لیتے۔ وہ اپنے وقت میں یہودیت کو بہت ترقی بھی دیتے تو پھر کیا وہ اس طرح ابن اللہ بن جاتے۔؟ ہرگز نہیں۔ اگر حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کوئی ایسا دعویٰ کرتے تو اس حالت میں ہم مسلمان قرآن کریم کی روشنی میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوتے کہ اُن کا نبی اور رسول ہونے کا دعویٰ تو سچا تھا لیکن اُنہوں نے ابن اللہ ہونے کا جھوٹا دعویٰ کیا تھا۔ لیکن حضرت مسیح ابن مریم نے ایسا کوئی دعویٰ نہیں کیا تھا۔ ابن اللہ ہونے کا دعویٰ عیسائیوں نے جھوٹے طور پر اُسکی طرف منسوب کر رکھا ہے۔ لیکن خلیفہ ثانی صاحب کا معاملہ بالکل اُلٹ ہے۔ اُنہوں نے نہ صرف حلفاً جھوٹا دعویٰ کیا بلکہ جبراً افراد جماعت سے اپنے دعوے کو منوایا بھی ہے۔

جماعت احمدیہ کا اَلمیہ۔ جناب محمد ظفر اللہ خاں صاحب۔ جس طرح عالم اسلام میں حضرتِ مسیح ناصری کے زندہ بجسم عنصری آسمان پر اُٹھائے جانے کے خیال کے متعلق صدیوں تک کسی کو یہ خیال تک بھی نہ آیا کہ ہم اِس عقیدہ کو کم از کم قرآنِ مجید کی روشنی میں پرکھ کر تو دیکھیں کہ آیا یہ عقیدہ درست بھی ہے یا کہ نہیں۔؟ بعینہٖ ہمارا جماعتی المیہ بھی یہ رہا ہے کہ ہم سمجھتے رہے کہ ۲۰۔ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں اللہ تعالیٰ نے حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کو ایک لڑکے کی خبر دی تھی اور اِس سے آگے غور و فکر کرنے کو یا تو ہم نے گناہ سمجھا یا ہمیں گناہ سمجھنے پر مجبور کر دیا گیا۔ ہم نے زکی غلام کے متعلق مبشر الہامات پر نہ کبھی غور و فکر کیا اور نہ ہی یہ دیکھنے کی کبھی زحمت گوارا کی کہ قرآنِ مجید کی روشنی میں یہ مبشر کلام ہمیں کیا پیغام دے رہا ہے۔؟ ہم بشیروں سے باہر نہ نکلے۔ ہم یہ خیال کرتے رہے کہ اگر یہ موعود لڑکا بشیر اوّل نہیں تو پھر ضرور یہ بشیر ثانی ہوگا اور اگر بشیر ثانی نہیں تو پھر ضرور کوئی بشیر ثالث ہوگا وغیرہ وغیرہ۔ ہمارا ایسا خیال کرنا قطعی طور پر غلط تھا کیونکہ قرآن کریم کی روشنی میں زکی غلام کے متعلق الہامی بشارات ہماری یہ راہنمائی فرماتی ہیں کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا کوئی بھی جسمانی لڑکا پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت میں نہیں آتا اور اس طرح آنیوالا مصلح موعود دراصل حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کا اُسی طرح روحانی فرزند ہے جس طرح آپؑ بذاتِ خود آنحضرت ﷺ کے روحانی فرزند تھے۔ اُدھر مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفہ ثانی بننے کے بعد تاک میں بیٹھ گئے اور وہ مصلح موعود بننے کے خبط میں مبتلا تھے۔ اُنہوں نے آؤ دیکھا نہ تاؤ موقعہ ملتے ہی ۱۹۴۴ء میں مصلح موعود ہونے کا دعویٰ جما دیا۔ مزید یہ ظلم کیا کہ دعویٰ کرنے کے بعد اِس الہامی پیشگوئی کا اکاونٹ (account) بند کر دیا اور کم از کم جماعت احمدیہ قادیان گروپ میں کسی احمدی کو اِس پیشگوئی پر غور و فکر کرنے یا اس پر کوئی سوال کرنے سے روک دیا گیا۔ عجیب بات ہے کہ جناب خلیفہ ثانی صاحب کا یہ دعویٰ ایک ایسا دعویٰ تھا جس کی تکذیب نہ صرف قرآن مجید کرتا ہے بلکہ حضرت بانئے سلسلہ کے مبشر الہامات کے علاوہ جون جولائی ۱۹۰۸ء میں رسالہ تشحیذ الاذہان میں شائع شدہ اُنکے اپنے بیانات بھی اِسکی تردید کر رہے ہیں۔ خلیفہ ثانی صاحب قرآن مجید کی تفسیر کبیر تو لکھتے رہے لیکن اُنہیں یہ پتہ نہ چلا کہ زکی غلام کے متعلق مبشر الہامات نے قرآن کریم کی روشنی میں اُسے تو ویسے ہی پیشگوئی مصلح موعود کے دائرہ بشارت سے باہر کر دیا ہے۔

ظفر اللہ صاحب! یہ بات یاد رہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی اتنی عام فہم اور سیدھی سادھی نہیں جتنی کہ یہ سمجھ لی گئی تھی۔ جب آنحضور ﷺ کے متعلق جو پیشگوئی توریت میں بیان ہوئی ہے اِس میں یہودیوں اور نصاریٰ کی آزمائش ہو چکی ہے۔ اور جو پیشگوئی آپ ﷺ نے اپنے روحانی فرزند (حضرت مہدی مسعود و مسیح موعود) کے متعلق بیان فرمائی تھی اس میں بھی مسلمانوں کی سخت آزمائش ہو چکی ہے تو پھر حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کے زکی غلام (مصلح موعود) سے متعلق اِلہامی پیشگوئی اِمتحان سے خالی کیونکر ہو سکتی تھی۔؟ میں اللہ تعالیٰ کے بڑے واضح انکشافات کی روشنی میں آپ سب سے واشگاف الفاظ میں کہتا ہوں کہ خلیفہ ثانی مصلح موعود نہیں تھے اور اُن کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر ایک جھوٹا اور سیاسی دعویٰ تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنی سنت کے خلاف اُنہیں مصلح موعود بنا ہی نہیں سکتا تھا؟ یہ بات کبھی نہیں بھولنی چاہیے اور ہمارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے ہمیں بارہا فرمایا ہے کہ ایسی پیشگوئیاں یُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا وَّيَهْدِيْ بِهٖ كَثِيْرًا (البقرہ۔ ۲۷) کا مصداق ہوتی ہیں۔ ایسی پیشگوئیوں کے متعلق آپؑ اِرشاد فرماتے ہیں:۔

پیشگوئیوں کے متعلق حضرت مہدی و مسیح موعودؑ کی زرّیں نصائح

''دراصل بات یہ ہے کہ بسااوقات انبیاءعلیہ السلام اور دوسرے ملہمین پر ایسے اُمور ظاہر کیے جاتے ہیں کہ وہ اِسرار اِستعارات کے رنگ میں ہوتے ہیں اور انبیاءعلیہ السلام اِن کو اِسی طرح لوگوں پر ظاہر کر دیتے ہیں جس طرح وہ سنتے یاد یکھتے ہیں اور ایسا بیان کرنا غلطی میں داخل نہیں ہوتا کیونکہ اِسی رنگ اور طرز سے وحی نازل ہوتی ہے اور یہ بھی ضروری نہیں ہوتا کہ اِلہامی اور کشفی پیشگوئیوں کے تمام اِستعارات کا نبی کو علم دیا جائے کیونکہ بعض اِبتلا جو پیشگوئیوں کے ذریعہ سے کسی زمانہ کیلئے مقدر ہوتے ہیں۔ وہ علم کی اشاعت کی وجہ سے قائم نہیں رہ سکتے اور یہ بھی ممکن ہے کہ پیشگوئیوں کے بعض اِسرار سے نبیوں کو اطلاع دی جائے مگر اُن کو اِن اسرار کے اَفشاء سے منع کیا جائے۔ بہرحال یہ اُمور نبوت کی شان سے ہرگز منافی نہیں ہیں کیونکہ کامل اور غیر محدود علم خداتعالیٰ کی ذات سے خاص ہے۔'' (ایام الصلح (۱۸۹۸ء)/ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۲۷۶)

پھر اِن سب باتوں سے بڑھ کر یہ بات کہ خود آنحضورﷺ نے پیشگوئیوں کے معاملہ میں اِجتہادی غلطی کو خارج از اِمکان قرار نہیں دیا۔ بلکہ خود آپﷺ کو بھی اِس قسم کے بشری سہو کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ آنحضرتﷺ کی ایک مبارک خواب کا ذکر فرماتے ہوئے لکھتے ہیں۔

''قال ابو موسٰی عن النبی صلی الله علیه و سلم رئیت فی المنام انی أهاجرمن مکة الی ارض بها نخل فذهب وهلی الی انها الیمامة او هجر فاذا هی المدینة یثرب(بخاری جلد ثانی باب هجرت النبی صلعم واصحابه الی المدینة) یعنی ابوموسٰی نے آنحضرتﷺ سے روایت کی ہے کہ آنحضرتﷺ نے فرمایا کہ میں نے خواب میں دیکھا کہ میں نے مکہ سے ایک ایسی زمین کی طرف ہجرت کی ہے جس میں کھجوروں کے درخت ہیں۔ پس میرا خیال اِس طرف گیا کہ وہ زمین یمامہ یا زمین ہجر ہے مگر وہ مدینہ نکلا یعنی یثرب۔ اب دیکھو آنحضرتﷺ نے جن کی رؤیا وحی ہے اور جن کا اِجتہاد سب اِجتہادوں سے اسلم اور اقویٰ اور اصح ہے اپنی رؤیا کی یہ تعبیر کی تھی کہ یمامہ یا ہجر کی طرف ہجرت ہوگی۔ مگر وہ تعبیر صحیح نہ نکلی۔'' (براہین احمد یہ حصہ پنجم (۱۹۰۵ء)/ روحانی خزائن جلد ۲۱ صفحات ۱۶۸۔۱۶۹)

جناب ظفراللہ صاحب! پیشگوئیوں کے سلسلہ میں حضورؑ مزید فرماتے ہیں:۔

(۱) ''ایسا ہی آپ (ﷺ) نے اُمت کے سمجھانے کے لیے بعض پیشگوئیوں کے سمجھنے میں خود اپنا غلطی کھانا بھی ظاہر فرمایا۔ اب کیا یہ تعلیم نبوی کافی نہیں اور کیا یہ تعلیم با آواز بلند نہیں بتلا رہی کہ پیشگوئیوں پر اجمالی طور پر اِیمان لاؤ اور اُن کی اصل حقیقت حوالہ بخدا کرو۔ اُمت محمدیہ میں تفرقہ مت ڈالو اور تقویٰ کا طریق اختیار کرلو۔'' (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء)/ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۰)

(۲) ''صوم اور صلوٰۃ کی طرح پیشگوئی کو بھی ایک حقیقت منکشفہ سمجھنا بڑی غلطی اور بڑا بھاری دھوکہ ہے۔ یہ احکام تو وہ ہیں جو آنحضرتﷺ نے کر کے دکھلا دیئے اور بکلی اِن کا پردہ اُٹھا دیا۔ مگر کیا اِن پیشگوئیوں کے حق میں بھی آنحضرتﷺ نے یہی فرمایا ہے۔ کہ یہ من کل الوجوہ مکشوف ہیں اور ان میں کوئی ایسی حقیقت اور کیفیت مخفی نہیں جو ظہور کے وقت سمجھ آ سکے۔ اگر کوئی حدیث صحیح موجود ہے تو کیوں پیش نہیں کی جاتی۔ آپ لوگ ہمارے نبی کریمﷺ سے زیادہ علم و فراست نہیں رکھتے۔ صحیح بخاری کی حدیث کو دیکھو کہ جب آنحضرتﷺ کو ایک ابریشم کے ٹکڑے پر حضرت عائشہ صدیقہ کی تصویر دکھائی گئی کہ تیرے نکاح میں آوے گی۔ تو آپ نے ہرگز یہ دعویٰ نہ کیا کہ عائشہ سے درحقیقت عائشہ ہی مراد ہے بلکہ آپ نے فرمایا کہ اگر درحقیقت اس عائشہ کی صورت سے عائشہ ہی مراد ہے تو وہ مل ہی رہے گی۔ ورنہ ممکن ہے کہ عائشہ سے مراد کوئی اور عورت ہو۔ آپ نے یہ بھی فرمایا کہ ابوجہل کے لیے مجھے بہشتی خوشہ انگور دیا گیا مگر اس پیشگوئی کا مصداق عکرمہ (ابوجہل کا لڑکا۔ ناقل) نکلا۔ جب تک خداتعالیٰ نے خاص طور پر تمام مراتب کسی پیشگوئی کے آپ پر نہ کھولے تب تک آپ نے اُسکی کسی شق خاص کا کبھی دعویٰ نہ کیا۔'' (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء)/ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۳۱۰)

(۳) ''یہ بات یادرکھنے کے لائق ہے اور پہلے بھی ہم کئی مرتبہ ذکر کر آئے ہیں کہ جس قدر پیشگوئیاں خداتعالیٰ کی کتابوں میں موجود ہیں اِن سب میں ایک قسم کی آزمائش اِرادہ کی گئی ہے۔ اِس میں کچھ شک نہیں کہ اگر کوئی پیشگوئی صاف اور صریح طور پر کسی نبی کے بارہ میں بیان کی جاتی تو سب سے پہلے مستحق ایسی پیشگوئیوں کے ہمارے نبیﷺ تھے۔'' (ازالہ اوہام (۱۸۹۱ء)/ روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۳۳ تا ۱۳۷)

جناب ظفراللہ صاحب۔ خاکسار نے اب تک خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو بڑے واضح دلائل اور روشن ثبوتوں کیساتھ ایک غلط دعویٰ ثابت کر دیا ہے۔ یہ دلائل اور ثبوت ظاہر و باہر ہیں۔ اگر کوئی اِنسان اِنکی پڑتال کرنا چاہے تو وہ شوق سے کرلے۔ اب خاکسار آپکے سوالات کی طرف آتا ہے۔

آپکے سوالات کے جوابات

آپ مورخہ ۱۵۔ جون ۲۰۱۰ء کو اپنی ای میل میں لکھتے ہیں۔

"Do you possess any of the qualities that are described in Sabz Ishtihar!"

سبز اشتہار میں بیان فرمودہ خصوصیات میں سے کیا کوئی خصوصیت آپ میں بھی پائی جاتی ہے۔

الجواب۔ آپکی ای میل سے پتہ چلتا ہے کہ آپ کو پیشگوئی مصلح موعود کا کوئی علم نہیں ہے۔اسی طرح آپ ''سبز اشتہار کی حقیقت'' سے بھی آگاہ نہیں ہیں۔آپ سبز اشتہار کو ہی پیشگوئی مصلح موعود سمجھ رہے ہیں۔واضح رہے کہ قادیان کے آریاؤں کی نشان نمائی کی درخواست کے جواب میں حضرت مرزا غلام احمدؑ جنوری ۱۸۸۶ء میں بغرض چلہ ہوشیار پور تشریف لے گئے اور وہاں شیخ مہر علی صاحب رئیس کے طویلہ کے بالا خانہ میں قیام فرمایا۔ چنانچہ چالیس روز کی دعا کے بعد حضورؑ نے ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کے دن ایک اشتہار لکھا اور اس اشتہار میں آپ نے دیگر پیشگوئیوں کے ساتھ مصلح موعود کی عظیم الشان پیشگوئی بھی درج فرمائی۔ بعد ازاں یہ اشتہار یکم مارچ ۱۸۸۶ء کو اخبار ریاض ہند کے ضمیمہ کے طور پر شائع ہوا۔ جہاں تک سبز اشتہار کا تعلق ہے وہ ایک الگ اشتہار ہے۔جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ حضورؑ کے گھر میں ۷۔اگست ۱۸۸۷ء کو ایک لڑکا بشیر احمد پیدا ہوا تھا۔یہ لڑکا پندرہ (۱۵) ماہ زندہ رہ کر ۴۔نومبر ۱۸۸۸ء کے دن فوت ہو گیا۔مخالفین نے اس لڑکے کی وفات پر مخالفانہ رنگ میں بہت شور وغل مچایا۔حضورؑ نے اپنے لڑکے بشیر احمد کی وفات پر یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو ایک رسالہ بعنوان ''حقانی تقریر بر واقعہ وفاتِ بشیر'' تحریر فرمایا۔ یہ رسالہ چونکہ سبز رنگ کے کاغذات پر چھپا تھا لہٰذا اسی مناسبت سے اس کا نام سبز اشتہار پڑ گیا۔اُمید ہے اب آپ کو علم ہو گیا ہوگا کہ پیشگوئی مصلح موعود دراصل ۲۰۔فروری ۱۸۸۶ء کا اشتہار ہے نہ کہ یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو لکھا گیا سبز اشتہار۔

جناب ظفر اللہ صاحب۔ پیشگوئیوں کے سلسلہ میں یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے اور جیسا کہ حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے بھی فرمایا ہے کہ کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کسی پیشگوئی کی سب علامتیں دعویٰ کے اِبتداء میں ہی کسی مدعی کے وجود میں پوری ہو جائیں۔لیکن ایسا بھی کبھی نہیں ہوتا کہ کسی مدعی کے وجود میں پیشگوئی کی سب علامتوں کو اِستعارہ یا تاویل کے رنگ میں پورا کرنا پڑے۔ پیشگوئی کے سلسلہ میں یہ یقینی بات ہے کہ اس کی مرکزی اور قطعی علامتیں صرف پیشگوئی کے اصلی مصداق میں ہی پوری ہوتی ہیں نہ کہ کسی غیر میں۔سو واضح رہے کہ ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں زکی غلام (مصلح موعود) کی بنیادی مرکزی اور علمی خصوصیات درج ذیل ہیں۔

''وہ سخت ذہین وفہیم ہوگا۔اور دل کا حلیم۔اور علوم ظاہری و باطنی سے پُر کیا جائے گا۔اور وہ تین کو چار کرنے والا ہوگا۔ (اِسکے معنی سمجھ میں نہیں آئے) دوشنبہ ہے مبارک دوشنبہ۔ فرزند دلبند گرامی ارجمند۔مَظْهَرُ الْاَوَّلِ وَالْاٰخِرِ۔مَظْهَرُ الْحَقِّ وَالْعَلَاءِ كَاَنَّ اللّٰهَ نَزَلَ مِنَ السَّمَآءِ۔''

جب اللہ تعالیٰ نے مجھ پر یہ انکشاف فرمادیا کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد زکی غلام (مصلح موعود) نہیں ہے اور میں اپنی اس موعود نعمت کا مصداق تجھے بنا رہا ہوں۔تو اللہ تعالیٰ نے ''نیکی کی ماہیت'' کا انکشاف فرماتے ہوئے اس عاجز پر نیکی خدا ہے یعنی (Virtue is God) کا اِلہام نازل فرمایا تھا۔خاکسار نے اللہ تعالیٰ کے انکشافات کی روشنی میں جب اس نظریہ کی تفصیل لکھی تو اس میں ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں موعود زکی غلام کی مرکزی اور علمی خصوصیات آ گئیں۔اللہ تعالیٰ نے مجھے بتایا کہ اس اِلٰہی نظریہ (نیکی خدا ہے) کا دوسرا نام ''۲۰ فروی ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت'' بھی ہے کیونکہ یہ نظریہ پیشگوئی مصلح موعود میں مذکور زکی غلام مسیح الزماں کی بنیادی مرکزی اور علمی خصوصیات سے منضبط ہوتا ہے۔خاکسار نے شروع میں اس اِلٰہی نظریہ کو انگریزی زبان میں لکھا تھا اور میری اوّلین کتاب (غلام مسیح الزماں) کا دوسرا حصہ جس کا نام ''اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت'' ہے اسی نظریہ پر مشتمل ہے۔اللہ تعالیٰ نے اس عاجز کو اس اِلٰہی نظریہ کے دو اور نام بھی بتائے ہیں۔مثلاً (۲) اعلیٰ انتہائی ہمہ گیر نظریہ (۳) اُم النظریات۔آپ نے اپنی ای میل میں لکھا ہے کہ آپ میرے اِلہامات کو نہیں دیکھنا چاہتے بلکہ کسی واضح ثبوت کو دیکھنا اور پڑھنا چاہتے ہیں۔ظفر اللہ صاحب۔آپ میرے اِس اِلہام (Virtue is God) کو بیشک اِلہام نہ سمجھنا بلکہ ایک علمی نظریہ سمجھ لیں۔آپ ایک ان پڑھ احمدی نہیں ہیں بلکہ پی ایچ ڈی سے زیادہ اور کوئی بڑی ڈگری کیا ہوگی؟ خاکسار آپ کو دعوت دیتا ہے کہ آپ میرے اس اِلٰہی نظریہ کو جھٹلا کر دکھائیں۔اگر آپ میرے اس اِلٰہی نظریہ کو جھٹلا گئے تو خاکسار آپ کو منہ مانگا انعام پیش کرے گا۔یہ بھی یاد رکھیں کہ یہی وہ سچا فلسفہ ہے جو قرآن کریم سے ہمیں ملتا ہے اور اسی اِلٰہی نظریہ نے فلسفہ کے تمام باطل نظریات کو نگل لیا ہے۔آپ کو علم ہوگا کہ جماعت احمدیہ کے چوتھے خلیفہ صاحب نے پیشگوئی کے رنگ میں افرادِ جماعت کو کہا تھا۔ ؎

یہ دُعا ہی کا تھا معجزہ کہ عصا، ساحروں کے مقابل بنا اژدھا ۔ آج بھی دیکھنا مردِ حق کی دُعا سحر کی ناگنوں کو نگل جائے گی

خاکسار نے اپنے دعویٰ کی صداقت کا یہ ثبوت اپریل ۱۹۹۳ء میں خلیفہ رابع صاحب کے آگے رکھ دیا تھا۔آج تک کوئی بھی احمدی، جماعتی عالم یا کوئی خلیفہ میرے اس موعود زکی غلام مسیح الزماں ہونے کے ثبوت کو جھٹلا نہیں سکا اور نہ ہی آئندہ کوئی جھٹلا سکتا ہے کیونکہ یہ اِلٰہی نظریہ پیشگوئی مصلح موعود کی حقیقت پر مشتمل ہے۔

جناب ظفر اللہ صاحب۔آپ پی ایچ ڈی ضرور ہیں لیکن معذرت کیساتھ کہتا ہوں کہ آپ کے پاس مذہب کا علم نہیں ہے۔آپکے مذہبی علم میں اضافہ کی خاطر خاکسار ایک اور بات یہاں لکھتا ہے۔شاید آپ کو اس سے فائدہ ہو جائے۔حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر فرمایا تھا کہ'' ۔اور میرے فرقہ کے لوگ اس قدر علم اور معرفت میں کمال حاصل کریں گے کہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کے رو سے سب کا منہ بند کر دینگے۔''

ظفر اللہ صاحب۔حضورؑ نے یہ جو مندرجہ بالا الفاظ ارشاد فرمائے تھے یہ بھی آئندہ ظاہر ہونیوالے زکی غلام (مصلح موعود) کے علمی مقام و مرتبہ کے متعلق ہیں۔اللہ تعالیٰ غلام مسیح

الزماں کوعلم ومعرفت میں اس قدر کمال بخشے گا کہ وہ اپنی سچائی کے نور اور اپنے دلائل اور نشانوں کی رو سے اپنوں اور غیروں سب کا منہ بند کر دے گا۔آج خاکسار کا یہ دعویٰ ہے کہ میں وہی موعودز کی غلام ہوں جس کے متعلق حضورؑ نے دربالا پیشگوئی فرمائی تھی ۔ظفر اللہ صاحب ۔کیا آپ یا جماعت احمدیہ میں کوئی ہے جو میرے اس دعویٰ کو جھٹلا کر دکھائے ۔؟ اگر کوئی ہے تو اُسے میرے مقابلہ پر آ کر میرے اس دعویٰ کو جھٹلا کر دکھانا چاہیے ۔لیکن اگر کوئی بھی نہیں تو میرے موعودز کی غلام مسیح الزماں (مصلح موعود) ہونے میں کوئی شک رہ جاتا ہے ۔؟ ہرگز نہیں ۔لیکن جماعت احمدیہ آج کیا کر رہی ہے ۔؟ وہ اخراج اور مقاطع ایسے شیطانی حربوں کیساتھ اللہ تعالیٰ کے اِس نور کو بجھانے کی اِسی طرح کوشش کر رہی ہے جس طرح ایک صدی قبل ایسی ہی بھونڈی کوششیں محمد حسین بٹالوی نے کیں تھیں ۔۔۔لیکن ؎ نورِ خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

آگے آپ لکھتے ہیں ۔

"Can you list your books on the spiritual and worldly knowldege or any indications that clearly show that you are worthy of being "Ghulam-e-Zaki" like your knowledge of Quranic teachings or Ahadith?"

کیا آپ دنیاوی اور روحانی علوم کے بارے میں لکھی گئی اپنی کتب کی فہرست دے سکتے ہیں ۔؟ یا کوئی ایسی علامات یا دلائل جو آپ کوز کی غلام قرار دیتے ہوں ۔
مثلاً آپ کا علم قرآن یا علم حدیث ۔؟

الجواب ۔آپکے اس سوال سے معلوم ہو رہا ہے کہ آپکے ذہن میں یہ بات ہے کہ جو شخص بہت ساری کتب تحریر کرے وہی مصلح موعود ہو سکتا ہے ۔آپکی یہ سوچ بالکل غلط ہے ۔بہت زیادہ کتب لکھنے کا کسی کے دعویٰ کی سچائی سے کیا تعلق ؟ یہ تو اللہ تعالیٰ کا فضل ہے اور وہ جس کو چاہے اپنا فضل بخش دیوے ۔ہاں یہ سوال جائز ہے کہ اگر کوئی کسی اِلہامی پیشگوئی کے مصداق ہونے کا دعوے دار ہو تو اُسکے پاس اس اِلہامی پیشگوئی میں بیان فرمودہ خصوصیات میں سے کوئی نہ کوئی ثبوت ہونا چاہیے؟ جناب ظفر اللہ صاحب ۔قرآن کریم میں ستائیس (۲۷) کے قریب اَنبیاء کا ذکر ملتا ہے ۔کیا آپ مجھے بتا سکتے ہیں کہ اِن میں سے کس نبی نے کتنی کتب تحریر کیں تھیں ۔کوئی ایک نبی کی مثال دے دیں ۔؟ اگر آپ ایسی کوئی ایک مثال بھی نہیں دے سکتے تو پھر آپ کو چاہیے کہ اپنے خود ساختہ معیاروں کی بجائے اُس موعودز کی غلام کو اُن نشانیوں اور علامات میں ڈھونڈوں جو کہ اللہ تعالیٰ نے اُسکے متعلق مقرر فرمائی ہیں ۔کیا آپ بتا سکتے ہیں کہ جس برگزیدہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے دنیا کا سب سے بڑا مصلح موعود بنایا تھا یعنی ہمارے آقا اور خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ اُس نے کتنی کتب لکھیں تھیں ۔؟ ہمارے آقا اور دونوں جہانوں کے سردار آنحضرت ﷺ کو آپکے اصحابؓ نے دستخط کرنے سکھائے تھے ۔اگر آپ اُنکے دور میں ہوتے تو شاید یہ سوال حضور ﷺ سے بھی کرتے ۔اللہ تعالیٰ اپنے پیارے حبیب ﷺ کے متعلق فرماتا ہے ۔"هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولاً مِّنْهُمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ ☆وَآخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ ☆ذَلِكَ فَضْلُ اللَّهِ يُؤْتِيهِ مَن يَشَاءُ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ☆ (جمعہ ۔۳۔۴۔۵) وہی ہے ،جس نے اُمیوں کے اندر اُنہی میں سے ایک رسول بھیجا جو اُن پر اُسکی آیتیں پڑھتا ہے اور اُنہیں پاک کرتا ہے اور اُنہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اور وہ پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں پڑے تھے ۔اور اِن کے سوا ایک دوسری قوم میں بھی وہ اُس کو بھیجے گا جو ابھی تک اُن سے نہیں ملی اور وہ غالب حکمت والا ہے ۔یہ اللہ کا فضل ہے جسکو چاہتا ہے دیتا ہے ۔اور اللہ بڑے فضل والا ہے ۔

جناب ظفر اللہ صاحب ۔یہ اُمی قوم کی طرف بھیجا جانے والا عظیم الشان رسول خود بھی اُمی تھا ۔کتابیں لکھنا تو دور کی بات ہے وہ تو ایک دن بھی سکول میں نہیں گیا تھا ۔اُسکے پاس صرف اپنی الہامی کتاب (قرآن) تھی ۔ہاں اُس نے زبانی طور پر اپنی قوم کا تزکیہ بھی کیا اور اُنہیں کتاب اور اُسکی حکمتیں بھی سکھائیں ۔اور پھر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اسے ایک دوسری قوم جو ابھی تک اِن سے نہیں ملی میں بھی بھیجوں گا ۔آخر میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا کسی انسان کو رسالت یا نبوت کیلئے چن لینا میرا فضل ہے ۔جب اللہ تعالیٰ نے ایک اُمی اِنسان کو خاتم الانبیا اور سید الانبیا بنا دیا تو پھر کیا وہ کسی ان پڑھ کو اپنے مہدی و مسیح موعود کا غلام کیوں نہیں بنا سکتا ۔؟ میرے علم میں تو وہ ضرور بنا سکتا ہے اور یہ عاجز جو مذہبی طور پر بالکل اُمی تھا تم سب کے سامنے اپنے موعودز کی غلام مسیح الزماں ہونے کے دعویٰ کیساتھ کھڑا ہے ۔جہاں تک کتب کا تعلق ہے تو آپ میری ویب سائٹ (alghulam.com) پر سے میری کتب رسائل اور مضامین کا مطالعہ فرما سکتے ہیں ۔خاکسار کو اللہ تعالیٰ نے کیسے موعودز کی غلام بنایا اور میری سچائی کے ثبوت کیا ہیں اِسکی تمام تفاصیل میری ویب سائٹ پر موجود ہیں ۔اگر آپ نے میری کتب اور مضامین کا مطالعہ کیا ہوتا تو آپ کو اپنے سوالات کے جوابات وہاں سے ہی مل جاتے ۔یہ بھی یاد رکھیں کہ جس طرح کی غلطیاں کسی قوم میں پیدا ہوتی ہیں اُسی مناسبت سے اللہ تعالیٰ کسی مصلح کو بھیج دیتا ہے ۔چونکہ ہر صدی ہجری میں غلطیاں مختلف نوع کی پیدا ہوئی تھیں لہٰذا ہر صدی کی ضرورت کے مطابق مصلح کو بھیجا گیا تھا ۔اسی ضمن میں حضورؑ فرماتے ہیں ۔

''یہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک زمانہ کیلئے اتمام حجت بھی مختلف رنگوں سے ہوا کرتا ہے اور مجدد وقت اُن قوتوں اور ملکوں اور کمالات کیساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاسد کا اصلاح پانا ان

کمالات پر موقوف ہوتا ہے سو ہمیشہ خدا تعالیٰ اسی طرح کرتا رہے گا جب تک کہ اس کو منظور ہے کہ آثار رشد اور اصلاح کے دنیا میں باقی رہیں اور یہ باتیں بے ثبوت نہیں بلکہ نظائر متواترہ اِسکے شاہد ہیں۔'' (شہادت القرآن (۱۸۹۳ء)۔ روحانی خزائن جلد ۶ صفحہ ۳۴۲)

خاکسار نے ابھی تک قرآن کریم کی کوئی تفسیر تو نہیں لکھی لیکن اگر اللہ تعالیٰ کو منظور ہوا تو حقائق القرآن کے متعلق بھی کچھ ضرور لکھوں گا۔ جیسا کہ خاکسار اسی مضمون کے شروع میں یہ ثابت کر چکا ہے کہ خلیفہ ثانی صاحب کا دعویٰ مصلح موعود قطعی طور پر غلط تھا۔ اگر یہ سچ ہے اور میں عرض کرتا ہوں کہ کامل طور پر سچ ہے تو آنیوالے زکی غلام (یہ یاد رکھیں کہ مصلح موعود کوئی اِلہامی اصطلاح نہیں ہے بلکہ حضورؑ کا اپنے موعود زکی غلام کو دیا ہوا ایک خطاب ہے) کی ذمہ داری یہی ہوگی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے ایسا علم پائے جس سے مرزا بشیر الدین محمود احمد کے دجّل کو بے نقاب کر کے افرادِ جماعت کو ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی کی حقیقت سے آگاہ فرمائے۔ جس طرح ایک صدی قبل اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے مسیح موعود حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کا اصل اور بڑا کام یہی تھا کہ وہ حیات مسیح ابن مریم کے باطل عقیدے کو قرآن کریم کی رُو سے جھٹلا کر پیشگوئی مسیح موعود کے متعلق اُمت محمدیہ کی راہنمائی فرمائے۔ اسی طرح آنیوالے زکی غلام کا بڑا اصلاحی کام یہی ہے کہ وہ قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر اِلہامات کی روشنی میں خلیفہ ثانی کے غلط دعویٰ مصلح موعود کا بُطلان کر کے اِسکی وجہ سے جماعت احمدیہ میں جو فساد برپا کیا گیا ہے اس کو دور کرے۔ مزید برآں وہ پیشگوئی مصلح موعود کے حقائق سے پردہ اُٹھائے اور اگر آپ تعصب سے پاک ہو کر تقویٰ کیساتھ میری کتب اور مضامین پڑھیں گے تو آپ پر بخوبی واضح ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اس عاجز سے یہ کام کروا دیا ہے۔ آپ نے قرآن اور حدیث کے متعلق میرے اِلٰہی علم کا کوئی ثبوت مانگا ہے۔ اس معاملہ میں بھی میری کتب اور مضامین میں آپ کو بہت ساری نئی باتیں ملیں گی لیکن یہاں مشتے نمونہ از خروارے کے طور پر قرآن سے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔

قرآن اور حدیث کا علم۔ خاکسار نے اس مضمون میں قرآن کریم کی مختلف سورتوں میں سے بعض ایسی آیات لکھی ہیں جن میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ انبیاء حضرت ابراہیم اور حضرت زکریا علیھم السلام کو جب فرشتوں نے غلاموں کی بشارت بخشی تھی تو اس وقت یہ برگزیدہ انبیاء فرشتوں سے بحث کرنے لگ گئے کہ ہم تو بوڑھے ہیں اور ہماری بیویاں بھی بانجھ ہیں۔ ہمارے ہاں غلام کیسے پیدا ہو سکتا ہے۔؟ اسی طرح ایک نیک اور کنواری لڑکی حضرت مریم صدیقہؓ کو بھی جب فرشتہ نے زکی غلام کی بشارت دی تھی تو اُس نے بھی جواب میں کہا تھا کہ میرے ہاں زکی غلام کیونکر پیدا ہوگا۔ نہ میں شادی شدہ ہوں اور نہ ہی بدکار ہوں۔ فرشتہ نے جواباً کہا کہ بات اسی طرح ہے لیکن تیرے ربّ نے کہا ہے کہ یہ کام مجھ پر آسان ہے۔ وغیرہ۔ قرآن کریم میں بعض انبیاء کا فرشتوں سے اس بات پر تکرار کرنا بظاہر معمولی واقعہ معلوم ہوتا ہے لیکن دراصل اِن آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی ایک سنت بیان فرمائی ہے۔ وہ سنت یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی نبی یا ولی کو کسی غلام کی بشارت دیتا ہے تو بشارت کے وقت وہ غلام (مبشر) دنیا میں موجود نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھ پر ظاہر فرمایا ہے کہ قرآن کریم میں فرشتوں کے بعض انبیاء سے اولاد کے سلسلہ میں یہ مکالمے بے مقصد نہیں تھے۔ بلکہ آئندہ زمانے میں ایک انسان نے دنیائے مذہب میں جو ایک بہت بڑا فساد برپا کرنا تھا۔ اِس فساد کی بیخ کنی کیلئے قرآن کریم میں اِن واقعات کا بیان ضروری تھا۔ اب یہ آیات سب احمدی قرآن کریم میں پڑھتے چلے آرہے تھے لیکن انکی حکمت کسی پر ظاہر نہ ہوئی۔ اِن آیات کی حکمت اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر ظاہر فرما دی۔ اولاد کی پیدائش کے معاملہ میں قرآن کریم میں بعض انبیاء کا فرشتوں سے جھگڑنا کہ ہمارے ہاں غلام کیسے پیدا ہوگا۔ یہی آیات مرزا بشیر الدین محمود احمد کے دعویٰ مصلح موعود کو جھٹلا دیتی ہیں۔ جس طرح اُمت محمدیہ میں حیات مسیح ناصری کا باطل عقیدہ صدیوں سے رائج تھا اور حیات مسیح کی نفی کرنے والی آیات بھی قرآن کریم میں موجود تھیں۔ لیکن ان آیات کی حقیقت اور حکمت صرف اُسی برگزیدہ انسان یعنی حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام پر آشکار ہوئی جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق مسیح موعود تھا۔ باقی مسلمان بھی صدیوں اِن آیات کو پڑھتے رہے لیکن وہ اِن آیات کی حکمت اور غرض وغایت سے بے خبر رہے۔ اسی طرح بشارتوں کے بعد اولاد کی پیدائش کے معاملہ میں بعض انبیاء کی فرشتوں سے تکرار سے متعلقہ آیات سب احمدی پڑھتے رہے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اِن آیات کی حکمت اور غرض وغایت اُس احمدی پر کھول دی جس کو اُس نے پیشگوئی مصلح موعود کا مصداق بنانا تھا۔ جس طرح لوگ جانتے ہیں کہ جو بھی انسان دنیا میں پیدا ہوتا ہے وہ ضرور مرتا بھی ہے۔ یہ کامن سینس (common sense) کی بات ہے۔ لیکن حیات مسیح کے معاملہ میں لوگوں کی یہ کامن سینس پتہ نہیں کہاں گئی۔ وہ صدیوں تک حیات مسیح کے باطل عقیدہ کے سحر میں گرفتار رہے۔ خلیفہ ثانی کے باطل دعویٰ مصلح موعود کا معاملہ بھی ایسا ہی ہے۔ ہر احمدی عقیدت میں مدہوش رہا۔ کسی کو یہ خیال تک بھی نہ آیا کہ جس زکی غلام کی بشارت کے وقت ایک نوجوان اٹھارہ (۱۸) سال کا تھا وہ اٹھارہ سالہ نوجوان اُس زکی غلام کی بشارت کا مصداق کیسے ہو سکتا ہے۔؟ لیکن اندھی عقیدت نے احمدیوں کی کامن سینس پر بھی پردہ ڈال دیا۔ بالآخر اللہ تعالیٰ نے اُس احمدی کو جسے اُس نے زکی غلام بنانا تھا قرآن کریم کی متذکرہ بالا آیات کا فہم دے کر ۲۰ فروری ۱۸۸۶ء کے بعد حضورؑ کی وفات تک زکی غلام کے بارے میں نازل ہونیوالے مبشر اِلہامات کی غرض وغایت بتا دی۔ جناب ظفر اللہ صاحب۔ قرآن کریم کے اس علم کا جو اس عاجز کو بخشا گیا ہے کیا آپ اس کا انکار کر سکتے ہیں۔؟ قرآن کریم کا یہ وہ علم ہے جو اللہ تعالیٰ نے اپنے متقی اور پاکیزہ بندوں کو بخشنے کا وعدہ فرمایا ہوا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ ''اِنَّہٗ لَقُرْاٰنٌ کَرِیْمٌ ☆ فِیْ کِتٰبٍ مَّکْنُوْنٍ ☆ لَّا

یَمَسُّہٗ اِلَّا الْمُطَھَّرُوْنَ۔"(الواقعہ۔۷۸تا۸۰)یقیناًیہ قرآن بڑی عظمت اورعزت والا ہے۔ایک محفوظ کتاب میں موجود ہے۔اِس(قرآن) کی حقیقت کومطہرلوگ ہی پاتے ہیں ۔حدیث کےعلم کے بارے میں خاکسارمضمون کی طوالت کےخوف سے یہاں اس کاذکرچھوڑتا ہے۔آپ میری کتاب غلام مسیح الزماں کےحصہ اوّل کے باب نمبرا میں"غلام مسیح الزماں کی خبراحادیث میں" کاموضوع پڑھ لینا۔امید ہےآپ کواس سلسلہ میں بھی آگاہی ہوجائے گی۔۔۔۔آگےآپ لکھتے ہیں۔

"I am not interested in any revelations that you might claim that you have recieved, rather, I am interested in all the obvious proofs that anyone could see."

مجھے آپکے اِلہامات دیکھنے کی ضرورت نہیں بلکہ ان تمام واضح ثبوتوں کومیں دیکھنا چاہتا ہوں جنہیں کوئی بھی دیکھ سکتا ہے۔

الجواب۔ مجھے بھی آپ کواپنے اِلہامات دکھانے کا قطعاً کوئی شوق نہیں ہے۔یہ عاجزاپنے احمدی بھائیوں کیلئے دعاگو ہے کہ اللہ تعالیٰ اِن پررحم فرماتے ہوئے اِنکی بند آنکھیں،بند کان اور بند دماغ کوکھولے تاکہ انہیں بھی کچھ علم کی ہوا لگےاورحضرت امام آخرزماں کی تعلیم کا کچھ پتہ چلے۔اِن کا بھی آج کل ہندوں آریاؤں کی طرح کچھ ایسا ہی حال ہے جیسا کہ ایک صدی قبل حضرت بانئے جماعتؑ نے اُنکے متعلق فرمایا تھا۔ ؎ کیڑا جودَب رہا ہےگوبرکی تہہ کے نیچے اُسکے گماں میں اُس کاارض وسماں یہی ہے

جناب ظفراللہ صاحب۔مضمون کےشروع میں خاکسار نےقرآن کریم اورحضرت مہدی ومسیح موعودعلیہ السلام کےمبشرالہامات (میرے اِلہامات نہیں) کی روشنی میں خلیفہ ثانی کےدعویٰ مصلح موعودکی قلعی کھول دی ہے۔اگرآپ میرے عقلی اورنقلی دلائل کوجھٹلانے کی طاقت رکھتے ہیں توضرورانہیں جھٹلاکرمیری ہدایت کاسامان پیدا کریں۔خاکسارکوبھی بچپن سےتھوڑاعلم کا شوق تھااورپھراسی راہ شوق میں ہمیں ہمارا ربّ مل گیا۔اُس نے مجھے بشارت دی کہ اے عبدالغفار!"میں تجھے علم دوں گا اورتو لوگوں کولاجواب کردے گا"۔(یہ بات میں آج آپ کونہیں لکھ رہا بلکہ یہ ۱۹۹۷ء میں تحریری طورپرخلیفہ رابع صاحب کولکھ کردے دی تھی)اورپھرمیرے ربّ نےمحمدی مریم(حضرت مرزاغلام احمدؑ) کی دعااور آنحضرت ﷺ کی برکت کےطفیل اس عاجزکوظاہری اورباطنی علوم سےبھرکرمیرےتمام علمی شوق پورے کردیئے۔جناب یہ وہی فضل ہےجس کی بدولت وسط دسمبر۱۹۸۳ء سے لےکرآج تک میراقلم سچائی کوعام کرنے اورعلم ومعرفت کےانمول موتی لٹانے میں رواں دواں ہے۔آپ میری کتاب غلام مسیح الزماں اورمیرے دیگرمضامین کوبغوروفکرپڑھیں ۔یہ کتاب دوحصوں پرمشتمل ہے۔پہلے حصہ میں"پیشگوئی مصلح موعودکاتجزیہ" کیا گیا ہےاوراس علمی تجزیہ میں یہ حقیقت بخوبی ثابت کی گئی ہے کہ جناب خلیفہ ثانی صاحب کےدعویٰ مصلح موعودمیں کوئی صداقت نہیں تھی۔کتاب کادوسراحصہ"پیشگوئی مصلح موعودکی حقیقت" پرمشتمل ہےاوراس حصہ میں ایک علمی نظریہ پیش کیا گیا ہے۔اس علمی نظریہ(نیکی خداہے)میں زکی غلام مسیح الزماں کی بنیادی،مرکزی اورعلمی خصوصیات موجودہیں اوربشرطِ تقویٰ ہرخاص وعام کونظرآسکتی ہیں۔اگرآپ کونظرنہ آئیں تومجھے لکھنا۔میں آپ کودکھادوں گا۔ آگےآپ لکھتے ہیں۔

"1.Mirza Bashirudin Mahmood Ahmad (ra) has written thousands of pages on Quranic commentary.2. He had written books or given lectures that explicitly show his spiritual knowledge on a wide variety of topics that also indicated his intellectual level.3. He has affected the lives of thousands upon thousands of people in a positive way, which cannot be fathomed without understanding him being the person prophecied in Sabz Ishtihar"

(۱)مرزابشیرالدین محموداحمدؓ نےقرآنی تفسیر کے ہزاروں صفحات لکھے ہیں۔(۲)اُس نے کتب لکھی ہیں اورخطبات دیئے ہیں جوقسماقسم کےموضوعات پراُسکے روحانی علم کاواضح ثبوت ہیں اوریہ اُسکی ذہانت کی بھی دلیل ہے۔(۳)اُس نے ہزارہاانسانوں کی زندگیوں میں مثبت تبدیلی پیدا کی ہے۔اوریہ سب کچھ ہمیں یقین دلاتا ہے کہ سبزاشتہارمیں پیشگوئی کیا گیا وہی اِنسان تھا۔

الجواب۔آپ نے مرزابشیرالدین محموداحمدکےمتعلق جولکھا ہے۔اس سے نہ میں انکارکرتا ہوں اورنہ ہی کسی اوراحمدی کوانکارہے۔سبزاشتہارکی بجائے پیشگوئی مصلح موعودیعنی ۲۰فروری ۱۸۸۶ء کی اِلہامی پیشگوئی میں دو(۲)وجودوں کےمتعلق پیشگوئیاں کی گئیں تھیں(۱)ایک وجیہہ اورپاک لڑکااور(۲)ایک زکی غلام۔خاکساراس مضمون کےشروع میں تفصیل کیساتھ بیان کرچکا ہےکہ اگرمرزابشیرالدین محموداحمداپنادعویٰ مثیل بشیراحمداوّل تک محدودرکھتے تواُن کادعویٰ درست ہوتااورآپ نے اپنی مندرجہ بالاتحریرمیں خلیفہ ثانی کی جن کامیابیوں کاذکرکیا ہے۔اُنکی یہ کامیابیاں اُن کامثیل بشیراحمداوّل(موعودجسمانی لڑکا)ہوناہی ثابت کررہی ہیں لیکن اِن کامیابیوں کی وجہ سےنہ وہ خودزکی غلام(مصلح موعود)بن سکتے تھےاورنہ ہی جماعت احمدیہ اُنہیں بناسکتی ہے۔جناب ظفراللہ صاحب۔مرزابشیرالدین محموداحمدکاجون جولائی ۱۹۰۸ء کااپناتحریری اِقرارنامہ موجودہےکہ وہ مثیل

مبارک احمد (مصلح موعود) نہیں ہیں تو پھر ان متذکرہ بالا کامیابیوں کے علاوہ اگر وہ پورے عالم اسلام کو احمدیت میں داخل بھی کر دیتے تب بھی وہ زکی غلام نہیں ہو سکتے تھے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مبشر الہامات میں اپنے برگزیدہ بندے مہدی و مسیح موعودؑ پر یہ ظاہر فرما دیا تھا کہ نہ صرف اُنکا کوئی بھی جسمانی لڑکا زکی غلام نہیں ہوگا بلکہ جماعت احمدیہ میں ۶۔ ۷ نومبر ۱۹۰۷ء سے پہلے پیدا ہونیوالا کوئی بھی احمدی زکی غلام سے متعلقہ الہامی پیشگوئی کا مصداق نہیں ہوگا۔ واضح رہے کہ قرآن کریم تصدیق کرتا ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ نبی اور رسول تھے۔ لیکن اُنکی وفات کے بعد اُنکے پیروکاروں نے اُنہیں نعوذ باللہ ابن اللہ بنا لیا۔ خاکسار آپ سے پوچھتا ہے کہ کیا حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام ابن اللہ تھے۔؟ آپ بھی جواباً یہی کہیں گے کہ وہ نبی اور رسول تو تھے لیکن ابن اللہ نہیں تھے۔ یہی غلطی جماعت احمدیہ میں پیدا ہو چکی ہے اور پھر اس غلطی کی ذمہ دار جماعت احمدیہ نہیں ہے کیونکہ وہ تو خلیفہ ثانی صاحب کے ہاتھ پر بیعت کر چکی تھی۔ اِس غلطی کے ذمہ دار چند نا عاقبت اندیش خوشامدی احمدیوں کے علاوہ بذات خود خلیفہ ثانی صاحب ہیں۔ جیسا کہ خاکسار پہلے بھی عرض کر چکا ہے کہ اگر خلیفہ ثانی صاحب اپنا دعویٰ مثیل بشیر احمد اوّل تک محدود رکھتے تو اُنکا جسمانی پسر موعود ہونے کا دعویٰ درست تھا اور اس دعویٰ کی وجہ سے وہ کبھی بھی اِلٰہی گرفت میں نہ آتے۔ جناب ظفر اللہ صاحب۔ آپ نے اپنی مندرجہ بالا تحریر میں خلیفہ ثانی کے جو کارنامے لکھے ہیں اس ضمن میں خاکسار نے اپنی کتاب ''آمدن عید مبارک بادت'' کے حصہ اوّل میں صفحہ نمبر ۶۷ پر ایک تمثیل کیساتھ خلیفہ ثانی صاحب کے کارناموں کی حقیقت پر روشنی ڈالی ہے۔ آپ بھی میری مذکورہ کتاب کا متعلقہ عنوان پڑھ کر خلیفہ صاحب کے کارناموں کی حقیقت سے باخبر ہو جائیں۔

آپ لکھتے ہیں۔ What about your followers! ۔۔۔۔ اپنے پیروکاروں کے متعلق بھی کچھ بتائیے۔

الجواب۔ حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے سچے مسیح موعود اور برگزیدہ نبی اور رسول تھے۔ لیکن بوقت صلیب مشکل وقت میں آپکے بارہ (۱۲) حواری بھی آپکا ساتھ چھوڑ گئے۔ حواریوں کے ساتھ چھوڑنے سے آپکی سچائی پر کوئی فرق نہیں پڑا تھا۔ ہاں چھوڑنے والے ایک نعمت جو اُنہوں نے پائی تھی اُس سے وہ محروم ہو گئے۔ تاریخ مذہب میں آج ان بھگوڑوں کا ذکر بھی ابن مریم کی وجہ سے ہی ہوتا ہے۔ دوسری بات یہ بھی یاد رکھیں کہ محمدی مریم (حضرت مہدی و مسیح موعودؑ) کا زکی غلام موسوی مریم کے زکی غلام کی ہُوبہُو کاپی ہے۔ جو موسوی ابن مریم سے ہوا اور جیسے حالات کا اُسے سامنا کرنا پڑا ضرور ہے کہ ویسا ہی محمدی ابن مریم سے بھی ہو۔ اگر آپکے پاس وقت ہوا تو اس سلسلہ میں جانکاری کیلئے آپ میرا مضمون نمبر ۱۱ ''حضرت مسیح ناصریؑ اور غلام مسیح الزماں کے مابین مماثلت'' ضرور پڑھیں۔

پیروکار کم ہوں یا زیادہ، اِن کی تعداد کا کسی مدعی کے سچا یا جھوٹا ہونے سے کیا تعلق۔؟ سچائی تو ویسے ہی بہت تلخ ہوتی ہے۔ سوائے متقیوں کے دنیا پرست سچائی کو قبول نہیں کیا کرتے۔ بظاہر ایسا گھاٹے کا سودا جس میں قدم قدم پر دکھ اور تکالیف اُٹھانی پڑیں سیانے اور سمجھدار لوگ نہیں کیا کرتے۔ آنحضرت ﷺ کے بقول دنیا میں ایک لاکھ چوبیس ہزار پیغامبر مبعوث ہوئے تھے۔ کتنوں کو اُنکی قوم نے قبول کیا تھا؟ ایک کو بھی نہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں کے متعلق فرمانا پڑا۔ ''يٰحَسْرَةً عَلَى الْعِبَادِ مَا يَأْتِيهِمْ مِّنْ رَّسُولٍ اِلَّا كَانُوا بِهٖ يَسْتَهْزِءُونَ۔'' (سورۃ یٰسین۔۳۱) ہائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی بھی اُنکے پاس کوئی رسول آتا ہے وہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں (اور تمسخر کرنے لگتے ہیں)۔

حضرت مسیح ابن مریم علیہ السلام کی زندگی میں اُنکے چند حواری بھی اُنہیں چھوڑ گئے لیکن اِسکے باوجود آپ سچے نبی اور رسول تھے۔ آج اُنکے پیروکاروں کی تعداد دنیا میں سب سے زیادہ ہے لیکن اسکے باوجود اُنکے پیروکاروں کا اُنکے متعلق ابن اللہ ہونے کا عقیدہ بالکل غلط ہے۔ اسی طرح مسلمان احمدیوں کی تعداد غیر احمدی مسلمانوں کے مقابلہ میں آٹے میں نمک کے برابر بھی نہیں۔ اسکے باوجود حیات مسیح کے عقیدے میں اکثریت (غیر احمدی) اقلیت (احمدیوں) کے بالمقابل بالکل غلط ہے۔ قرآن کے مطابق بھی مومن ہمیشہ اقلیت میں ہوتے ہیں۔ جہاں تک پیروکاروں کا تعلق ہے تو میں خلیفہ رابع کی طرح یہ نہیں کہتا کہ میرے پیروکار ۲۰۰ سو ملین یعنی ۲۰ کروڑ ہیں لیکن جو احمدی متقی ہیں اور اُنہیں پختہ علم ہے کہ اُنہوں نے بالآخر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہونا ہے۔ اُنکی تعداد جتنی بھی ہے وہ سب میرے ساتھ ہیں اور اِنشاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ ساتھ رہیں گے۔ ہر مصلح کے وقت میں یہی ہوا کہ جن کی فطرت نیک تھی اُنہوں نے سچائی کو قبول کرنے میں ذرّہ بھر دیر نہ لگائی اور جو نام نہاد متقی ہوتے ہیں اور جنکے سچائی کے بارے میں اپنے خود ساختہ پیمانے اور معیار ہوتے ہیں۔ ایسے لوگ ہر دور میں ہمیشہ خسارے میں رہے اور آئندہ بھی خسارے میں ہی رہیں گے باقی۔ ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج جسکی فطرت نیک ہے وہ آئیگا انجام کار

۱۶۔ جون ۲۰۱۰ء کو آپ اپنی دوسری ای میل میں لکھتے ہیں۔۔۔۔۔۔ ''اور میرا آپکے بارے میں جو تصور ہے وہ ایک شریف انسان کا ہے۔''

الجواب۔ خاکسار سے پہلے جتنے مصلحین (نبی اور رسول) دنیا میں آئے۔ اُنکی قومیں اُنکے دعویٰ سے پہلے اُنہیں شریف انسان ہی سمجھتی تھیں۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے اِن اِنسانوں کو اُنکی قوم میں اصلاح کیلئے مبعوث فرما دیا تو یہ تسلیم شدہ شریف اِنسان نہ صرف اپنی قوم کی نظر میں شریف نہ رہے بلکہ اُنکی قومیں جو پہلے باہم دست و گریباں تھیں اُنہیں ناکام کرنے کیلئے متحد بھی ہو گئیں۔ کیا آنحضرت ﷺ اپنے دعویٰ سے پہلے اپنی قوم میں صادق اور امین کے القابات سے ملقب نہیں تھے۔؟ پھر دعویٰ رسالت کے بعد اس عظیم الشان

مصلح موعود کیساتھ اِسکی قوم نے کیا کیا۔؟ باقی ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء علیہم السلام کا بھی یہی حال تھا۔خاکسار یہاں صرف حضرت صالح علیہ السلام کا ذکر کرتا ہے کیونکہ آپکے دعویٰ کے بعد جو آپکی قوم نے آپکے متعلق الفاظ استعمال فرمائے ویسے ہی الفاظ مجھے بھی اپنے لوگوں سے سننے پڑے۔سورۃ ہود میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

’’قَالُوْا یٰصٰلِحُ قَدْ کُنْتَ فِیْنَا مَرْجُوًّا قَبْلَ ھٰذَآ اَتَنْھٰنَآ اَنْ نَّعْبُدَ مَا یَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا وَاِنَّنَا لَفِیْ شَکٍّ مِّمَّا تَدْعُوْنَآ اِلَیْہِ مُرِیْبٍ۔(ہود۔۶۳) اُنہوں (قوم) نے کہا اے صالح! اس سے پہلے تو ہمارے درمیان اُمید کی جگہ تھا۔کیا تو (باوجود اس عقل ودانش کے) ہمیں اس بات سے روکتا ہے کہ ہم ایسی چیز کی عبادت کریں جس کی عبادت ہمارے باپ (دادے) کرتے آئے ہیں۔اور (سچ تو یہ ہے کہ) جس بات کی طرف تو ہمیں بلاتا ہے اس کے متعلق ہم ایک بے چین کر دینے والے شک میں (پڑے ہوئے) ہیں۔

جناب ظفر اللہ صاحب۔یہ ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ ہر نبی اپنے دعویٰ سے پہلے اپنی قوم کا ایک شریف اِنسان تھا۔آپ کیل میں چار سال رہے ہیں۔آپ نے جس طرح مجھے پایا وہی کچھ بیان کردیا۔شکریہ۔کوئی کہہ سکتا ہے کہ چار سال کا عرصہ تو کم ہے۔خاکسار ایسے لوگوں کیلئے کہتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی کے ابتدائی تیس (۳۰) سال کسی غار میں نہیں گزارے بلکہ میں آپ ایسے اِنسانوں میں ہی رہا ہوں۔خاکسار ربوہ کے مغرب میں پانچ کلومیٹر کے فاصلے پر ایک ڈاور نامی گاؤں میں مارچ ۱۹۵۴ء کی کسی نامعلوم تاریخ کو پیدا ہوا۔میری ابتدائی زندگی ڈاور میں ہی گزری ہے۔کچھ عرصہ (۱۹۶۹ء تا ۱۹۷۸ء) تک ربوہ میں رہا ہوں۔اسی طرح کچھ عرصہ (۱۹۷۹ء تا ۱۹۸۱ء) کراچی میں اور کچھ عرصہ لاہور (۱۹۸۱ء تا ۱۹۸۳ء) میں بھی رہا ہوں۔جن لوگوں میں خاکسار نے زندگی گزاری ہے مجھے یقین ہے کہ وہ میرے وجود میں سوائے میرے دعویٰ (غلام مسیح الزماں) کے کوئی برائی نہیں نکالیں گے۔دعویٰ کے بعد اگر میں کچھ لوگوں کی نظر میں نعوذ باللہ ایک برا انسان بن گیا ہوں تو ایسی برائی دعویٰ کے بعد ہر نبی اور رسول میں پیدا ہوگئی تھی۔آگے آپ لکھتے ہیں۔

’’میں نے آپکی کتاب المصلح موعود جستہ جستہ پڑھی ہے۔اور لطف الرحمٰن محمود کے مضمون پر آپ کا جواب بھی۔میں وقت ملنے پر اس کتاب کے بارے میں مزید تفصیل سے آپ کو لکھوں گا۔‘‘

الجواب۔جواباً عرض ہے کہ میری کتاب ’’مصلح موعود‘‘ میرے چودہ مضامین پر مشتمل ہے جو مختلف موضوعات پر لکھے گئے تھے۔جہاں تک لطف الرحمٰن محمود صاحب کے مضمون کا تعلق ہے تو اس ضمن میں گذارش ہے کہ اُنکے ایک بہنوئی جو امریکہ میں اُنہی کے شہر آسٹن (Austin) ٹیکساس میں رہتے ہیں۔اُنہوں نے اِن کا ایک مضمون

"The Prophecy of the Musleh Maud in the light of its determinants"

جو کسی امریکی احمدیہ رسالے میں شائع بھی ہوا تھا میری طرف جواب لکھنے کیلئے بھیجا تھا۔جناب لطف الرحمٰن محمود صاحب نے اپنے مضمون میں بطور زندہ مدعی مصلح موعود اس عاجز کا بھی ذکر فرمایا تھا۔خاکسار نے اِنکے مضمون کا جواب ’’پیشگوئی مصلح موعود کا جائزہ‘‘ کے نام سے لکھ کر اِنکے بہنوئی کی طرف بھیجا۔اِنکے بہنوئی صاحب یہ مضمون پرنٹ کرکے اِنکے گھر جا کر اُنکے ہاتھ میں دے کر آئے تھے۔خاکسار نے کافی انتظار کے بعد لطف الرحمٰن محمود صاحب کو بطور یاددہانی ایک دوسرا خط بھی لکھا تھا لیکن میرے جوابی مضمون کا جواب ندارد۔اسکے بعد خاکسار نے اپنا جوابی مضمون لطف الرحمٰن محمود صاحب کے مضمون کے ہمراہ افادۂ عام کیلئے اپنی ویب سائٹ پر لگا دیا۔جناب ظفر اللہ صاحب۔اگر آپ میرے کسی مضمون کا جواب لکھنا چاہیں تو مجھے خوشی ہوگی۔آپ بسم اللہ کیجئے۔خاکسار آپکے جواب کا انتظار کریگا۔

آپ لکھتے ہیں۔۔۔۔’’میرا آپ سے اپنا تعارف کروانے کا مقصد صرف یہ ہے کہ آپ مجھے کسی طرح پہچان لیں اور یہ جان جائیں کہ مجھے آپ سے کوئی ذاتی پرخاش نہیں۔‘‘

الجواب۔خاکسار آپ کو اچھی طرح پہچان گیا ہے اور مجھے بھی آپ سے کوئی پرخاش نہیں ہے۔میرے علم اور مشاہدے کے مطابق آپ بھی بہت شریف، کم گو اور فعال احمدی ہیں۔ آپ نے پی ایچ ڈی کی ہے اور ڈاکٹر ضرور ہیں لیکن عقائد کے معاملہ میں آپ ابھی بھی اتنے ہی بنیاد پرست اور قدامت پرست ہیں جتنا کوئی دوسرا اَن پڑھ احمدی۔ڈاکٹر اِسرار احمد جو اِمسال ۱۴۔اپریل کو فوت ہوئے پاکستان کے قدرے روشن خیال عالم تھے۔اگرچہ وہ بھی باقی علمائے اسلام کی طرح حضرت مرزا غلام احمدؑ کے مخالف تھے لیکن اِختلاف کے باوجود وہ آپکے متعلق بدزبانی نہیں کرتے تھے۔آپؑ کا نام بڑے ادب کیساتھ لیتے تھے۔ایک دفعہ میں نے ٹی وی پر ختم نبوت کے موضوع پر اُن کی ایک تقریر سنی۔ختم نبوت پر تقریر ہو اور پھر اِس میں حضرت مرزا غلام احمدؑ کا ذکر نہ آئے یہ کیسے ہوسکتا ہے۔؟ جناب ڈاکٹر اسرار احمد نے اپنی تقریر میں حضرت مرزا صاحبؑ کو اپنے زمانے میں مسلمانوں کی آنکھ کا تارا اور بہت کامیاب مناظر قرار دیا۔اُنہوں نے دوران تقریر کہا کہ اپنے زمانے میں مرزا صاحب نے کہا تھا کہ نبوت رحمت ہے۔بھلا یہ رحمت کیسے ختم ہوسکتی ہے۔؟ پھر اُنہوں نے مخالفانہ رنگ میں کہا کہ مرزا صاحب کی اِنہی باتوں نے بعض لوگوں کے دل موہ لیے تھے اور اِس طرح کچھ ’’پڑھے لکھے اَن پڑھ‘‘ اُنکے پیروکار بن گئے اور اس ضمن میں اُنہوں نے بطور خاص چوہدری محمد ظفر اللہ خاں صاحب کا نام بھی لیا۔میری یہاں گذارش ہے کہ یہ لوگ جنہوں نے حضرت مرزا صاحبؑ کے دعاوی کو قبول کیا تھا۔یہ پڑھے لکھے اَن پڑھ نہیں تھے بلکہ پڑھے لکھے متقی تھے۔اُنہوں نے جب دیکھا کہ وفات مسیح کے معاملہ میں مولویوں کے مقابلہ میں قرآن کریم حضرت مرزا صاحبؑ کے نقطہ نظر کی تائید کررہا ہے۔تو پھر وہ کسی مخالفت کی پرواہ نہ کرتے ہوئے حضرت مرزا صاحبؑ کی جماعت میں شامل ہوگئے۔ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے حضرت مرزا صاحب کے اولین پیروکاروں کے متعلق

یہ جو''پڑھے لکھے اَن پڑھ'' کی اصطلاح استعمال فرمائی اس میں تو کوئی صداقت نہیں ہے بلکہ یہ لوگ خواہ خواندہ تھے یا ناخواندہ بہرصورت متقی تھے۔لیکن اگر کوئی شخص جماعت احمدیہ کی موجودہ نسل کے متعلق ''پڑھے لکھے اَن پڑھ'' کے الفاظ استعمال کرے تو میرے خیال میں اُس کا تجزیہ اور مشاہدہ بالکل ٹھیک ہوگا۔دراصل ۱۹۱۴ء کے بعد افرادِ جماعت کی مخصوص ذہنی تطہیر(brain washing)اور اِن پر ایک جابرانہ نظام(dictatorial system)لاگو کرکے اِنکی حالت ایسی بنا دی گئی ہے کہ وہ بیچارے ڈاکٹر،انجینئر اور وکیل ہوتے ہوئے''پڑھے لکھے اَن پڑھ''بن چکے ہیں۔میں دعا گو ہوں اللہ تعالیٰ اِن مردوں کو زندہ کرے تا کہ یہ اپنی روحانی قبروں سے باہر آ جاویں آمین۔ ؎

دوستو رسم ازل سے یہ چلی آئی ہے　　کوئی صیاد ہوا اور کوئی صید ہوا

تم کہ ہر دور میں عیسیٰ کے حواری نکلے　　میں کہ ہر دور میں مصلوب ہوا قید ہوا

آپ لکھتے ہیں۔۔۔''مجھے آپکی کتاب المصلح موعود میں جو الفاظ اور جس طرح سے آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح رابعؒ کا ذکر کیا ہے وہ پڑھ کر بہت دکھ ہوا اور آپکے عقائد جان کر بھی۔''

الجواب۔خاکسار نے اپنی کتاب''مصلح موعودؑ''میں مختلف موضوعات پر مضامین لکھے ہوئے ہیں۔میرے خیال میں اس کتاب میں کوئی ایسا مضمون نہیں ہے جو میں نے خلیفہ رابع صاحب کو مخاطب کرکے لکھا ہو۔خاکسار نے جناب لطف الرحمٰن محمود صاحب کے مضمون کا جو جواب لکھا تھا اس میں خاکسار نے خلیفہ رابع صاحب کا ضرور ذکر کیا ہے۔جناب ظفر اللہ صاحب۔خلیفہ رابع صاحب کے بارے میں میرے جن الفاظ سے آپ کو دکھ ہوا اگر آپ میرے یہ الفاظ لکھ کر مجھے بھیج دیتے تو خاکسار اِن پر ضرور تبصرہ کرتا۔آئندہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ضرور وہ الفاظ مجھے لکھ کر بھیجیں تا کہ میں اِنکے متعلق کچھ وضاحت کرسکوں۔آپ کو میرے عقائد جان کر بھی افسوس ہوا ہے۔جناب ڈاکٹر صاحب۔میرے عقائد وہی ہیں جو جماعت احمدیہ کے ہیں۔صرف پیشگوئی مصلح موعود کا اختلاف ہے۔خاکسار نے موعود زکی غلام مسیح الزماں ہونے کا جو دعویٰ کیا ہے۔یہ دعویٰ خاکسار نے خوشی کیساتھ نہیں کیا بلکہ اسکے سوا میرے لیے کوئی چارہ نہیں تھا۔مجھے کامل یقین ہے کہ میں اسی طرح اللہ تعالیٰ کی رحمت کا شکار ہوا ہوں جس طرح ہمارے آقا حضرت مہدی و مسیح موعودؑ اللہ تعالیٰ کی رحمت کا شکار ہوئے تھے۔اللہ تعالیٰ کا حکم ہے کہ ہم کسی بھی متنازعہ امر کے فیصلہ کیلئے اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول کی طرف رجوع کریں اور کسی بھی متنازعہ امر میں اُن کا فیصلہ قبول کریں۔اسی میں ہماری دین و دنیا کی فلاح پوشیدہ ہے۔اِس ضمن میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:۔

''فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِیۡ شَیۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَی اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ اِنۡ كُنۡتُمۡ تُؤۡمِنُوۡنَ بِاللّٰهِ وَالۡيَوۡمِ الۡاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيۡرٌ وَّاَحۡسَنُ تَاۡوِيۡلًا۔''(النساء:۶۰)اے مسلمانو!اگر کسی بات میں تم میں باہم نزاع واقعہ ہو تو اِس اَمر کو فیصلہ کیلئے اللہ اور رسول کے حوالہ کرو اگر تم اللہ اور آخری دن پر ایمان لاتے ہو تو یہی کرو کہ یہی بہتر اور اَحسن تاویل ہے۔

آپ میری کتب اور مضامین پڑھیں۔خاکسار نے ہر مضمون میں لکھا ہے کہ اگر کوئی احمدی سمجھتا ہے کہ میں اپنے دعویٰ میں غلطی خوردہ ہوں تو اُسے چاہیے کہ وہ اس سلسلہ میں میری مدد کرے۔میری مدد یہی ہے کہ وہ قرآن کریم اور زکی غلام سے متعلق مبشر الہامات کی روشنی میں خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کی صداقت ثابت کردے۔اگر کوئی ایسا کر دیتا ہے تو چونکہ جماعت احمدیہ میں موعود زکی غلام(مصلح موعود)ایک ہی ہے لہٰذا خاکسار بڑی خوشی سے اپنے دعویٰ پر نظر ثانی کرنے کیلئے تیار ہے۔جناب ظفر اللہ صاحب۔جس طرح حضرت مہدی و مسیح موعودؑ نے حیات مسیح کے غلط عقیدہ کو از روئے قرآن کریم جھٹلایا تھا اسی طرح خاکسار نے بھی خلیفہ ثانی کے دعویٰ مصلح موعود کو قرآن کریم اور مبشر الہامات کی روشنی میں غلط ثابت کرکے اُنکے دعویٰ مصلح موعود کو ایک غلط دعویٰ قرار دیا ہے۔اس کیساتھ ہی اللہ تعالیٰ نے اس عاجز پر جو اپنے موعود زکی غلام ہونے کا انکشاف فرمایا ہے اِس کا میں نے بڑے ادب کیساتھ خلیفہ رابع کے آگے اظہار کیا تھا۔اس میں خاکسار نے کیا غلطی کی تھی۔؟اگر میں نے کوئی غلطی کی تھی تو جماعت کے ارباب و اختیار نے تو مجھے اور میرے اہل وعیال کو بیک جنبش قلم اپنے زعم میں جماعت احمدیہ سے خارج کرکے ہمیں سمجھا دیا ہے۔اب یہ کوئی سمجھانا تھوڑا ہے۔ایک صدی قبل ایسا ہی علمائے اسلام نے حضرت مرزا غلام احمدؑ کو سمجھایا تھا۔جناب ظفر اللہ خاں صاحب۔اگر خاکسار آپکے علم میں غلطی خوردہ ہے تو برائے کرم آپ ہی مجھے سمجھا دیں۔یقین جانئے کہ میں سمجھنے کیلئے تیار ہوں۔اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُسکی رحمت کے خزانے اُسکے اپنے خزانے ہیں۔وہ جسے جو بخشنا چاہے بخش سکتا ہے۔اس معاملہ میں وہ کسی کے آگے جوابدہ نہیں ہے۔یاد رکھیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنا کوئی فضل اپنے کسی بندے کو بخش دیوے تو یہ فضل اُس انسان سے کوئی چھین نہیں سکتا۔اور اگر وہ اپنے کسی بندے کو اپنے کسی فضل سے محروم کردے تو تمام دنیا مل کر بھی یہ فضل اُسے دے نہیں سکتی۔

حضرت مہدی و مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

''دشنام دہی اور چیز ہے اور بیان واقعہ کا گو وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو دوسری شئے ہے ہر ایک محقق اور حق گو کا یہ فرض ہوتا ہے کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخالف گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دیوے پھر اگر وہ سچ کو سن کر افروختہ ہو تو ہوا کرے۔(ازالہ اوہام۔روحانی خزائن جلد ۳ صفحہ ۱۱۲)

آپ لکھتے ہیں۔

''مجھے اپنی جیت اور آپکی ہار میں کوئی دلچسپی نہیں۔مگر جو سوالات میں نے آپ سے کیے ہیں ان کا جواب اگر آپکی کسی کتاب میں ہے تو اس کا ذکر کر دیں تا کہ اگلی بار وہ کتاب یا

مضمون پڑھ کر آپ سے بات ہو سکے۔''

الجواب۔ آپکے سوالوں کے جواب کیلئے اپنی کسی کتاب کا ذکر کرنا تو درکنار خاکسار نے تو آپکی آسانی کیلئے اپنی متعلقہ کتب آپ کو بذریعہ ڈاک بھیجنا چاہا تھا اور اس غرض کیلئے آپ کو ایڈریس کیلئے لکھا تھا۔لیکن آپ نے میرے خط کا جواب دینا بھی گوارا نہ کیا۔کیا آپ کا یہ معقول رویہ ہے۔؟اگر آپ کو ہار جیت میں دلچسپی نہیں ہے تو یہ بہت اچھی بات ہے۔لیکن کیا آپ کو سچائی پانے اور حقیقت کو سمجھنے میں بھی دلچسپی ہے یا کہ نہیں۔؟اگر ہے تو خاکسار نے پیشگوئی مصلح موعود کا قرآن کریم اور پیشگوئی سے متعلقہ مبشر اِلہامات کی روشنی میں علمی تجزیہ کر کے آپکے آگے رکھا ہے۔اگر تعصب سے خالی ہو کر تقویٰ کیساتھ میرے اس جوابی مضمون کا مطالعہ کرو گے تو اِنشاء اللہ تعالیٰ آپ کو حقیقت کے سمجھنے میں دیر نہیں لگے گی لیکن کسی پڑھے لکھے اَن پڑھ احمدی سے ایسی توقع کرنا خام خیال ہے۔

آخر میں آپ لکھتے ہیں۔۔۔۔'' آپ نے اپنے مضمون کے آغاز میں مجھے جو نصیحت کی ہے امید ہے میرے سوالوں کا جواب لکھتے ہوئے آپ خود بھی اس پر عمل پیرا رہیں گے۔''

الجواب۔خاکسار نے آپ کو لکھا تھا۔''واضح رہے کہ جب ہم کسی مذہبی یا علمی موضوع پر بات کریں تو صدق دل کیساتھ ہمارے پیش نظر ہمیشہ سچ اور حقیقت کی تلاش ہونی چاہیے نہ کہ کوئی فتح یا شکست۔'' جناب ظفر اللہ صاحب۔خاکسار اپنے الفاظ کا ہمیشہ پابند رہا ہے اور اب بھی پابند ہوں۔آپ سے میری گذارش ہے کہ میں اِن راہوں کا راہی نہیں تھا۔مجھے مصلح موعود بننے کا کوئی شوق نہیں ہے۔اگر آپ یا کوئی اور احمدی مجھ پر اللہ تعالیٰ اور اُسکے رسول ﷺ کی تعلیم کی روشنی میں یہ ثابت کر دیں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد ہی زکی غلام تھے۔تو مجھے اِس حقیقت کو قبول کرنے میں کیا اعتراض ہوسکتا ہے۔؟ پیشگوئی مصلح موعود کے بارے میں جماعت احمدیہ کا جو روایتی عقیدہ ہے خاکسار بھی پیدائشی طور پر اسی عقیدے پر قائم تھا۔لیکن میں کیا کروں؟اس معاملہ میں خاکسار اللہ تعالیٰ کی رحمت کا شکار ہے اور اب میں مجبور محض ہوں۔لیکن اگر کوئی احمدی مجھے غلطی خوردہ پا کر سمجھانا چاہے تو میں ہر قسم کی فتح اور شکست سے بالا تر ہو کر نہ صرف سمجھنے کیلئے تیار ہوں بلکہ اس غرض کیلئے ہر شخص کے پاس اور ہر جگہ جانے کو بھی تیار ہوں۔اگر کوئی مجھے سمجھانے کیلئے میرے پاس آ کر مجھے سمجھانا چاہے تو بھی میں ایسے کسی مہربان کے ہر قسم کے اخراجات کو برداشت کرنے کیلئے تیار ہوں۔کیا آپ یا کوئی اور اس نیک کام کیلئے تیار ہے۔؟

جناب محمد ظفر اللہ خاں صاحب۔خاکسار نے آپکے سوالات کے مدلل جوابات دے کر پیشگوئی مصلح موعود کا مختصر مگر جامع علمی تجزیہ بھی آپکے آگے رکھا ہے۔اس تجزیہ سے ثابت ہوتا ہے کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد بشیر ثانی یا مثیل بشیر احمد اوّل تھے۔آپ نے خلیفہ ثانی کے جن کارناموں کا حوالہ دیا ہے اِنکی روشنی میں وہ مثیل بشیر احمد اوّل تو ہو سکتے ہیں لیکن غلام مسیح الزماں یعنی مصلح موعود نہیں۔قرآن کریم اور غلام مسیح الزماں سے متعلق مبشر اِلہامات جناب مرزا بشیر الدین محمود احمد کو زکی غلام یعنی مصلح موعود قرار نہیں دیتے۔کیا آپ اور جماعت احمدیہ اس حقیقت کو تسلیم کرنے کیلئے تیار ہیں۔؟ والسلام

خاکسار

عبدالغفار جنبہ/کیل۔جرمنی

۱۶۔جولائی ۲۰۱۰ء

☆☆☆☆☆☆☆